UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232704

UNIVERSAL
LIBRARY

غرائب الجمل

هذا کتاب محکم فی حقائق الفن الاکمل

(۱۸۲۹ نو روز)

یہ کارآمد کتاب دو ابواب پر شامل ہے (۱۳۱۴ بنگلہ) پہلا باب متضمن

باصول فن وقوانین اہل جمل (۹۶۴ ہسمت) دوسرا باب

منقسم بر اقسام وقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

لشمس العلماء احمد عبد العزیز النور عزیز حنبلی ہادر

اسکی رجسٹری بموجب احکام قائم عمل ہو چکی ہے

(۱۳۲۶ ہجری) بدون اجازت مولف کسی اور کو اسکے چھاپنے کا

حق نہو گا (۱۳۲۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہوگا

(۱۳۲۶ ہجری)

قد طبع باہتمام عزیز فی عزیز المطابع

حیدرآباد

۱۳۳۷ محمدی

اِعزاز ڈڈیکیشن

ہماری اس تالیف کو یہہ اعزاز مایۂ افتخار و ناز ہے
کہ حضرت آقای ولی نعمت ۔ قدر قدرت ۔ قوی شوکت
اعلیٰ حضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی
آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر
فتح جنگ جی ۔ سی ۔ یس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ بی
فرمانروائے سلطنت آصفیہ حیدرآباد دکن صانہ اللہ
عن الشرور والفتن نے کمال شفقت اور مہربانی
سے اجازت عطا فرمائی کہ ہم اِس کتاب کو
حضرت کے نام نامی سے معنون کریں ادام اللہ اقبالہم واجلالہم ابداً ابداً

(نمک پروردۂ دولت خدادی عزیز جنگ مؤلف)

فہرست مضامین کتاب غرائب الجمل

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
۱	۲	۳
	دیباچہ	
۱	حمد و نعت	۲
۲	سبب تالیف	۴
۳	شکریہ آقائے ولی نعمت	۱۰
۴	فہرست کتب مستندہ	۱۲
	پہلا باب علم یعنی اصول فن جمل کے متعلق	
	پہلی فصل متعلق بمراتب ابتدائی	
۱	جمل کی تعریف	۱۶
۲	فن جمل کی تاریخ	〃
۳	غایت جمل کا بیان	۲۲
	دوسری فصل متعلق بموضوع جمل	
۱	حروف و اعداد جمل کا بیان ۱ عربی زبان کے متعلق	۲۴
〃	〃 ۲ فارسیوں اور ہندیوں کا جمل	۳۱
〃	〃 ۳ زبان سنسکرت کا جمل	۳۲
〃	〃 ۴ رومیوں کا جمل	۳۴
۲	الفاظ جمل کا بیان بیان عام	۳۵

۳	الفاظ جمل کا بیان	۱	ابجد آدم علیہ السلام	۳۷
〃	〃	۲	ابجد نوحی	۳۹
〃	〃	۳	ابجد ترفّع وتنزّل	۴۲
〃	〃	۴	ابجد سبعہ	۴۶
〃	〃	۵	ابجد عناصر	۵۱
〃	〃	۶	ابجد طبیعی	۵۲
〃	〃	۷	ابجد ابدان	۵۵
۳	اختلاف مذاہب کا بیان	۰	مشاقہ ومغاربہ کا اختلاف عام	۵۶
〃	〃	۱	س کے عدد میں اختلاف	۵۷
〃	〃	۲	ص کے عدد میں اختلاف	〃
〃	〃	۳	ش کے عدد میں اختلاف	〃
〃	〃	۴	ض کے عدد میں اختلاف	〃
〃	〃	۵	ظ کے عدد میں اختلاف	〃
〃	〃	۶	غ کے عدد میں اختلاف	〃
۴	اقسام جمل کا بیان	۰	بیان عام	۶۱
〃	〃	۱	جمل اصغر	۶۲
〃	〃	۲	جمل صغیر یعنی زُبرُ	۶۶
〃	〃	۳	جمل وسیط یعنی بیّنات	۷۰
〃	〃	۴	جمل کبیر یعنی زُبر وبیّنات	۷۳

〃	〃	۵	جمل اکبر		۷۷
۵	قواعد وضوابط جمل کا بیان	۱	قاعدہ عام		۸۰
〃	〃	۲	قواعد خاص	الف	۸۲
〃	〃	〃	〃	ب	۹۱
〃	〃	〃	〃	ت	۹۴
〃	〃	〃	〃	ارث تاق	۱۱۴
〃	〃	〃	〃	ک	〃
〃	〃	〃	〃	ل	۱۱۹
〃	〃	〃	〃	م-ن	۱۲۰
〃	〃	〃	〃	و	۱۲۲
〃	〃	〃	〃	لا	〃
〃	〃	〃	〃	ہمزہ	۱۲۳
〃	〃	〃	〃	ی	۱۴۰
〃	〃	〃	〃	حرف مشدد	۱۴۱
	دوسرا باب عمل یعنی فروع جمل کے متعلق				
	پہلی فصل تاریخ کے متعلق				
۱	تاریخ کی تعریف				۱۴۳
۲	تاریخ کے اقسام		بیان عام		۱۵۰
〃	〃		(الف) باعتبار حقیقت		۱۵۱

۲	تاریخ کے اقسام	(۱) صوری	۱۵۱
〃	〃	(۲) معنوی	۱۵۲
〃	〃	(۳) صوری و معنوی	〃
〃	〃	(ب) باعتبار لفظ	۱۵۷
〃	〃	(۱) تاریخ مفرد	〃
〃	〃	(۲) تاریخ مرکّب	〃
〃	〃	(ج) باعتبار کلام	۱۵۸
〃	〃	(۱) تاریخ منثور	〃
〃	〃	(۲) تاریخ منظوم	〃
〃	〃	(د) باعتبار مادّہ تاریخ	۱۵۹
〃	〃	(۱) تاریخ مستقل	〃
〃	〃	(۲) تاریخ غیر مستقل جس میں تعمیہ	〃
〃	〃	و تخرجہ کا بیان ہے	۰
〃	〃	(ہ) باعتبار تصنیف	۱۷۱
〃	〃	(۱) تاریخ مصنّفۂ مورخ	〃
〃	〃	(۲) تصنیف غیر	〃
〃	〃	(و) باعتبار بیان	۱۷۳
۳	محاسن تاریخ - بیان عام	(الف) نظم کو نثر پر ترجیح ہے	۱۷۵
〃	〃	(ب) سالم مصرع میں مادّہ اولیٰ ہے	۱۷۶

〃	〃	(ج) مادّہ میں صاحب واقعہ یا تقریب	۱۷۷
〃	〃	〃 کا نام اور واقعات درج ہوں	〃
〃	〃	(د) مبتدا سے خبر قریب ہو	۱۸۰
〃	〃	(ہ) مادّہ بدون تدخلہ و تخرجہ ہو	〃
〃	〃	(و) بھرتی کے الفاظ نہ ہوں	۱۸۱
〃	〃	(ز) سنہ کی خصوصیت	۱۸۲
۴	صنائع و بدائع تاریخکا بیان	بیان عام	〃
〃	〃	(۱) صنعت عامۃ الورود	۱۸۳
〃	〃	(۲) صنعت خاصۃ الوجود	۱۸۶
〃	〃	(۳) صنعت مقطّعہ ترتیبی	۱۹۱
〃	〃	(۴) صنعت تجمّع	۱۹۲
〃	〃	(۵) صنعت تضاعف	۱۹۳
〃	〃	(۶) صنعت تناصف	۱۹۴
〃	〃	(۷) صنعت تضارب	۱۹۵
〃	〃	(۸) صنعت اِعجام	۱۹۶
〃	〃	(۹) صنعت اِہمال	۱۹۷
〃	〃	(۱۰) صنعت مسروری ملفوظی و مکتوبی	۱۹۹
〃	〃	(۱۱) صنعت تحریک	〃
〃	〃	(۱۲) صنعت تسکین	۲۰۰

〃	〃	〃
〃	(۱۳) صنعت مفردہ و مرکبہ	۲۰۱
〃	(۱۴) صنعت تعریب	۲۰۲
〃	(۱۵) صنعت ازدواج	۲۰۳
〃	(۱۶) صنعت معکوس	۲۰۶
〃	(۱۷) صنعت مسجّع	〃
〃	(۱۸) صنعت ترصیع	۲۰۷
〃	(۱۹) صنعت ذو تاریخین	۲۰۸
〃	(۲۰) صنعت مراتب	۲۱۰
〃	(۲۱) صنعت دائرہ	〃
〃	(۲۲) صنعت معمّی	۲۱۹
〃	(۲۳) صنعت تکثیر	۲۲۰
〃	(۲۴) صنعت تنقیط	۲۲۱
〃	(۲۵) صنعت سلب نقط	۲۲۳
〃	(۲۶) صنعت لوح طلسمی	۲۲۴
〃	(۲۷) صنعت مجمع الاقسام	۲۲۶
〃	(۲۸) مجمع الصّنائع	۲۲۸
〃	(۲۹) صنعت بسط - بیان عام	۲۲۹
〃	〃 (الف) بسط عددی	۲۳۰
〃	〃 〃 (۱) بسط عددی حرفی	〃

〃	〃	〃 (۲) بسط عددی ترکیبی ۲۳۳
〃	〃	(ب) بسط الحروف ۲۳۵
〃	〃	(ج) بسط المربّی ومقوّی ۲۳۸
〃	〃	(د) بسط غریزی ۲۴۱
〃	〃	(ہ) بسط ترفّع عددی ۲۴۳
〃	〃	(و) بسط ترفّع حرفی ۲۴۵
〃	〃	(ز) بسط ترفّع طبعی ۲۴۶
〃	〃	(ح) بسط ترفّع بالطبع ۲۴۸
〃	〃	(ط) بسط ترفّع اوتار ۲۴۹
〃	〃	(ی) بسط ترفّع ازواج ۲۵۱
〃	〃	(ک) بسط تنزّل عددی ۲۵۳
〃	〃	(ل) بسط تنزّل حرفی ۲۵۷
〃	〃	(م) بسط تنزّل طبعی ۲۵۸
〃	〃	(ن) بسط تنزّل بالطبع ۲۵۹
〃	〃	(س) بسط تنزّل اوتار ۲۶۱
〃	〃	(ع) بسط تنزّل ازواج 〃
〃	〃	(ف) بسط تواخی ۲۶۴
〃	〃	(ص) بسط تجمّع ۲۶۶
〃	〃	(ق) بسط تضاعف ۲۶۹

〃	〃	۲۷۰
〃	(ر) بسط تناصف	۲۷۱
〃	(ش) بسط تنصیف	۲۷۴
〃	(ت) بسط تضارب	۲۷۶
〃	(ث) بسط تکسّر	۲۷۹
〃	(خ) بسط تقوّی ضرب باطن در باطن	۲۸۱
〃	(ذ) بسط تقوّی ضرب ظاہر در ظاہر	۲۸۴
〃	(ض) بسط تقوّی ضرب باطن در ظاہر	۲۸۶
〃	(ظ) بسط تمازج	۲۸۸
〃	(غ) بسط مداخل اربعہ	
〃	دوسری فصل ترقیم کے متعلق	
۱	عرب و عجم اور ہند کا طریقہ	۲۹۴
۲	سنسکرت کا عمل	۲۹۷
	خاتمۂ کتاب ہذا	
	حصۂ اوّل تاریخ سنین کے بیان میں	
۱	بیان عام	۲۹۸
۲	(۱) سنۂ آدمی کا بیان	۳۰۰
۳	(۲) سنۂ براہیمی کا بیان	۳۰۱
۴	(۳) سنۂ داؤدی کا بیان	〃
۵	(۴) سنۂ موسوی کا بیان	۳۰۲

۶	(۵) سنۂ عیسوی کا بیان	۳۰۲
۷	(۶) سنۂ محمدی کا بیان	۳۰۴
۸	(۷) سنۂ ہجری کا بیان	۳۰۵
۹	(۸) سنۂ مہدوی کا بیان	۳۰۷
۱۰	(۹) سنۂ ترکی کا بیان	۳۰۹
۱۱	(۱۰) سنۂ فصلی کا بیان	۳۱۰
۱۲	(۱۱) سنۂ الٰہی کا بیان	۳۱۳
۱۳	(۱۲) سنۂ جلالی کا بیان	〃
۱۴	(۱۳) سنۂ بنگلہ کا بیان	〃
۱۵	(۱۴) سنۂ فارسی و یزدجردی کا بیان	۳۱۵
۱۶	(۱۵) سنۂ ساکا وسمبت کا بیان	〃
۱۷	(۱۶) سنۂ رومی کا بیان	۳۱۶
۱۸	(۱۷) سنۂ نوروز کا بیان	〃
	دوسرا حصہ۔ متقدمین و متاخرین و معاصرین کا تاریخی کلام	
۱	بیان عام	۳۱۸
۲	(الف) قصائد نعتیۂ تاریخی	۳۲۱
۳	(ب) تواریخ ولادت	۳۲۴
۴	(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی	۳۳۲
۵	(د) تواریخ تقریب ختان	۳۳۳

۶	(ہ) تواریخ شادی کد خدائی	۳۳۳
۷	(و) تواریخ سالگرہ و جوبلی	۳۴۲
۸	(ز) تواریخ غسل صحّت	۳۴۴
۹	(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی	۳۴۶
۱۰	(ط) تواریخ فتوح	۳۴۹
۱۱	(ی) تواریخ وزارت	۳۵۰
۱۲	(ک) تواریخ خطابات	۳۵۶
۱۳	(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت	۳۵۸
۱۴	(م) تواریخ خیر مقدم	۳۵۹
۱۵	(ن) تواریخ شکار	۳۶۲
۱۶	(س) تواریخ تالیف و تصنیف و طبع	〃
۱۷	(ع) تواریخ بنا و تعمیر	۳۶۸
۱۸	(ف) تواریخ سزا	۳۷۳
۱۹	(ص) تواریخ فراغ حج	〃
۲۰	(ق) تواریخ رہائی از قید	۳۷۴
۲۱	(ر) تواریخ وفات	〃
۱	فرہنگ کتاب ہذا	۳۸۹
۲	تواریخ تالیف و طبع کتاب ہذا	۳۹۵
۳	ریویوز	۳۹۹

۲۱۷

۱۳۱۷ ف

غرائب الجمل

هٰذا کتاب محکم فی حقائق الفن الاکمل

(۱۸۲۹ نو روز)

یہ کارآمد کتاب دو ابواب پر شامل ہے (۱۳۱۴ بنگلہ) پہلا باب متضمن

باصول فن و قوانین اہل جمل (۱۹۶۴ سنت) دوسرا باب

منقسم بر اقسام دقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

لشمس العلماء احمد عبد العزیز النور عزیز جناب ہادی

اسکی رجسٹری بموجب احکام قائم عدہ ہو چکی ہے

(۱۳۲۶ ہجری) بدون اجازت مولف کسی اور کو اسکے چھاپنے کا

حق نہو گا (۱۳۲۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہوگا

(۱۳۲۶ ہجری)

قد طبع باہتمام عزیز فی عزیز المطابع

حیدرآباد

۱۳۳۷ محمدی

اَبتدائُ الکلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۳۲۵ ہجری

جُمَلُ الْحَمْدِ لِلّٰہِ النَّبِیْلِ وَاضِعِ الْجُمَلْ - تَعَالٰی شَانُہٗ

۱۳۲۵ ہجری

وَجَلِیْلُ بُرْھَانُہٗ عَزَّ وَجَلْ - وَالصَّلٰوۃُ دَآئِمًا عَلٰی

۱۳۲۵ ہجری ۱۳۱۷

النَّبِیِّ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ - وَعَلٰی اٰلِہِ الْعَوَالِیْ وَ

۱۳۱۷ فصلی

خُلَفَآئِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ - وَشُکْرًا لِوَلِیِّ النِّعْمَۃِ

۱۳۳۶ فصلی

الْعُلْیَا - اَلَّذِیْ اَعْطَی الْمُؤَلِّفَ نَوَالًا اَحْسَنَ الْعَطَا

محمدی ۱۳۳۶ محمدی

إِنَّ حُكْمَهُ يَطْرَحُ الْعَدُوَّ كَالْجُمَلِ الْأَصْغَرِ - وَيَرْفَعُ

۱۹۰۸ عیسوی

مَرَاتِبَ الْوَافِي وَالْمَدَارِجَ كَالْبَسِيطِ وَالْجُمَلِ الْأَكْبَرِ

۱۹۰۸ عیسوی

ذَاتُهُ مِصْبَاحٌ وَمُشَرَّفٌ وَوَسِيطٌ - وَسِمَاطُهُ

۱۹۶۴ سمت

الْمَرْضِيُّ بِأَلْوَانِ النِّعْمَةِ بَسِيطٌ - نِظَامُ مُلْكِهِ أَشْرَفُ

۱۹۶۴ سمت ۲۹ ۱۸

وَقْوِيمٌ - فَوَقَعَ خِطَابُهُ عَدِيمُ الْبَدَلِ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

نوروز ۲۹ ۱۸ نوروز

ضَالَحَفَ اللهُ قِوَامَهُ وَإِقْبَالَهُ - وَمَدَّ ظِلَالَهُ

۱۳ ۱۴ بنگلہ ۱۳ ۱۴

وَكَبَّرَ إِجْلَالَهُ - بِإِحْسَانِهِ الْمُجَدِّدِ وَفَضْلِهِ

بنگلہ ۱۳ ۱۵

الْقَدِيمِ - وَبِحُرْمَةِ سُلْطَانِ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيِّنَا

فصلی ہند ۱۳ ۱۵

الْكَرِيمِ -

فصلی ہند

اما بعد ۔ بندۂ ہیچمدان احمد عبدالعزیز ولا تخلص بن جناب مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور نایطی ۔ شافعی مدراسی جسکو سرکار نظام نے اسکے خدمات کے صلہ مین وظیفۂ حسن خدمت اور خطاب خان بہادر عزیز جنگ سے سرفرازی بخشی ہے ۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اس کے مشاغل علمی کے اعتراف مین خطاب شمس العلما کا اعزاز عطا فرمایا ہے ۔ طالبین و شائقین فن جمل کی خدمت مین باادب عرض پرداز ہے کہ اگرچہ ہندوستان نے اس فن لطیف کو متقدمین عجم سے لیا ہے ۔ اور عجم نے عرب سے ۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ نہ زبان فارسی مین اس فن کی کوئی مبسوط کتاب پائی جاتی ہے ۔ اور نہ زبان اردو مین کوئی جامع رسالہ عربون کے پاس جو کچھہ ذخیرہ اس فن کا رہا ہوگا وہ آج زمانہ سے معدوم ہے بلاد عرب اور مصر وغیرہ کے مطابع اپنی فہرستون مین اس فن پر صفر رکھتے ہین ۔ اور شاہی اور پبلک کتب خانون مین کسی کتاب کا پتا نہین چلتا ۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ عربون کے لٹریچر مین اس فن کا ذخیرہ ضرور رہا ہوگا اور ممکن ہے کہ اب بھی ہو لیکن یا تو زمانہ کی بے قدری نے اسکو پردۂ خفا مین جگہ دی ہے یا لیل و نہار کی گردش نے اسکو صفحۂ روزگار سے مٹا دیا ہے ۔ جو کچھہ اسکی بو باس باقی رہ گئی ہے وہ صرف بعض بزرگون کی احتیاط اور دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ انہون نے اپنی لاثانی تصانیف مین کہین کہین ۔ کچھہ نہ کچھہ اس کا ذکر ضمناً کر دیا ہے ۔ جن مین بعض حضرات نے اختصار کے ساتھہ کہین کچھہ قواعد بھی لکھدئے ہین ۔ اور بعض نے کسی موقعہ پر بعض اصطلاحات کی تعریف کر دی ہے ۔ اور بعض نے کسی بحث کے ضمن مین اختلاف مذاہب جمل سے بحث کی ہے ۔ غرض خال خال جو کچھہ ہے وہ ایسا مختصر ہے کہ گویا کچھہ نہین ہے ۔

اور جس قدر بھی ہے وہ انہین کا صدقہ ہے ۔

فارسی کے بعض متقدمین نے اگرچہ اس فن مین عملی طور پر قدم رکھا ہے ۔ اور متاخرین کے تاریخی کلام سے اونکی اعلیٰ دلچسپی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے لیکن علمی ذخیرہ کی حفاظت مین انہون نے کچھہ نہین کیا ۔ ہماری معلومات کی حد تک ہم کہہ سکتے ہین کہ علمای عرب نے تو فنون غیر کے ضمن مین کچھہ نہ کچھہ اس کا ضمنی تذکرہ کرکے اصول فن کو بچا لیا ہے ۔ لیکن فارسیون نے یا تو اس کو معمولی چیز سمجھہ کر چھوڑ دیا یا زحمت پسندی سے کنارہ کیا آفرین ہے ہمارے ہندوستان جنّت نشان پر کہ اسنے عجمیون سے زیادہ اس کی قدر اور حفاظت کی ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی متعدد تصانیف مین اس فن کے متعلق عرب کی پیروی کی ہے یعنی خال خال مضامین کو اپنے مختلف تصانیف مین ضمناً بیان کیا ہے ۔ اور جلال لکھنوی نے ۱۲۹۲ھ ہجری مین ایک مستقل رسالہ افادۂ تاریخ کے نام سے لکھا جو ۳۳ صفحہ پر شامل ہے اور چھپ چکا ہے ۔ پھر منشی انوار حسین سہسوانی نے فارسی زبان مین ایک اچھی کتاب لکھی جو مخلص تسلیم سے موسوم ہے ۔ یہ کتاب ۱۳۰۰ھ ہجری مین تالیف ہوئی ۔ اور ۱۳۱۴ھ ہجری مین چھپی ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امیر مینائی مرحوم نے بھی اس کے متعلق کوئی کتاب لکھی تھی جس کے مبیضہ کی نوبت نہین آئی جو آپ کے صاحبزادہ کی حفاظت مین ہے ۔

ہمارے استاد مولانا نجم الدین حسن مغفور مدراسی افضل تخلص نے بھی ایک جامع رسالہ کی بنیاد قائم کی تھی ۔ اور اوسکو معدن الجواہر سے موسوم کیا تھا ۔ لیکن اس کے مقالۂ اوّل متعلق بہ حقیقت حروف کو ختم فرماکر مقالۂ دوم متعلق بہ فن جمل کو نصف سے زیادہ لکھنے نہ پائے تھے کہ دنیا سے چل بسے ۔ اون کی ادھوری محنت بھی آج اون اوّل الذکر دونون

کتابون سے فائق ہے ۔ غرض اہل ہند و دکن نے اس کے متعلق عجمیون کے مقابلہ مین اگرچہ بہت کچھہ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھہ ہوا ہے اوسکے سوا اور بہت کچھہ درکار ہے

جلال لکھنوی کا رسالہ بے شک مفید رسالہ ہے اور بیچارے مؤلف نے جہانتک اونکو ذخیرہ مل سکا اوس کے ذریعہ سے اچھی کتاب لکھی ہے جو مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے لیکن اس کے اختصار کی وجہ سے اکثر چیزین اس مین قابل اضافہ ہین نیز اسکی تخصیص صرف تاریخگوئی سے ہے ۔ لائق مولف نے اصول فن سے قطع نظر فرمائی ہے ۔

ملخص تسلیم ۔ مؤلفہ منشی انوار حسین سہسوانی بہ نسبت کتاب اول الذکر کسیقدر مبسوط ہے اور منشی صاحب نے اصول فن کے بیان کی بہت کچھہ کوشش کی ہے لیکن اس وجہ سے کہ غالبًا اونکو عربی کتابون کا ذخیرہ بہت کم ملا ہے وہ اپنے مقصد مین کم کامیاب ہوے ہین ۔ اگر یہ کتاب زبان فارسی مین نہ ہوتی تو بلاشک اس سے ہندوستان کو بہت نفع پہونچتا اور اب بھی جس قدر امداد شائقین فن اور فارسی دانان ہند کو اس کتاب سے ملتی ہے وہ بہت قیمتی امداد ہے طرز بیان اور ترتیب کی شان مؤلف کے مذاق طبیعت سے متعلق ہے ۔ ان بزرگ کی مہربانی سے اگر یہ کتاب مرتب اور شائع نہ ہو جاتی تو آج ہمارے جمع کئے ہوے ذخیرے مین ایک بہت بڑا نقصان رہجاتا منشی صاحب کی طباعی نے بعض اختراعات کا اضافہ بھی کیا ہے ۔

اگرچہ اس کتاب کا ایک حصہ جلال لکھنوی کی تردید کے نذر ہوا ہے اور یہ اختلاف مذاہب جمل کا نتیجہ ہے لیکن تاہم اس کتاب کی مجموعی حیثیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ منشی صاحب نے اس کی تالیف مین محنت شاقہ اوٹھائی ہے اور ہماری رائے مین وہ اپنے مقصد مین ایک حد تک کامیاب ہوئے ہین ۔

صاحب معدن الجواہر کی اگر حیات مستعار وفا کرتی اور یہ رسالہ کامل ہوجاتا اور اشاعت کے درجہ مین آجاتا تو بے شک اس کا مرتبہ ماقبل الذکر رسائل سے فائق ہوتا افسوس ہے کہ یہ کتاب ادہوری رہ گئی۔ اس ادہورے حصہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مولانا نے اصول فن جمل کی تحقیق مین بڑی ہی جانکاہی کی ہے بعض دوستون نے ہم سے کہا کہ ہم اس کتاب کو کامل کردین اگرچہ یہ بات آسان تہی لیکن اس وجہ سے ہم نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ طرز ترتیب اور طرز بیان مین ہر ایک مؤلف کا مذاق جدا ہوا کرتا ہے۔ مسائل مختلفہ جمل مین لائق مؤلف کی رائے سے اکثر مقامات پر ہمکو اختلاف ہے۔ نیز آپ نے اس کا آغاز زبان فارسی مین فرمایا ہے ہمکو اس کی تکمیل کے بعد اس کا ترجمہ بہی اردو زبان مین کرنا پڑتا ورنہ ہندوستان کو اس سے چندان فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہین تمام وجوہ سے ہم نے یہی مناسب خیال کیا کہ اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد جدا قائم کرین اور لائق مؤلفین کے آرا رسے استناد اور اپنی راے کا بہی اظہار کرین

ہم نے جہان تک ان کتابون کی سیر کی اوس سے یہ نتیجہ حاصل کیا کہ لائق مؤلفین نے ان کتابون کے اکثر حصہ مین اجمال بیان سے زیادہ کام لیا ہے اور تعریفات مین تاریخی نظائر کی پابندی بہت کم کی ہے۔ اور صنائع تاریخ مین بہی انتخاب اور اختصار کو ملحوظ رکہا ہے۔ اختلاف مذاہب مین فریقین کے دلائل کے ساتہ اپنی قطعی راے کے اظہار مین احتیاط کی ہے۔ ترقیم سے بالکل قطع نظر فرمائی ہے جو جمل کا ایک شعبہ ہے۔ اور ہر ایک بیان مین امامان جمل اور محققین سلف کے اقوال سے بہت کم استناد فرمایا ہے۔

یہی تمام وجوہ ہین جن کے لحاظ سے ہم نے اس کتاب مستقل کی تالیف کی ضرورت

خیال کی اور اس مہتم بالشان کام کا بیڑا اوٹھایا۔ ہم بخوبی واقف ہین کہ ہندوستان کی موجودہ حالت اور اس فن کے ساتھ اس کی دلچسپی اس درجہ مین نہین ہو کہ پبلک اس کتاب کی قدر کرے اور مصنف کو اس کی محنت کا صلہ یا کم سے کم مصارف طبع سے جلد سبکدوش ہونے کا موقع دے۔ لیکن ہم نے اس خیال سے اپنی ہمت کو پست ہونے نہ دیا کہ ہماری محنت کا قدردان ہمارا آقائے نعمت ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے فرمان روا کے سایۂ عاطفت مین فارغ البال اور وظیفہ حسن خدمت سے خوشحال ہین جس کی تمامتر توجہ اشاعت علوم و فنون کی جانب مبذول ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی ذات ستودہ صفات ہی کا صدقہ ہے کہ مصنفین و مؤلفین اس درجہ مین آچکے ہین کہ اپنی معیشت سے بے فکر ہو کر علمی خدمات کے ذریعہ سے پبلک کو فائدہ پہونچاوین اور ذخیرۂ علوم کی تکمیل کرین۔

ہم نے اس کتاب کو **غرائب الجمل** سے موسوم کیا ہے۔

یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر شامل ہے۔ اور ہر ایک باب مین دو فصل ہین۔

باب اوّل۔ علم یعنی اصول فن جمل سے متعلق ہے جس کی پہلی فصل مین مبادی ابتدائی کا بیان ہے۔ یعنی (۱) جمل کی تعریف (۲) فن جمل کی تاریخ۔ (۳) غایت جمل کا بیان۔

اور دوسری فصل متعلق بموضوع جمل ہے جس مین (۱) حروف و اعداد جمل۔ (۲) الفاظ جمل کی کیفیت (۳) اختلافات مذاہب جمل (۴) اقسام جمل۔ (۵) قواعد و ضوابط جمل بیان ہوئے ہین۔

باب دوم۔ عمل یعنی فروع جمل سے متعلق ہے جسکی پہلی فصل تاریخ سے مخصوص

ہے یعنی (۱) تاریخ کی تعریف (۲) تاریخ کے اقسام (۳) تاریخ کے محاسن۔ (۴) صنائع و بدائع تاریخ۔ اس مین ۲۹ صنعتون کا مفصّل بیان ہے اور صرف اونتیسوین صنعت کے ۲۸ اقسام بیان ہوے ہین۔ ہر ایک صنعت کی تعریف کے ساتھ تاریخی تمثیل پیش ہوئی ہے اور پھر ہر ایک مثال کو صنعت متعلقہ کے ساتھ مطابق کرکے دکھلایا گیا ہے اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس صنعت کے متعلق تاریخی واقعات بھی بیان ہون۔

اور دوسری فصل ترقیم سے مخصوص ہے جس مین عرب اور عجم کے طریقہ عمل کا بیان اور سنسکرت کے طریقۂ ترقیم کی صراحت ہے۔

خاتمہ کو بھی دو حصص پر شامل رکھا ہے۔ حصّۂ اول مین سنین مختلفہ کی تاریخ اور حقیقت کا بیان ہے۔ یعنی سنۂ آدمی۔ سنۂ ابراہیمی۔ سنۂ داؤدی۔ سنۂ موسوی۔ سنۂ عیسوی۔ سنۂ محمّدی۔ سنۂ ہجری سنۂ مہدوی۔ سنۂ ترکی۔ سنۂ فصلی۔ سنۂ الٰہی۔ سنۂ جلالی۔ سنۂ بنگلہ۔ سنۂ فارسی ویزدجردی۔ سنۂ ساکا وسمّت سنۂ رومی۔ وسنۂ نوروز۔

دوسرے حصّہ مین متاخرین و متقدمین و معاصرین کے تاریخی کلام کو بہ ترتیب ناظرین کیا ہے اور نوعیت ہاے مختلفہ کو جدا جدا عنوان کے ساتھ دکھلایا ہے جیسے قصائد نعتیہ تاریخی۔ توارخ ولادت۔ توارخ بسم اللہ خوانی۔ توارخ تقریب ختان۔ توارخ شادی کدخدائی۔ توارخ سالگرہ وجوبلی۔ توارخ غسل صحّت۔ توارخ جلوس وفرمان روائی۔ توارخ فتوح۔ توارخ وزارت۔

تواریخ خطابات ۔ تواریخ تقرر خدمات و جانشینی ۔ تواریخ خیر مقدم ۔ تواریخ شکار تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب ۔ و تواریخ بنا و تعمیر ۔ تواریخ سزا ۔ تواریخ فراغ حج ۔ تواریخ رہائی از قید و تواریخ وفات ۔

شکریۂ ولی النعمت ہم اپنے آقائے ولی نعمت ۔ والی سلطنت ۔ قدر قدرت قوی شوکت ۔ اعلیٰ حضرت ۔ حضور پر نور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک **میر محبوب علیخان** بہادر فتح جنگ ۔ جی ۔ سی ۔ یس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ بی ۔ فرمان روائے سلطنت آصفیۂ حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کے دل سے شکر گزار ہین جس کی ریاست ابد قرارین ہمارا نشو و نما ہوا اور جس کی ملازمت کا اعزاز ہمکو ملا اور دیرینہ تابعداری کے بعد آج ہم اس کے شاہی خزانہ سے وظیفہ یاب حسن خدمت اور دعاگوے دولت ہین ۔ اسی بادشاہ ذیجاہ نے ہمکو خطابی اعزاز سے سرفراز فرمایا اور ہماری ہر ایک گزشتہ تالیف کا صلۂ تالیف عطا فرماکر ہمارا حوصلہ بڑہایا ۔

ہماری تمام تالیفات ماضیہ مین اس کتاب کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ اولوالعزم فرمانروا نے کمال شفقت و مہربانی سے ہمکو اس بات کی اجازت عطا فرمائی کہ ہم اس کو اوس قدردان علم و ہنر کے نام نامی سے معنون کرین ۔ ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم ابداً ابدا ۔

قصیدۂ مدحیّہ

جس کے کل اعداد یا ہر ایک شعر یا ہر ایک مصرعے یا ہر لفظ ابتداے مصرعہ یا ہر حرف آخر مصرع اول یا ہر مصرع کے حروف معجمہ یا مہملہ یا حروف مہملۂ مصرع اول و معجمۂ مصرع ثانی

یا مجموعہ مصرع اوّل و مہملہ مصرع ثانی کے اعداد مکمّلہ سے بصنعت عامۃ الورد تاریخ طبع کتاب حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ ان اعداد کو ۳۰ پر ضرب دیں اور حاصل ضرب پر ۲۱ بڑھاویں اور مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کریں اور کسرات باقیماندہ کو ۲۲ پر ضرب دیں

من در شبِ زلفِ تو ندیدم خطِ لب را — تا شمعِ رخت شانہ نزد کاکلِ شب را
گر آبلۂ پا بشکست آبِ سفر کرد — جویائے تو پروانہ کند یخ و تعب را
ہر تشنہ کہ جویائے خمارِ نگہِ تست — از جوہرِ تیغِ تو خورد آبِ عنب را
تیغِ نگہت در حرمِ خاطرِ عشّاق — دیدیم کہ بر طاق نہد پاسِ ادب را
تشبیبِ تو تطویلِ سخن را نہ پسندد — پیچِ خمِ کاکل پر پیچ سبب را
ہشدار کہ چشمِ شہِ خوبان نگران است — جورِ تو بفریاد برد شکوہ بلب را
محبوب بنام است و لقب آصفِ دوران — ترجیح بنامش نبود حسنِ لقب را
صیتِ لقبش گوشِ بدل دار و نہ نامش — در گوشۂ دل جلوہ دہد قدرتِ رب را
شاہے کہ گرانبارئ لطفش بمقابل — پیوستہ بیک پلّہ نشاند جد و اب را
ای خسروِ اقلیم دکن آصفِ ذیجاہ — ذاتِ تو شرف داد حسب را و نسب را
محبوبِ یدِ اللّٰہی و زین وجہ کہ جنگ — بر فتحِ تو نازست شجیعانِ عرب را
بر مصحفِ روئے تو عیان آتش و آب است — سیمائے تو تفسیر کند حلم و غضب را
از شربتِ ذوقِ سخنِ آن لبِ جانبخش — بیمارِ تو پروانہ کند حدّتِ تب را
تا آئینہ را کرد رخت پشت بدیوار — آئینۂ روئے تو کشد عکسِ عجب را
صنعت بحقیقت نشود مدّ مقابل — رخسارِ تو جوہر شکند صنعِ حلب را

در عہد تو اقدام شود سدِّ جرائم — چشمِ عسسِ ملکِ تو دانند نقب را
حاجت بہ طبیبے نبرد شکوۂ بیمار — کو بر در رنجور کشادہ ہست مطب را
قدرِ تو چہ دانند حریفانِ سخن ساز — جاہل چہ کند منزلتے فنِّ ادب را
تو طوطیِ شکّر شکنِ باغِ کلامی — خطل خورِ ہامون چہ کشد ذوقِ رطب را
آوازِ گدا رونقِ دربارِ کریم است — لب بستنِ من شہرہ دہد شور و شغب را
پامردیِ تو تا نزند دست بدوشم — از دامنِ دولت نہ کشم دستِ طلب را
از وسعتِ مضمون ثنا قافیہ تنگ است — آن بہ کہ ردیفم بکشد حدِّ ادب را
نطقم بزبان کردہ ودیعت اہلِ دل (دعا) دستم بدعا عرضہ دہد حسنِ طلب را
در حیّزِ حکمِ تو شود گنبدِ گردان — در رقبۂ ملکِ تو بود مسکنِ غبرا
در ظلِّ ہمایونِ تو آسودہ شود خلق — زانسان کہ سرت چتر کشد سایۂ رب را
ہر سال بصفحِ گرہش عمرِ تو دہ چند — تا گوہرِ مہ سبحہ کشد رشتۂ شب را

فہرست کتب مستندہ ذیل مین ہم نے ایک فہرست اون کتابون کی لکھی ہے جن سے ہمکو اس کتاب کی تالیف مین ایک حد تک ضرور مدد ملی۔

نشان سلسلہ	ردیف	نام کتاب	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	الف	ارمغان (مقیاس الاشعار)	مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی
۲	〃	افادہ تاریخی	جلال لکھنوی
۳	〃	الفتاوی الخیریہ	خیر الدین رملی
۴	〃	المطالع النصریہ للمطابع المصریہ	نصر ہورینی

۵	الف	الواح الجواہر	حکیم افلاطون
۶	ت	تاج العروس من جواہر القاموس	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
۷	〃	تاریخ	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۸	〃	تفسیر درّ منثور	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۹	ج	جفر جامع	لاادری
۱۰	〃	جواہر خمسہ	محمدؐ غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	ح	حاشیہ تحفۃ المنہاج	شروانی
۱۲	〃	حاشیہ تفسیر بیضاوی	حافظ اسمعیل قنوی
۱۳	〃	ایضاً	عبدالحکیم سیالکوٹی
۱۴	خ	خزانہ عامرہ	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۵	ر	رسائل عبدالجلیل	میر عبدالجلیل بلگرامی
۱۶	س	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۷	〃	سیرۃ	ابومحمد عبدالملک بن ہشام
۱۸	〃	ایضاً	امام محمدؐ بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	ش	شرح الورد السحری	بکری
۲۰	〃	شرح جواہر خمسہ	شناوی
۲۱	〃	شمس المعارف	شیخ احمدؐ بونی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	〃	شواہد الافکار	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	ص	صراح من الصحاح	ابوالفضل محمد بن عمرو بن خالد

۲۴	ع	عقد الجواہر	شلّی باعلوی
۲۵	غ	غزلان الہند	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۲۶	〃	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدین رامپوری
۲۷	ف	فتح الجواد بشرح الارشاد	ابن حجر مکّی
۲۸	〃	فرہنگ رشیدی	رشید تتوی
۲۹	ق	قاموس المحیط	مجدالدین محمد فیروزآبادی شیرازی
۳۰	〃	قوانین دستگیری	مولوی غلام دستگیر مدراسی
۳۱	ک	کتاب المداخل	لاادری
۳۲	〃	کلمات الشعرا	سرخوش
۳۳	〃	کلیات داغ	نواب فصیح الملک داغ دہلوی
۳۴	〃	کلیات قدر	میر غلام حسین قدر بلگرامی
۳۵	م	محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر	علی دودہ
۳۶	〃	معدن الجواہر	مولوی نجم الدین حسن افضل مدراسی
۳۷	〃	مغنی المحتاج بشرح المنہاج	خطیب شربینی
۳۸	〃	مفتاح الاستخراج درجفر	لاادری
۳۹	〃	ملخص تسلیم	منشی انوار حسین سہسوانی
۴۰	〃	منتخب اللغات شاہجہانی	میر عبدالرشید تتوی
۴۱	〃	مؤید الفضلا	مولوی محمد لاد
۴۲	ن	نتایج الافکار	قدرت علیخان گوپاموی

۴۳	ن	نقش خاطر در تکسیر	لاادری
۴۴	ہ	ہامش مقدمہ تاریخ ابن خلدون	نصر ہورینی
۴۵	؍؍	ہفت قلزم	مولوی قبول محمد

معزز ناظرین غالباً اِن کتابون کے نامون کو پڑہ کر متعجب ہون گے کہ باستثنا ایک دو رسائل کے باقی کل کتابون کو فن جمل سے کیا تعلق ہے لیکن بات وہی ہے جس کو ہمنے وجہ تالیف مین عرض کر دیا ہے کہ فاضل مصنفین اور مؤلفین نے ضمناً کہین کہین اس فن کے کلیات یا جزئیات کا خال خال تذکرہ اپنی بیش بہا تصانیف مین کر دیا ہے جس سے ہمنے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمکو رسالہ میزان التاریخ نہین ملا جس کا تذکرہ جناب مرزا اوج لکھنوی نے اپنی تالیف ارمغان مین فرمایا ہے وہ ہمسے بالمشافہ فرماتے تہے کہ میزان التاریخ عربی زبان مین ایک قلمی رسالہ تہا جو پچاس ساٹھ صفحات پر شامل تہا جس کو آپ کے والد ماجد مرزا دبیر مغفور کے زمانہ حیات مین اون کے کسی دوست نے مستعار دیا تہا اور آج اوس کا پتہ نہین چلتا اگرچہ اس کا ذکر ہمنے اس کتاب مین کیا ہے لیکن اس کا نام ہمنے اس فہرست مین اس لئے لکھنا مناسب نہ جانا کہ وہ ہماری نظر سے نہین گزرا۔ باقی رسائل مندرجہ فہرست بالا سے بعض تو ہمارے کتاب خانہ مین موجود ہین اور اکثر ہمارے استاد مغفور مولوی نجم الدین حسن مدراسی کے کتب خانہ مین اللہم اغفرہ

باب اوّل متعلق باصول جمل

فصل اول متعلق بمراتب ابتدائی

(۱) جمل کی تعریف

جُمَّل یا جُمَل بضم جیم و تشدید میم مفتوح یا بدون تشدید بفتح میم۔ زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی۔ حروف تہجی کو اعداد کے مقابلہ میں قائم کرنے کے ہیں۔ جیسے الف مساوی قرار دیا جاوے ایک کا۔ یا بے کو مساوی قرار دیا جاوے دو کا۔

صاحب فرہنگ آصفیہ نے جیم اور میم دونوں کو مضموم لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جُمَل سے حروف ابجد کے اعداد کا حساب مراد ہے۔ منشی انوار حسین سہسوانی نے بھی اپنی تالیف ملخص تسلیم میں بضم جیم تازی و میم مضموم مشدد و نیز بہ تخفیف لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جُمَل حساب اعداد ابجد کو کہتے ہیں۔ صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ جمل بضم جیم و تشدید میم مفتوح بمعنی حساب اعداد حروف ابجد و بامعنی بہ تخفیف میم نیز آمدہ منتخب اللغات شاہجہانی میں مذکور ہے کہ جمل بضم جیم و فتح میم جلہا و بہ تشدید میم حساب ابجد و بہ تخفیف نیز آمدہ چنانکہ مشہور است۔ و بقول منتہی الارب فی لغات العرب الجُمَّل کسکّر و قد یخفف حساب ابجدست۔ اور صاحب قاموس کا بھی یہی قول ہے لیکن اوس کی شرح تاج العروس من جواہر القاموس میں کسیقدر صراحت کے ساتھ اس کا بیان ہے الحاصل لفظ جمل کے اعراب میں اتفاق اسی پر ہے کہ میم مفتوح ہے خواہ مشدد ہو یا غیر مشدد۔ صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اور ملخص تسلیم نے غالباً صحت اعراب پر کم التفات فرمایا ہے۔

(۲) فن جمل کی تاریخ

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ فن جمل عربوں کے اسلام سے پیشتر بھی

مستعمل تھا جیسا کہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن اسحٰق المطلبی المعروف بابن اسحٰق نے کتاب سیرۃ مین اور امام محمد بن اسمٰعیل البخاری نے کتاب التاریخ مین اور شیخ ابو محمد عبدالملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ مین اور نیز دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات مین اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔

قاضی بیضاوی اور نیز دوسرے مفسرین نے سورۂ بقرہ کے حروف مقطعات کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ علماے یہود نے نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے تعداد سنین کو اعداد حروف مقطعات سے مطابق فرما کر جواب دیا۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیۂ تفسیر بیضاوی مین جو شواہد الافکار سے موسوم ہے اور نیز تفسیر درّ منثور مین کتب معتبرۂ حدیث کے حوالہ سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبدالرحمن بن خلدون نے بھی مقدمۂ تاریخ مین لکھا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد خفاجی نے حاشیۂ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ

وقیل انہ معروف فی اللغات القدیمہ کالعبرانیۃ وھو کثیر فی التوراۃ کما فی رسالۃ فضائح الیھود للغزالی (انتہی) (ترجمہ) حساب جمل کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ قدیم زبانون کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور توریت مین کثرت سے مستعمل ہوا ہے جیسا کہ امام غزالی رح نے اپنی کتاب فضائح الیہود مین ذکر کیا ہے

ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین لکھا ہے کہ دلالتہ ھذہ الحروف علی تلک الاعداد لیست طبیعیۃ ولا عقلیۃ وانما ھی بالتواضع والاصطلاح الذی یسمونہ حساب الجمل یعنی انہ قدیم مشہور (انتہی) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

اعداد پر طبعی نہیں ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ یہ دلالت وضعی و اصطلاحی ہے جسکا اصطلاحی نام حساب جمل ہے بے شک یہ قدیم اور مشہور اصطلاح ہے۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کتاب سبحۃ المرجان فی آثار ہندستان مین لکھا ہے کہ ما وقفت علی من وضع قاعدۃ الجمل و قرر حروف الہجا بازاء الاعداد۔ یعنی مین واقف نہیں ہون کہ قاعدۂ جمل کا واضع کون ہے اور کس نے حروف تہجی کے مقابلہ مین اعداد کو قائم کیا ہے۔

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ جمل صغیر کا واضع خداوند کریم ہے جل جلالہ وعم نوالہ جیسا کہ علی دودہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل و مسامرۃ الاواخر مین لکھا ہے کہ اول کتاب انزل اللہ من السمار ابو جاد ذکرہ السہیلی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (الخ) یعنی پہلی تحریر جس کو خدا نے آسمان سے اتارا وہ ابجد ہین اس کو سہیلی نے ابن عباس رض سے ذکر کیا ہے۔

اسی طرح شیخ احمد بونی نے کتاب شمس المعارف مین لکھا ہے کہ اما ابجد فانہا سریانیۃ انزلت علی آدم علیہ السلام و ادریس و نوح و موسیٰ و عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین یعنی ابجد سریانی زبان کے الفاظ ہین جو نازل ہوئے آدم ادریس نوح موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام پر۔

جمل صغیر کا پتا تو اسقدر چلتا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ لیکن جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ کا واضع کون ہے البتہ اس کی تحقیق نہیں ہوسکی۔ بعض متقدمین کا قول ہے کہ جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ فن جمل کے اقسام فروعی ہین۔ اور ان سب کی اصل جمل صغیر ہے۔ یعنی جمل صغیر ہی سے یہ سب اقسام پیدا ہوئے ہین (الخ)

ہم کہتے ہین کہ جمل صغیر کو فن جمل کی ایک قسم قرار دینا چاہیئے۔ ان اقسام کی تعریف اور اون کا باہمی فرق اور نیز یہ کہ جمل صغیر کو اس مقام پر اصل کا قائم مقام کیون قرار دیا گیا۔ ان تمام امور کو ہم اسی فصل کے ایک خاص بیان مین جو اقسام فن جمل سے موسوم ہوگا ذکر کرین گے انشاء اللہ تعالے۔

کتاب محاضرۃ الاوائل مین مذکور ہے کہ حکیم فیثاغورث نے جو (ہرمس اول کا شاگرد تھا) اسرار حروف و اسماے روحانیہ کی نسبت محققانہ بحث کی ہے اور طلسمات کا واضع بھی یہی شخص ہے اور علم وفق بھی (جس کی بنا علم جمل پر قائم ہے) اسی کا وضع کیا ہوا ہے۔ اسی کے متعلق تاریخ حکماء مین ذکر ہے کہ اول من علم الوفق وعمل منہ العجائب فیثاغورث المذکور وله فی الاوفاق العددیۃ عجائب (انتہی) یعنی پہلا شخص جس نے علم وفق کو بنایا اور اوس سے عجائبات کو پیدا کیا وہ فیثاغورث ہے اور فنون اوفاق مین جو اعدادی فن ہے عجیب چیزین اسی سے منسوب ہین۔

بعض رسائل مین اس کا ذکر ہے کہ زبر و بیّنات کے قاعدہ کا واضع حکیم ارسطاطالیس ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ایسا کہنا درست نہین ہے اس لئے کہ زبر اور جمل صغیر دونون ایک ہین۔ اور جمل صغیر کی نسبت یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ اس کا واضع حق جل شانہ ہے پس اس کو ارسطاطالیس سے منسوب کرنا عقل سے بعید ہے۔

ہم یہ عرض کرتے ہین کہ جن اہل تحقیق نے زبر و بیّنات کی ایجاد کو حکیم ارسطاطالیس سے منسوب کیا ہے وہ قابل حرف گیری نہین ہین۔ اگر مان لیا جاے کہ ہر ایک

حرف کے مقابلہ مین عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدۂ زبر و بیّنات کی ایجاد سے اس مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ ہر ایک حرف کی ملفوظی شکل یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیّنات کہتے ہین مثلاً (ا) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے اس کے عدد بقاعدۂ جمل (۱۱۱) ہین پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح جمل مین (زبر) کہتے ہین اور باقی کے اعداد کا نام (بیّنات) ہے یعنی (الف) مین حرف اول (ا) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ۔ ل۔ ف۔ کے اعداد (۱۱۰) بیّنات سے موسوم ہون گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (با) ہے جس مین (ب) کا عدد (۲) زبر ہے۔ اور (ا) کا عدد (۱) بیّنات ہے۔ اور واضعان اقسام جمل نے (زبر) ہی کو جمل صغیر کہا ہے۔ اور (بیّنات) کو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔

اس حالت مین اگر ہم قاعدہ زبر و بیّنات کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کرین تو ہمارا یہ کہنا اوس امر مسلّمہ کے مغائر نہین ہے کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لئے کہ جمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع۔

ہماری تحقیق اور رائے مین حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر کہنا بہی من وجہ درست نہین ہے جیسا کہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اوس کو مطلقاً جمل کا واضع کہنا چاہیئے۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک مین یہ اشکال اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر تسلیم کرنے مین زیادہ غور نہین فرمایا ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یون کہہ سکتے ہین کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اور واضع جمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیّنات) حکیم اسطاطالیس واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اسی طرح بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جمل کبیر کا واضع بھی حکیم ارسطا طالیس ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے اس تحقیق پر بھی اپنا اختلاف ظاہر فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہین کہ اس کے تصفیہ کے لئے بھی ہمارا وہ بیان کافی ہے جو گزرا جس کے بعد کوئی محل اشکال باقی نہین رہتا۔

علماے سنسکرت کا قول ہے کہ واضع حروف مقطعات ہی واضع جمل ہے اس فن کے متعلق سنسکرت مین متعدد کتابین ہین اور خاص خاص علوم کو متقدمین نے قاعدۂ ترقیم مین لکھا ہے (قاعدہ ترقیم کا ذکر ہمنے اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ باب دوم مین کیا ہے ــــ) سنسکرت مین ایک لاکھ اسی ہزار الفاظ ایسے ہین جنکے لئے اعداد مقرر ہین یعنی اعداد حروف کے سوا اعداد الفاظ کا بھی قاعدہ مقرر ہے اعداد حروف مین سنسکرت نے عدد ہزار پر قناعت نہین کی ہے بلکہ مرتبۂ الوف کے بعد ایک حرف کا عدد لاکھ ہے اسی طرح ایک حرف کا عدد کرور ہے اور یہ سلسلہ ختم تعداد حروف تک مسلسل چلا گیا ہے بدین وجہ کہ سنسکرت مین حروف تہجی کی تعداد ۴۸ سے زیادہ ہے لہذا اعداد کے مراتب بھی زیادہ ہین اور اعداد الفاظ کا قاعدہ اختصار کے لئے قائم ہوا ہے اور دنیا مین اسپر عمل سات ہزار سال سے بیان ہوا ہے اور اس کی وضع کا سہرہ مخلوق سے کسی کے سر نہین ہے یعنی اون کے پاس بھی خلاق اکبر جل جلالہ واضع جمل ہے۔

فن جمل کو سنسکرت مین سنکیت وِدّیا کہتے ہین اور اس کا رتبہ حروف سے مقدم مانا گیا ہے یعنی حروف سے دنیا کی حاجتین اس قدر نہین پوری ہوتین جس قدر قاعدۂ ترقیم

اور اعلی علوم کی اکثر کتابین قاعدۂ ترقیم مین لکھی گئی ہین۔ مگر نقل نویسی نے قاعدۂ ترقیم مین غلطیون کا طومار باندہ دیا۔ اور غلط نگارون کی بدولت ہندسون کی شکل کچھہ سے کچھہ ہوگئی۔ اور ترقیم مین قواعد کثیرہ کی تدوین اور اون کی تعریفات کے تخیل نے صدہا کتابون کو لایخل قرار دیا۔ آج ہم ان کو صرف دیکھتے ہین اور پڑہ نہین سکتے۔ تاڑ کے پتون پر ایسی چیزین بہت سی ہین اور بعض کی نسبت یہ پتا بہی چلا ہے کہ فلان فن مین لکھی گئی ہین۔ لیکن کاتب نے اس تحریر کے آغاز مین قواعد ترقیم کا کوئی اشارہ نہین کیا جس سے ہم اون کے مطالب سے فائدہ حاصل نہین کر سکتے۔

(۳) غایت جبل کا بیان

اس فن لطیف سے اہل جفر و نجوم و تکسیر وغیرہ کی جو کچھہ بہی غایت رہی ہو لیکن اہل جبل نے اس سے دو طرح پر کام لیا ہے۔

(۱) ہندسونکا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام ہندسون سے۔

نمبر (۱) کا استعمال عرب مین اس طرح پایا گیا ہے کہ ابتدا مین کل حسابی مقاصد حروف ہی سے حاصل کئے جاتے تہے یعنی رقمی ہندسون کی ایجاد سے پہلے تمام حساب کتاب حروف ہی مین بقاعدہ جبل ہوا کرتا تہا۔ اوراق کتب پر شمار کے نمبر بہی حروف ہی مین لکھے جاتے تہے۔ بعض پرانی کتابین ہماری نگاہ سے بہی گزری ہین جن کے صفحات پر حروف ہی سے شمار قائم تہا۔ بقول بعض اہل تاریخ کے جب عربون نے باغراض حسابی ہندسون کو ایجاد کیا تو اعداد کی مختصر شکل سے اونکو تسکین نہ ہوئی اس لیے کہ اکثر ہندسون کی شکل سہل التغیر ہے خصوصاً صفر۔ پہر عربون نے قدمی کاروبار

کے لیے رقمی ہندسے ایجاد کیے جن کی شکلیں معنی خیز اور حروف سے مرکب ہیں۔
ہمنے اپنی تالیف سیاق دکن میں ان ہندسوں کی حقیقت تفصیل کے ساتھ لکھی ہے۔ لیکن
رقمی ہندسوں کے وضع ہونے کے بعد بھی وہ حسابی کاروبار جو رقمی معاملات کے سوا تھا
حروف ہی میں قائم رہا۔ ہمنے بعض عربی ایسے کتب بھی دیکھے ہیں جو سنہ چار سو ہجری کے بعد
لکھے گئے ہیں جن کے صفحات کا شمار بھی حروف ہی میں پایا گیا۔

بعض محققین نے اس کا ذکر کیا ہے کہ توریت میں بضمن احوال یعقوب علیہ السلام
۶۱۳۔ احکام کی تعداد کو (تربیع مصوب) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں
عین کا عدد بعوض ۷۰ کے لیا گیا ہے۔ یہ عددی اختلاف تو اختلاف مذاہب کا
نتیجہ ہے جس کا بیان ہم فصل دوم کے آخر میں ایک خاص مقام پر کریں گے۔

بہرحال یہ امر مسلمہ ہے کہ واضع جمل کی غایت اس فن کے وضع کرنے سے
یہی تھی کہ کتابت کے اغراض کے ساتھ حسابی ضرورت بھی حروف ہی سے پوری ہو
اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو واضع حروف۔ حروف کے ساتھ ساتھ ہندسوں کے اشکال بھی
وضع کرتا کیوں کہ دنیوی کاروبار میں غرض کتابت حروف و حساب ایک دوسری کی
لازم و ملزوم ہے۔

اہل تاریخ نے ہر ایک زبان کے ہندسوں کے وضع کی تاریخ مختلف طریقوں پر لکھی ہے
لیکن کسی نے ہندسوں کی قدامت کو حروف کے ساتھ مساوی نہیں تسلیم کیا ہے۔
جب ہر ایک زبان کے ہندسوں کا واضع کوئی نہ کوئی شخص مانا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے
کہ اس سے پہلے ہندسوں کا وجود نہ تھا تو اس سے یہی قیاس قائم ہوتا ہے کہ ہر ایک
زبان میں ہندسوں کی ایجاد سے قبل حروف ہی سے حسابی کام لیا جاتا تھا۔

پس واقعات کی یادگار کے لئے چند ایسے حروف کا جمع کر دینا جن کے مجموعی اعداد سنہ واقعہ کے مساوی ہوں اسی پہلی غایت میں داخل ہے۔ ہمنے بہت کچھ تلاش کی لیکن ہمکو عربی زبان کے قدما کے کلام سے کوئی ایسے الفاظ تاریخی ہاتھ نہ آے جو معنی مراد بھی ہوں اور نفس واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ ہم اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں بضمن (تاریخ) کرین گے انشاء اللہ۔

حاصل یہ ہے کہ حروف سے ہندسوں کا کام لینا فن جمل کی پہلی غایت ہے اور اسکو غایت اصلی سمجھنا چاہیئے۔

نمبر (۲) یعنی دوسری غایت کو غالباً طبّاعوں نے اپنے زور طبیعت سے پیدا کر لیا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ طریقہ کتابت راز کے لئے بہت مفید ہے۔ اہل نکسیر و رمل و دعوت نے تو اپنے قواعد کے مطابق اس سے کام لیا ہے لیکن عموماً خط و کتابت کا ہندسوں ہی میں کرنا اختراع طبّاعان عجم کہا گیا ہے جس کو ہم اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ باب دوم میں بیان کرین گے۔ اس موقعپر دوسری غایت کے اظہار میں ہم اسی قدر بیان پر قناعت کرتے ہیں کہ اصطلاح جمل میں اسی کا نام ترقیم ہے اور قاعدۂ ترقیم سے بہ نسبت اور زبانوں کے سنسکرت نے زیادہ کام لیا ہے ہندوستان میں بھی فی زمانہ اس پر عمل درآمد ہے۔ جس اصول پر ٹلگراف یعنی تار برقی کا کام جاری ہے وہ قریب قریب اسی کے ہے۔ اگرچہ اُس میں اعداد حروف جمل کی مطابقت نہیں ہے۔

فصل دوم متعلق بہ موضوع جمل

(۱) حروف و اعداد حروف کا بیان

(۱) عربی زبان کے متعلق صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ لفظ حرف کا اطلاق صرف لغوی

یعنی حرف ہجا پر ہے جو کلمہ کا مادہ ہے اور نیز حرف اصطلاحی یعنی حرف معنوی پر جو کلمہ کے اقسام سہ گانہ سے ایک قسم ہے۔ حرف کی جمع حروف اور احرف آئی ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حروف ہجا کو حروف تہجی اور حروف مبانی اور حروف معجم اور حروف منفردہ اور مفردات اور حروف منفصلہ و مقطعات بھی کہتے ہیں۔

علامہ بونی نے شمس المعارف الکبریٰ میں فرمایا ہے کہ ان سر کل امۃ فی کتابہا وسر کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف والحروف مختلفۃ الاشکال الخ یعنی تحقیق ہر ایک امۃ کا بھید اوس کی کتاب میں ہے اور کتاب اللہ کا بھید حروف میں اور حروف مختلف اشکال رکھتے ہیں۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ارشاد فرمایا کہ (ے) ان الحروف امۃ الالفاظ شہدت بذلک السن الحفاظ؛ (ترجمہ شعر) بے تحقیق حروف امہ ہیں الفاظ کے اور گواہی دیتی ہیں اسپر حفاظ کی زبانیں۔

کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زبان عربی کے حروف تہجی سب سے پہلے ابوالبشر آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام پر نازل ہوے جن کا مجموعہ الفاظ ذیل میں ہے۔ اَبْتَثْ ۔ جَحَخَدْ ۔ ذَرِزَسْ ۔ شَصِضَطْ ۔ ظَعِغَفْ ۔ کَلِمَنْ ۔ وَہِیْ

شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر میں تفسیر الفصول سے نقل کیا ہے کہ اول ما نزل علی آدم علیہ السلام عشر صحف۔ اول لیلۃ من شہر رمضان وکان فیہا سورۃ مقطعۃ بحروف (الخ) وکان فی الصحف الحروف التسعۃ والعشرون (انتہی) یعنی پہلے جو چیز آدم علیہ السلام پر شہر رمضان کی پہلی رات میں

نازل ہوئی وہ دس صحیفے ہین اور انہین مین تہا سو ۱۰۰ حروف مقطعہ اور اون صحیفون مین ۲۹ حرف ہے
علامہ بونی نے شمس المعارف مین بحوالہ بحر الوقوف لاحمد البونی فرمایا ہے کہ
اول کتاب انزل علی آدم علیہ السلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ
السلام پر نازل ہوئی وہ حروف معجم ہین۔
پہر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ
ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف
معجم ا ب ت ث (الخ) ہین۔
پہر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسماہا عربیۃ وفیہا اسرار جمیع
الکتب والصحف المنزلۃ وزیادۃ علیہا واما الابجد فسریانیۃ (الخ) یعنی چون کہ
وہ حروف عربی ہین لہذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکہا اور انہین حروف
مین تمام نازل شدہ کتابون اور صحیفون کے اسرار ہین اور اون کے علاوہ اور اسرار
بہی ہین۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔
شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر مین لکہا ہے کہ
قال عبد الملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنۃ عربیاً
الی ان بعد العہد وطال حُرّف وصار سریانیاً وہو منسوب الی ارض سورتہ وہی
ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام وقومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبد الملک
بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتہ آدم علیہ السلام جنت سے اترآئے عربی

تھی۔ زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہو گئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب۔ اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس مین تھے نوح علیہ السلام اور اون کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہمنے اوپر عرض کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حروف تہجی کا معلّم اول اور منزّل۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ۔ اور ابوالبشر آدم علیہ السلام پہلے شخص ہین جنپر حروف عربیہ نازل ہوے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم مین جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہین حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ و مروجہ مین حروف تو وہی ہین لیکن اون کا سلسلہ اور اون کی ترتیب اور اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہین اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔ اور لا کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور بعض نے ہمزہ کو بھی حروف مین شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس مین بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے۔ اہل جمل و وفق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی مین شمار نہ کرنا چاہیئے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیئے۔ چنانچہ۔

جاربردی نے بھی شرح شافیہ مین لکھا ہے کہ وکان المبرّد یعدّھا ثمانیۃ وعشرین ویترک الھمزۃ ویقول الھمزۃ لاصورۃ لھا وانما تکتب تارۃ واوا وتارۃ یاءً وتارۃ الفاً فلا اعدّ ھا مع الحروف التی اشکالھا محفوظۃ ومعروفۃ

یعنی مُبرّد نحوی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لئے کہ ہمزہ کے لئے کوئی صورت نہیں ہے یعنی وہ کبھی واؤ کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی یا کی شکل میں اور کبھی الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اون حروف میں شمار نہیں کیا جن کی شکلیں محفوظ اور معروف ہیں۔

الحاصل واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلۂ ترتیب ابجد نوحی ہر ایک حرف کے لئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ اور ترتیب میں پہلا درجہ آحاد کا ہے یعنی اکائیوں کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیوں کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتھا درجہ الوف کا جس میں صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہیں۔ اس لئے کہ مجموعی تعداد حروف میں گنجایش اسی قدر تھی۔

ہم اس موقعہ پر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہیں جو کہ متروک ہے اور بدیں وجہ کہ ابجد نوحی مقبول اور مروّج ہے صرف اسیکو ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ اور یہ بات ہم کو متحقق نہ ہو سکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتھ مطابق تھی کیوں فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو آحاد کے لئے مخصوص کیا اور نو کو عشرات کے لئے۔ اور نو کو مات کے لئے۔ اور ایک حرف کو الف کے لئے ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس کو ہم نے نقشۂ (الف) سے موسوم کیا ہے جس سے یہ چاروں مدارج مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہیں

نقشۂ الف

احاد	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الف	غ								
عدد	۱۰۰۰								

اسمعیل بن محمد القنوی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین انہین چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہین اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشۂ بالا مین لکھے گئے ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشارقہ کا ہے۔ مغاربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے جس کا تفصیلی بیان اسی فصل مین آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھا ہے کہ کل حروف تہجی کو اون کے اعداد کے ساتہ دو سطرون مین لکھنا چاہیئے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل مین اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف مین کوئی فرق نہین آتا۔ ہم نقشۂ ذیل مین جس کو نقشۂ (ب) سے موسوم کرتے ہین۔ اس ترتیب کو بہی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

نقشۂ ب

اساس	۱	ا	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
نظیرہ	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اساس ۔ زبان عربی کا لفظ ہے ۔ بفتح اول وثانی بمعنی بنیاد (کذا فی منتہی الارب) اور لفظ نظیرہ بھی عربی ہے ۔ بقول صاحب منتہی الارب کسفینہ ۔ بمعنی مہتر قوم و دیدبان و نگہبان لشکر ۔ اور نظیر کے معنی مثال کے بھی ہین ۔ اور اس اصطلاح مین تاے تانیث صرف بلحاظ جمع حروف ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم نے ان دونون اصطلاحی نامون کو انہین دونون سطرونکے مقابل لکھا ہے جس کی نقل ہمنے نقشۂ (ب) مین کی ہے ۔ لیکن بعض اہل تحقیق کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صاحب ملخص تسلیم یا کاتب مطبع نے دوسری سطر کے بعض حروف کو صرف اصول تنصیف پر سطر اول مین شامل کر دیا ہے درحقیقت (نقشۂ الف) ہی کی پہلی سطر کا نام اساس ہے جس مین کل حروف متعلق بہ احاد ہین اور ظاہر ہے کہ احاد بنیاد ہین عشرات اور مآت اور الف کی دوسری سطر مین اون حروف کو لکھنا چاہیئے جو عشرات اور مآت و الف سے متعلق ہین جو نظیرہ ہین سطر اول کے ۔ پس ہماری تحقیق مین نقشۂ صحیحہ (ب) حسب ذیل ہوگا ۔

نقشۂ صحیحۂ ب

سطر اول یعنی اساس

حروف	—	ا	ج	ہ	ہ	ہ	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

سطر دوم یعنی نظیرہ

حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

(۲) فارسیون اور ہندیون کا عمل حمل | صاحبان تحقیق پسند فرمایا ہے کہ جب فارسیون نے اس فن کو اپنی زبان مین مروج کیا تو اون کو ضرورت پیش آئی کہ زبان فارسی کے مخصوص حروف پ چ ژ گ کے اعداد قائم کرین پس اونہون نے پ کو ب کا قائم مقام قرار دیا۔ اور چ کو ج کا قائم مقام تجویز کیا۔ اور ژ کو ز کا عدیل۔ اور گ کو ک کا مساوی۔

جب ہندوستان مین یہ فن شائع ہوا تو ہندیون نے فارسیون کی پیروی کی ٹ۔ ڈ کو ت۔ د کا قائم مقام کیا۔ اور ڑ کو ر کی جگہ دی۔ اس تصرف جائز کی تصویر ہم نقشۂ ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جس کو ہمنے نقشۂ (ج) سے نامزد کیا ہے۔

نقشۂ ج

ا	ب پ	ج چ	د ڈ	ہ	و	ز ژ	ح	ط
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

عشرات	ی	ک گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	ق	ر ڑ	ش	ت ط	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

(۳) زبان سنسکرت کا جمل سنسکرت کے بعض عالمون کا قول ہے کہ عربونے طریقہ جمل کو زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک فصل اول مین بیان کر آے ہین۔ سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہین (پنڈت جگت پرشاد و دیا بھوشن ترکہ سرومنی۔ انتخاب ہند) نے سچ کہا ہے کہ الوف کے درجہ مین حروف سنسکرت متعدد ہین اور عربون نے قلت حروف کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت مین کثرت حروف کی وجہ سے مرتبہ الوف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے۔

الغرض حروف سنسکرت اور اون کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے نقشۂ ذیل مین کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہین۔

جس طرح ابجد نوحی مین سلسلہ حروف تہجی باغراض جمل بدلا ہوا ہے اسطرح سنسکرت مین بھی باغراض جمل حروف کا سلسلہ اصلی قائم نہین ہے۔ اور جسطرح ابجد آدم مین بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ مین اختلاف ہے اس طرح سنسکرت مین کوئی خاص ابجد بلحاظ ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہین ہے۔

احاد			عشرات			مآت			الوف		
صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد
प	پا	۱	ने	نے	۱۰	तु	تو	۱۰۰	टो	ٹو	۱۰۰۰
र	را	۲	ज	جم	۲۰	ठा	ٹھا	۲۰۰	ग	گا	۱۰۰۰۰
दे	دے	۳	घे	گھے	۳۰	री	ری	۳۰۰	छा	چھا	۱۰۰۰۰۰
श	شا	۴	ञ	آ	۴۰	सु	سون	۴۰۰	ओ	او	۱۰۰۰۰۰۰
क	کا	۵	ब	وا	۵۰	ढा	ڈھا	۵۰۰	ऊ	وٗ	۱۰۰۰۰۰۰۰
था	تھا	۶	ल	لا	۶۰	ड	ڈا	۶۰۰	श्री	سوی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰
वि	وی	۷	भ	بھا	۷۰	ह	ہا	۷۰۰	ई	ئی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰
च	چا	۸	धा	دھا	۸۰	ई	ئی	۸۰۰	औ	آوٗ	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
ख	کھا	۹	य	یا	۹۰	फ	پھا	۹۰۰	फ	پھا	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

اور بدین وجہ کہ عربی مین ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہی لہذا سنسکرت کو عربی کے ساتھ اس خاص باب مین اتحاد کامل ہے۔ ہماری اس بیان کو ناظرین اوس وقت سمجھ سکین گے جب کہ آیندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہون۔

(۴) رومیون کا جمل | رومیون نے بہی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی غایت پر غور کرکے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دیئے ہین اور انہین ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب مین کام لیا ہے۔ ہمکو کسی تاریخ سے اس کا پتا نہین ملا کہ اس کا واضع کون ہے۔ اور کس زمانہ سے اون کے پاس یہ عمل جاری ہے۔ ان کی ایجاد کے اعلی قدردان اس وقت مغربی قومین ہین جن مین سے ایک انگریز بہی ہین جن کے پاس۔

(۱) حرف الف کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف وی کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف یکس کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف جی کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈی کا عدد پانسو ہے اور
(۷) حرف ایم کا عدد ہزار ہے۔

ان کے اہل تاریخ لکہتے ہین کہ عربی ہندسون کی ایجاد ہونے سے قبل رومی طریقہ سے کام لیا جاتا تہا اور یورپ کا طرز عمل یہی تہا کہ ہندسون کے عوض انہین

ے حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہندسون کے وضع ہونے کے بعد بھی بعض خاص کامون مین اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔

زمانہ حال کے ایک طبّاع انگریزی شاعر نے حافظ شیراز کی تاریخ وفات (خاک مصلّی۔ ۷۹۱) کو انگریزی زبان مین اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اوس مین سے صرف حروف بالا کے اعداد شمار ہون تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعرا بھی فن جمل اور اوس کی غایت نمبر (۱) سے دلچسپی رکھتے ہین۔ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ مین چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان موجود ہے

اگر طبّاع لوگ ہر ایک زبان مین جس مین فن جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کے اصول پر تاریخ لکھنا چاہین تو برابر لکھہ سکتے ہین اور اون کی یہ جدّت اس زبان کے لٹریچر پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انہون نے اس مین داخل کیا۔

جن زبانون مین فن جمل نہین ہے اون مین اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدمؑ ہوسکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تہ و بالا کرنے کے لئے کوئی مستحکم اصول موجود نہین ہے اور نہ یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچی ہے کہ واضع جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ و بالا کیا ہے۔ اس موقعہ پر پہونچکر ہم ابجد آدمؑ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور اسمین یہ بڑی خوبی ہے کہ غیر زبانون مین جمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدمؑ ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کے لئے بابغراض

جمل چند الفاظ موضوع اور مقرر ہین بعض نے اون الفاظ کو الفاظ ابجدیہ کہا ہے اور ابجد باوجودیکہ سریانی زبان کا لفظ ہے لیکن عربون کے پاس بقاعدہ عربی اسکی جمع ابوجاد آئی ہے جیساکہ شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل مین لکہا ہے۔

قال السہیلی۔ قد جرمی ابوجاد علی لفظ لایجوز الا ان یکون عربیا تقول ہذا ابوجاد ورایت اباجاد ومررت بابی جاد واختلف فی معناہ (الخ) یعنی کہا ہے سہیلی نے کہ ابوجاد ایک ایسے لفظ پر مستعمل ہوا ہے جس کے لئے جائز نہین ہے مگر یہ کہ ہووے عربی۔ کہا جاتا ہے۔ ہذا ابوجاد۔ رایت اباجاد۔ ومررت بابی جاد۔ اور اختلاف کیا گیا ہے اس کے معنی مین۔

صاحب شمس اللغات نے لفظ ابوجاد کا ذکر کیا ہے اور لکہا ہے کہ وہ ابجد ہے۔ اور صاحب مؤید الفضلا لفظ ابوجاد پر فرماتے ہین کہ اس سے ابجاد مراد ہے۔ پس ابجد کی جمع ابجاد اور ابوجاد متحقق ہے۔ بڑی حیرت اسپر ہے کہ لغات عرب اس سے ساکت ہین۔

بعض محققین نے الفاظ ابجد نوحی کی نسبت لکہا ہے کہ وہ معنی دار ہین۔ جو کچہہ اون کا خیال ہے ہم اوس کو اسی بیان مین اس کے موقعپر ہدیہ ناظرین کرین گے۔

اہل تحقیق کا اسپر اتفاق ہے کہ مختلف اعتبارات سے الفاظ جمل کے مختلف اقسام ہین۔ صاحب ملخص تسلیم نے بہی چند اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے مع شئی زاید انکی تعریف کی ہے۔ لیکن طرز بیان مین کچہہ ایسی گڈبڈ ہوگئی ہے کہ شائقین فن سمجہنے کے اشتیاق مین سر پکڑ کر رہجاتے ہین۔ لہذا ہمنے اون کی ترتیب نہ صرف بیان اقسام کے طور پر قائم کی ہے بلکہ جابجا اس بات کے سمجہانے کی بہی کوشش

کی ہے کہ کونسی قسم مورخ کے لئے کس موقعپر کام آتی ہے۔ بنیاد اعداد کے لحاظ سے مقدم تو وہی ابجد نوحیؑ ہے جس کو ہمنے اپنی اس ترتیب مین دوسرا نمبر دیا ہے۔ لیکن قدامت کا سہرا باوا آدمؑ کی ابجد کے سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو ہم سب سے پہلے عرض کرتے ہین۔

(۱) ابجد آدمؑ | سب سے قدیم اور پرانی ابجد کے الفاظ جن کو بعض محققین نے ابجد آدم کہا ہے (۷) ہین۔

(۱)	ابتث	جس مین حروف	ا	ب	ت	ث	ہین	
(۲)	جحخد	جس مین حروف	ج	ح	خ	د	ہین	
(۳)	ذرزس	جس مین حروف	ذ	ر	ز	س	ہین	
(۴)	شصضط	جس مین حروف	ش	ص	ض	ط	ہین	
(۵)	ظعغف	جس مین حروف	ظ	ع	غ	ف	ہین	
(۶)	قکلم	جس مین حروف	ق	ک	ل	م	ہین	
(۷)	نوہی	جس مین حروف	ن	و	ہ	ی	ہین	

ان الفاظ کے متعلق ہم کچھ زیادہ نہین لکھین گے اس لئے کہ ہم گزشتہ حصہ کتاب مین بیان کر آے ہین کہ یہ ابجد متروک ہے۔ اگر یہ مروج رہتی تو اعداد مبرجہ ومخصوصۂ حروف ابجد نوحیؑ مین بھی کایا پلٹ ہوجاتی اور اس کا باوا آدمؑ ہی نرالا ہوتا اور اس کا نام بعوض ابجد کے ابتث رکھا جاتا اور اسکی اشاعت مین اعداد ومراتب حروف حسب نقشۂ ذیل قرار پاتے۔

احاد	ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ہ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	ی								
	۱۰۰۰								

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے اس لئے کہ حروف تہجی کی مروجہ ترتیب اس مین قائم ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے کہ اس ابجد کے ہر ایک لفظ مین پہلا حرف مفتوح ہے اور دوسرا مکسور اور تیسرا مضموم اور چوتھا ساکن۔

ہم نے اس کا ذکر صرف تاریخی طریقہ پر کر دیا ہے۔ جمل مروجہ مین اس کو کچھ دخل نہین ہے۔ لیکن اگر کوئی مورخ اس صراحت کے ساتھ کہ ہمنے ابجد آدم پر عمل کیا ہے۔ تاریخ لکھے تو اسپر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔ ہماری راے مین وہ خلف الرشید کہلانیکا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اسنے باوا آدم کی ابجد کو زندہ کیا۔

صاحب معدن الجواہر نے ابجد آدم کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے اعداد مین آپ سے غالباً تسامح ہوا ہے۔ آپ کا مرتبہ نقشہ حسب ذیل ہے۔

حروف	ـ	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
حروف	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸

حروف تہجی کا سلسلہ اس کا متقاضی نہین ہوسکتا کہ ہم اعداد مین بھی سلسلہ قائم رکھہ کر مراتب کے اصل مقصد سے قطع نظر کرین۔ اگر ابجد آدم کے آخری عدد کا خاتمہ ۲۸ پر ہوجاوے تو باوا آدم پر بہت بڑا اعتراض وارد ہوگا۔

(۲) ابجد نوحی | ابجد نوحی کا دوسرا درجہ اس لئے غیر موزون نہین ہے کہ اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کا نزول نوح علیہ السلام پر ہوا ہے جن کا لقب آدم ثانی تہا۔ اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ اس کے الفاظ سریانی زبان کے ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین ۲۸ حروف مقطعات یعنی حروف تہجی سے اس کے لئے آٹھہ الفاظ وضع ہوے ہین جو بقول بعض اہل لغت معنی دار ہین۔

(۱) ابجد (۲) ہوّز (۳) حُطّی (۴) کَلمن
(۵) سَعفَص (۶) قَرشت (۷) ثَخّذ (۸) ضَظّغ

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ ابجد کنایت از حروف مفردات کہ الف با تا ثا۔ باشد تا آخر وہشت کلمۂ معروف کہ بحساب جمل بجہت ترتیب اعداد حروف تہجی داشتہ اند۔ آپ ہی کا قول ہے کہ صاحب مدارالافاضل نے فرمایا ہے کہ (۱) ابجد بمعنی ابی وجد فی المعصیۃ یعنی باوا آدم پائے گئے گناہ مین یعنی گناہ اون سے سرزد ہوا۔

(۲) هَوَّزَ بمعنی اتّبع ہواہ۔ یعنی پیروی کی آدم نے ہوائے نفسانی کی

(۳) حُطّی بمعنی حُطّ ذنبہ بالتوبۃ والاستغفار۔ یعنی محو کیا گیا اوس کا گناہ توبہ اور استغفار کی وجہ سے۔

(۴) کَلِمَن بمعنی تکلم بکلمۃ فتاب علیہ بالقبول والرحمۃ۔ یعنی کلام کیا ایک کلمہ سے پس قبول ہوئی اوس کی توبہ پروردگار کی رحمت سے۔

(۵) سَعفص بمعنی ضاق علیہ الدنیا فافیض علیہ۔ یعنی تنگ ہوئی دنیا اسپر پس بہائی گئی اسپر یعنی بہت دی گئی۔

(۶) قَرَشَت بمعنی اقرّ بذنبہ فشرف بالکرامۃ۔ یعنی اعتراف کیا اپنے گناہ کا پس مشرف بکرامت ہوا۔

(۷) ثَخَذ بمعنی اخذ من اللہ قوۃ۔ یعنی حاصل کی اللہ سے قوت

(۸) ضَظَغ بمعنی سدّ عنہ نزغ الشیطان بالعزیمۃ۔ یعنی جاتا رہا اوس سے شیطان کا دباؤ بسبب کلام حق اور توحید کے

بعض محققین نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ یہ آٹھوں لفظ زبان سریانی کے ہیں صاحب غیاث ہی کا قول ہے کہ بقول بعض ابجاد نام ایک بادشاہ گزرا ہے اور اسی کا مخفف ابجد ہے اور باقی سات کلمے اوس کے فرزندوں کے نام ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مرامر نام ایک شخص تھا جس نے خط لکھنے کی ایجاد کی اور یہ آٹھوں لفظ اوس کے آٹھ فرزندوں کے نام ہیں۔

پھر آپ ہی نے بحوالہ ضوابط عظیم لکھا ہے کہ ان آٹھوں الفاظ کے خاص معنی ہین۔ یعنی (۱) **ابجد** آغاز کیا (۲) **ہوّز** لگیا (۳) **حطّی** واقف ہوا (۴) **کلمن** سخنگو ہوا (۵) **سعفص** اس سے سیکھا (۶) **قرشت** ترتیب دیا (۷) **ثخذ** نگاہ رکھا (۸) **ضظغ** تمام کیا۔

ان آٹھوں الفاظ کے متعلق صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ یہی ابوالبشر ہی پر اول نازل ہوئے پھر اور انبیا علیہم السلام پر۔ بعض علما محققین نے ان کو بامعنی خیال کیا ہے اور بعض کے پاس بے معنی ہین یعنی اعلام۔ بعض آخر الذکر نے ان کو شیاطین اور سلاطین کے نام سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ صراح و منتخب اللغات اور منتہی الارب مین مذکور ہے۔ آخر پر آپ فرماتے ہین کہ جب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچتی ہے کہ یہ الفاظ صحف اور کتب سماویہ کے ذریعہ سے انبیا علیہم السلام نازل ہوے ہین اور اون کا واضع حق جلّ شانہ ہے تو وضع اول کو بے معنی نہین خیال کر سکتے اور وضع ثانی مین اونکو اعلام مین داخل کر لینا زمانیون کا اختیاری امر ہے اور اس وقت ہمارا اونکو بے معنی کہنا ہمارے قلّت و نقص علم کے سوا اور کچھ نہین انتہی

الحاصل الفاظ ابجد کے جتنے اقسام اسی سلسلہ مین آنے والے ہین اون سب کا ماخذ یہی ابجد نوحی ہے اور اون الفاظ کے حروف باعتبار عدد اسی ابجد نوحی کے تابع ہین اہل فنون نے خصوصیات خاص اور اپنی اپنی ضرورت پر اون کے اقسام کو جدا جدا قائم کیا ہے۔ یہ ابجد زمانے مین کچھ ایسی مرغوب ہوئی کہ اولاد آدم نے باوا آدم کے ابجد کو ترک کر کے اسی کو اختیار کیا۔

نقشۂ ذیل مین الفاظ ابجد نوحی کے حروف کو عددون کے ساتھ ہم نے ہدیہ

ناظرین کیا ہے۔ **نقشۂ ابجد نوحی**

الفاظ	ابجد						ہوز			
حروف	ا	ب	ج	د			ہ	و	ز	
اعداد	۱	۲	۳	۴			۵	۶	۷	
الفاظ	حطی						کلمن			
حروف	ح	ط	ی				ک	ل	م	ن
اعداد	۸	۹	۱۰				۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
الفاظ	سعفص						قرشت			
حروف	س	ع	ف	ص			ق	ر	ش	ت
اعداد	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰			۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
الفاظ	ثخذ						ضظغ			
حروف	ث	خ	ذ				ض	ظ	غ	
اعداد	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰				۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	

(۳) ابجد ترفع و تنزل | الفاظ ابجد کی تیسری قسم ابجد ترفع ہے جو نو لفظوں پر شامل ہے۔ انہیں الفاظ اور اون کے اعداد سے اہل علم جفر وغیرہم نے بھی کام لیا ہے اور بلحاظ قواعد قبض و بسط اعداد حروف و بہ نسق مراتب احاد و عشرات اپنا مقصد حاصل کیا ہے۔ صنائع تاریخ سے صنعت بسط ترفع میں اسی ابجد سے کام لیا جاتا ہے۔

(۱) ایقغ (۲) بکر (۳) جلش (۴) دمت (۵) ہنث

(۶) وسخ (۷) زعذ (۸) حفض (۹) طصظ

ان لفظون کے معنی سے کچھہ سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم لغات مین ان کے معنی ڈھونڈنے بیٹھین اور کسی لفظ کے کچھہ معنی نکل بھی آوین تو واضع کے مقصود سے ان کو کچھہ تعلق نہ ہوگا۔ ان الفاظ کے ہر ایک حرف کے وہی عدد ہون گے جو ابجد نوحی نمبر ۲ مین بیان ہوے ہین۔

ان الفاظ کا ایک نقشہ ہم نے ذیل مین دیا ہے جس کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ مین پہلا حرف احاد کا ہے اور دوسرا حرف اسی مرتبہ کے عشرات کا اور تیسرا حرف اسی مرتبہ کے مآت کا۔ اسی طرح صرف لفظ اول مین چوتھا حرف اسی مرتبہ کے الوف کا ہے۔

مثلاً (ایقع) اس کے پہلے حرف کا عدد ایک ہے تو دوسرے حرف کا عدد ایک صفر کی زیادتی سے دس اور تیسرے حرف کا عدد دو صفر کی زیادتی سے سو اور چوتھے حرف کا عدد تین صفر کی زیادتی سے ہزار۔ وقس علیہ البواقی۔

اس نرالی ابجد کا فائدہ صنائع تاریخ مین پہونچکر معلوم ہوگا جس کو نسق مرتب اعداد اور بسط کہا گیا ہے۔

اگر اس فن کا مبتدی اس قسم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہوے تو وہ صنائع تاریخ کو آسانی کے ساتھ نہین سمجھہ سکتا۔

نقشۂ ذیل کے ہر ایک خانہ کے حروف کو اوپر سے نیچے کی جانب یعنی کہڑا پڑہیئے تو ابجد ترفع حاصل ہوگی۔ اور سطرون کے اصول پر سلسلہ وار آڑا پڑہیئے تو ابجد نوحی کے الفاظ حاصل ہون گے جن کا بیان نمبر (۲) پر گزر چکا ہے۔

بدین وجہ کہ ہر ایک لفظ مین ایک ہی عدد کے مراتب اعلی کے کل حروف جمع ہوے ہین اس کو ابجد ترفع کہنا بیجا نہین ہے۔ اسی ابجد سے تنزل کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے یعنی اسی ابجد کے ہر ایک لفظ کو الٹا دین تو اسکو ابجد تنزل کہا جا سکتا ہے جیسے (ایقع) کا عکس (عقیا) اور (بکر) کا عکس (رکب) ہم نے نقشۂ ابجد ترفع کے بعد۔ ابجد تنزل کا بھی ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کیا ہے اہل جمل نے اس ابجد کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہین رکھا۔ بدین وجہ کہ ابجد نمبر (۱) و (۲) کے نام ہین۔ ہم نے اون کے سکوت کو کم ترک الاول للآخر کا مصداق سمجھا۔

واضح ہو کہ متقدمین نے ابجد تنزل کا بھی ذکر نہین کیا ہے در حالے کہ صنائع تاریخ مین۔ بسط تنزل حرفی۔ بسط تنزل عددی۔ بسط تنزل طبعی۔ بسط تنزل بالطبع۔ بسط تنزل اوتار۔ بسط تنزل ازواج کی صنعتین موجود ہین جن سے تمامتر ابجد تنزل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے الفاظ ابجد مین یہ جدت کی ہے کہ ابجد ترفع کے ساتھ ابجد تنزل کا بھی بیان کر دیا ہے۔

ابجد تنزل کے الفاظ سے پہلے لفظ کا پہلا حرف الوف کا ہے۔ اور دوسرا حرف مآت کا۔ اور تیسرا حرف عشرات کا۔ اور چوتھا حرف آحاد کا۔ باقی ۸ الفاظ سہ حرفی ہین جن مین حرف اول متعلق بہ مآت ہے۔ اور حرف دوم متعلق بہ عشرات۔ اور حرف سوم متعلق بہ آحاد

نقشۂ ابجد ترفع

مراتب		مرتبۂ اول	مرتبۂ دوم	مرتبۂ سوم	مرتبۂ چہارم	مرتبۂ پنجم	مرتبۂ ششم	مرتبۂ ہفتم	مرتبۂ ہشتم	مرتبۂ نہم
الفاظ ابجد ترفع		القغ	بکر	جلش	دمت	ہنث	وسخ	زعذ	حفض	طصظ
احاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ								
	اعداد	۱۰۰۰								

نقشۂ ابجد تنزل

مراتب		مرتبۂ اول	مرتبۂ دوم	مرتبۂ سوم	مرتبۂ چہارم	مرتبۂ پنجم	مرتبۂ ششم	مرتبۂ ہفتم	مرتبۂ ہشتم	مرتبۂ نہم
الفاظ ابجد تنزل		غقیا	رکب	شلج	تمد	ثنہ	خسو	ذعز	ضفح	ظصط
احاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ								
	اعداد	۱۰۰۰								

بعض محققین جمل نے نقشۂ اول سے یہ بات پیدا کی ہے کہ اصطلاح جمل مین احاد وعشرات وتآت والوف کے پہلے مرتبہ کا نام (ایقع) رکھہ دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مرتبہ کا نام (بکر)۔ تیسرے مرتبہ کا نام (جلش) یہ چوتھے مرتبہ کا نام (دست) پانچوین مرتبہ کا نام (ہنث)۔ چھٹے مرتبہ کا نام (وسخ)۔ ساتوین مرتبہ کا نام (زغد) آٹھوین مرتبہ کا نام (حفض)۔ نوین مرتبہ کا نام (طصظ) ان الفاظ کے نہ کوئی معنی ہین اور نہ وجہ تسمیہ کے ساتھ اون کو کوئی معنوی تعلق۔

(۴) ابجد سبعہ | اہل تنجیم اور وفق وتکسیر ودعوت وغیرہم نے اپنے اپنے اغراض خاص کے لحاظ سے الفاظ ابجد نوحی مین تصرف کیا ہے۔ اور ایک خاص ابجد قرار دی ہے جس کے الفاظ (۷) ہین۔

(۱) ابجد (۲) ہوزح (۳) طیکل (۴) منسع
(۵) فصقر (۶) ثشتخ (۷) ذضظغ۔

اس تغیر لفظی کا اثر اعداد مروجہ ومقررہ پر کچھہ نہین پڑتا۔ ہر ایک حرف کے لئے جو عدد بقاعدہ جمل وابجد نوحی معین ومقرر ہے۔ وہی قائم ہے۔ انہون نے کل حروف کو ایام ہفتہ اور سبعہ سیارہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک دن اور ہر ایک ستارہ سے کئی کئی حروف کو مخصوص کیا ہے۔ اگر مورخین کو ان الفاظ اور اون کی حقیقت سے آگہی رہے گی تو وہ تاریخ گوئی مین صنائع وبدائع سے کام لیسکینگے یہی وجہ ہے کہ ہمنے ان الفاظ کو بھی ایک خاص نمبر پر قائم کیا ہے۔ نقشہ ذیل مین ہمنے حقیقت الفاظ کی صراحت کی ہے۔ بدین وجہ کہ اس ابجد کا تعلق سات دن اور سبعہ سیارہ سے ہے لہذا اس کو اہل فن نے ابجد سبعہ کہا ہے۔

سیارہ	سیارہ کا دن	نام	حروف و اعداد			
زحل	شنبہ	ابجد	ا	ب	ج	د
			۱	۲	۳	۴
مشتری	پنجشنبہ	ہوز	ہ	و	ز	ح
			۵	۶	۷	۸
مریخ	سہ شنبہ	طیکل	ط	ی	ک	ل
			۹	۱۰	۲۰	۳۰
شمس	یکشنبہ	منسع	م	ن	س	ع
			۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
زہرہ	جمعہ	فصقر	ف	ص	ق	ر
			۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰
عطارد	چارشنبہ	شتثخ	ش	ت	ث	خ
			۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰
قمر	دوشنبہ	ذضظغ	ذ	ض	ظ	غ
			۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

(افادہ) واضح ہو کہ بقاعدۂ نجوم ہر ایک دن مین وقت طلوع سے اُس سیّارہ کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے جو اوس دن کے لئے مقرر ہے۔ ایک گھنٹہ تک اُس کی بادشاہت بدون وزارت مستقل ہوتی ہے۔ دوسرے گھنٹہ مین بادشاہ کی حکومت کے ساتھ ایک دوسرے ستارہ کی وزارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر ایک گھنٹہ میں وزیر بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً شنبہ کا بادشاہ زحل ہے فرض کرو کہ طلوع کا وقت صبح کے ۶ بجے ہے تو ۶ سے ۷ بجے تک زحل کی بادشاہت بلاشرکت وزیر ہے۔

۷ سے ۸ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۸ سے ۹ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۹ سے ۱۰ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۱۰ سے ۱۱ تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۱۱ سے ۱۲ تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۱۲ سے ایک گھنٹہ تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
اسے ۲ تک پہر پہلے گھنٹہ کی کیفیت ہوگی یعنی زحل کی بادشاہت بدون وزیر مستقل رہے گی۔
۲ سے ۳ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۳ سے ۴ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۴ سے ۵ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۵ سے ۶ بجے شام تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۶ سے ۷ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۷ سے ۸ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
۸ سے ۹ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت مستقل بدون وزیر ت۔
۹ سے ۱۰ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۱۰ سے ۱۱ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۱۱ سے ۱۲ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۱۲ سے ایک بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۱ سے دو بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۲ بجے سے ۳ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
۳ بجے سے ۴ بجے شب تک پہر اسی زحل کی بادشاہت مستقل بلا وزیر۔
۴ بجے سے ۵ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۵ بجے سے ۶ بجے صبح ثانی تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۶ بجے صبح یکشنبہ سے زحل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اور سلسلہ وزارت مین چون کہ شمس کا درجہ تہا لہذا وہی اس دن کا بادشاہ رہے گا۔ اور اوس کی بادشاہت کے لئے وزرا کا وہی دور تسلسل رہیگا جو بطور تمثیل روز شنبہ کے لئے بیان ہوا۔

اب اس قدر اور جاننا چاہیئے کہ سبعہ سیارہ مین بقاعدہ نجوم ۴ سعد مانے گئے ہین اور ۳ نحس۔

سعد مین پہلا درجہ مشتری کا ہے۔ اور دوسرا درجہ زہرہ کا۔ اور یہہ دونون ہر حالت مین سعد ہین۔ اور تیسرا درجہ قمر کا جو زوال ماہ مین نحس کہلاتا ہے۔ اور چوتہا درجہ عطارد کا ہے۔ لیکن اس مین یہ نقص ہے کہ اگر خود بادشاہ ہے تو مسعود ہے اور باوجود وزرا نحس کے اپنے مسعود اثر کو قائم رکہتا ہے۔ لیکن اگر کسی غیر مسعود بادشاہ کے دن اس کی وزارت آجاوے تو غیر مسعودی مین بادشاہ کا

تابع ہوجاتا ہے ۔ برخلاف مشتری اور زہرہ کے یعنی یہ دونون اگر غیر مسعود بادشاہ کی حکومت مین وزیر ہون تو اپنے سعد اثر سے بادشاہ کی غیر مسعودی کو کم کرینگے اور خود اوس کے تابع نہ ہون گے ۔

جس طرح چار سیّارے سعد ہین اسی طرح ۳ سیّارے غیر سعد مانے گئے ہین ۔ اوّل درجہ مین زحل ۔ دوسرے درجہ مین مریخ ۔ تیسرے درجہ مین آفتاب ۔

معزز ناظرین ہمکو معاف فرماوین کہ ہمنے اس مضمون معترضہ مین ان کا وقت ضائع کیا اور فن جمل سے غیر متعلق چند امور کو اس موقعہ پر بیان کیا لیکن غور فرمایا جاوے تو ہر ایک اس شخص کو جو فن جمل سے واقف ہونا چاہتا ہے باغراض خاص نجوم کے اس قدر کلّیون سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہین ہے اس لئے کہ

فرض کرو ہم ایک لڑکے کی ولادت کی تاریخ لکھنا چاہتے ہین اور چون کہ اس کی ولادت بروز شنبہ وقت ۸ ساعت صبح واقع ہوئی ہے ۔ ہم واقف ہین کہ روز شنبہ کا بادشاہ زحل ہے ۔ اور روز شنبہ ۔ اور زحل کے حروف ۔ ا ۔ ب ۔ ج ۔ د ۔ ہین ۔ اور ۸ بجے صبح سے ۹ تک مریخ کی وزارت ہے جس کے حروف ۔ ط ۔ ی ۔ ک ۔ ل ۔ ہین ۔ اور ہم تاریخ کے لکھنے مین اس کی پابندی کرین گے کہ مادّہ کا مصرع ایسے الفاظ مین واقع ہو جو حتے الامکان انہین آٹھ حروف سے مرکب ہون تو ہمارا ایسا مادّہ تاریخ بہت زیادہ قابل تعریف ہوگا ۔ یا اگر ہمنے اس لڑکے کو مریخ یا زحل سے استعارہ کرکے یا ایسے کنایہ سے جس کا اشارہ مریخ یا زحل کی جانب ہوتا ہو مادّہ تاریخ تجویز کیا تو ایسا مادّہ قابل تعریف ہوگا ۔ الغرض اس بیان کا حقیقی کا لطف ناظرین کتاب کو اوسی وقت حاصل ہوگا جبکہ وہ

صنائع تاریخ گوئی کی سیر اس کتاب کے باب دوم سے فرماوین ۔

(۵) ابجد عناصر | اہل فنون مذکورۃ الصدر نے بلحاظ تعلق عناصر یعنی ۔ آتش خاک ہوا ۔ آب ۔ اونہین الفاظ کو جو نقشۂ متذکرہ ابجد نمبر (۴) مین بیان ہوی ہین چارون عناصر سے متعلق کیا ہے یعنی ہر ایک عنصر سے کئی کئی حروف متعلق کئے ہین ۔ ہمنے نقشۂ ذیل مین اس مقصد کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے ۔

الفاظ	ابجد	ہوز ح	طیکل	منسع	فصقر	شتثخ	ذضظغ
حروف آتشی	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ
	۱	۵	۹	۴۰	۸۰	۳۰۰	۷۰۰
حروف خاکی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۴۰۰	۸۰۰
حروف ہوائی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰
حروف آبی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰

نقشۂ بالا کی کہڑی سطرین مسلسل پڑہی جاوین تو اون سے ابجد نومی کے مروّجہ الفاظ بہی حاصل ہوتے ہین ۔ اور وہ خاص الفاظ بہی جن سے متعلق یہ بیان ہے اسی نقشہ سے واضعان فن کے مقرر کئے ہوے چار ایسے الفاظ حاصل ہوتے ہین جن کو ہر ایک عنصر سے تعلق ہے ۔ یعنی

(۱) نقشہ کی سطر اول کے حروف سے ابہطمفشذ

(۲) نقشہ کی سطر دوم کے حروف سے بوینصتض
(۳) نقشہ کی سطر سوم کے حروف سے جزکسقشظ
(۴) نقشہ کی سطر چارم کے حروف سے دحلعرخغ

اگرچہ یہ چارون الفاظ بے معنی اور صرف حروف کا مجموعہ ہین لیکن محققین فن نے ان کو اس لئے قائم کردیا ہے کہ یاد رکھنے مین آسانی ہو۔

اہل فن نے پہلے لفظ کو آتشی کہا ہے۔ اور دوسرے لفظ کو خاکی۔ اور تیسرے لفظ کو ہوائی۔ اور چوتھے لفظ کو آبی۔

کتاب المداخل مین لکھا ہے۔ کہ حروف آتشی مفتوح کہلاتے ہین۔ اور حروف خاکی مخزوم۔ اور حروف ہوائی مضموم۔ اور حروف آبی مکسور۔

حروف چارگانہ باعتبار عناصر کا ذکر مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بہی کیا ہے۔

ان حروف اور ان الفاظ کی ضرورت صنائع تاریخ مین پڑے گی جن کا بیان اس کتاب کے دوسرے باب مین آوے گا۔ انشاء اللہ

صاحبان جمل نے اس ابجد کا کوئی نام نہین رکھا۔ اور یہ کبہی درست نہ تہا ہم نے اس کو ابجد عناصر سے موسوم کیا ہے۔ جو وجہ تسمیہ پر حاوی ہے

(۶) ابجد طبیعی | مقدمۂ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے بہی اس کا ذکر کیا ہے کہ علماے جفر وغیرہم کے پاس بلحاظ طبائع مرکبہ۔ حروف ابجد چار اقسام پر منقسم ہین

(۱) حروف حارہ (۲) حروف باردہ (۳) حروف رطبہ (۴) حروف یابسہ۔

حروف حارّہ - ۱۴ ہین - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ج - ز - ک - س - ق - ث - ظ - ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
جزکسقثظ - بنائے گئے ہین - لفظ اول آتشی ہے - اور لفظ دوم ہوائی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف بارده - یہی ۱۴ ہین ج ز ک س ق ث ظ
د - ح - ل - ع - ر - خ - غ - ان حروف سے الفاظ جزکسقثظ
دحلعرخغ - بنائے گئے ہین - لفظ اول ہوائی ہے - اور لفظ دوم آبی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف رطبہ - ۱۴ ہین - د - ح - ل - ع - ر - خ - غ
ب - و - ی - ن - ص - ت - ض - ان حروف سے الفاظ دحلعرخغ
بوینصتض - بنائے گئے - لفظ اول آبی ہے - اور لفظ دوم خاکی -
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف یابسہ - ۱۴ ہین - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ب - و - ی - ن - ص - ت - ض - ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
بوینصتض - بنائے گئے ہین - لفظ اول آتشی ہے اور لفظ دوم خاکی جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا
ہم خیال کرتے ہین کہ متقدمین نے اس بیان مین صرف بنظر اختصار اونہین چار الفاظ
مرکّبہ سے کام لیا ہے جو بیان ماضیہ مین گزرے ہین - اس بیان کی خاص ابجد کا
ذکر نہین کیا - اور اصول بیان اس کا متقاضی ہے کہ اس کی خاص ابجد بیان کیجاے
جس کا نام ابجد طبیعی ہونا چاہیئے - اور ان الفاظ اور نام کی وضع کو متقدمین نے

ہمارے لئے چھوڑ دیا۔

صنائع تاریخ مین مورخ کو اس ابجد سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔

ابجدی طریقہ کے انحفاظ	حروف تہجی بسیط	حروف تہجی مرکب	حروف تہجی مرکب	حروف تہجی مرکب
ا	ا	ا	ا	ا
ب	ب	ک	ک	ک
ج	ج	ل	ل	ل
د	د	م	م	م
ہ	ہ	ن	ن	ن
و	و	س	س	س
ز	ز	ع	ع	ع
ح	ح	ف	ف	ف
ط	ط	ص	ص	ص
ی	ی	ق	ق	ق
		ر	ر	ر
		ش	ش	ش
		ت	ت	ت
		ث	ث	ث
		خ	خ	خ
		ذ	ذ	ذ
		ض	ض	ض
		ظ	ظ	ظ
		غ	غ	غ

(۷) ابجد ابدان | علماے جفر وغیرہم نے بلحاظ اعضاے جسمانی انسان ایک خاص ابجد وضع کی ہے جس کا تعلق اعضاے جسمانی انسان سے ہے۔
اس کے ۷ الفاظ وہی ہین جو ابجد سبعہ نمبر (۴) پر گزر چکے ہین۔
بدین لحاظ کہ آیندہ بیان کے سمجھنے مین ناظرین کتاب کو آسانی ہو ہم پہلے ایک نقشہ پیش کرتے ہین

مجموعہ حروف بلحاظ مراتب	ابجد ہوز	طی کل	منع فصر	شتہ ثخذ	ضظغ	ابجد ہوز	طی کل	منع فصر	شتہ ثخذ	ضظغ
	ا	ط	م	ف	ش	ق	ی	ن	ص	ت
	ب	ی	ن	ص	ت	ر	ک	س	ض	ث
	ج	ک	س	ض	ث	ش	ل	ع	ظ	خ
	د	ل	ع	ظ	خ	ت	م	ف	غ	ذ
	ہ	م	ف	غ	ذ	ث	ن	ص	ا	ض
	و	ن	ص	ا	ض	خ	س	ق	ب	ظ
	ز	س	ق	ب	ظ	ذ	ع	ر	ج	غ
	ح	ع	ر	ج	غ	ض	ف	ش	د	ا
	ط	ف	ش	د	ا	ظ	ص	ت	ہ	ب
	ی	ص	ت	ہ	ب	غ	ق	ث	و	ج
	ک	ق	ث	و	ج	ا	ر	خ	ز	د
	ل	ر	خ	ز	د	ب	ش	ذ	ح	ہ
	م	ش	ذ	ح	ہ	ج	ت	ض	ط	و
	ن	ت	ض	ط	و	د	ث	ظ	ی	ز
	س	ث	ظ	ی	ز	ہ	خ	غ	ک	ح
	ع	خ	غ	ک	ح	و	ذ	ا	ل	ط
	ف	ذ	ا	ل	ط	ز	ض	ب	م	ی
	ص	ض	ب	م	ی	ح	ظ	ج	ن	ک
	ق	ظ	ج	ن	ک	ط	غ	د	س	ل
	ر	غ	د	س	ل	ی	ا	ہ	ع	م
	ش	ا	ہ	ع	م	ک	ب	و	ف	ن
	ت	ب	و	ف	ن	ل	ج	ز	ص	س
	ث	ج	ز	ص	س	م	د	ح	ق	ع
	خ	د	ح	ق	ع	ن	ہ	ط	ر	ف
	ذ	ہ	ط	ر	ف	س	و	ی	ش	ص
	ض	و	ی	ش	ص	ع	ز	ک	ت	ق
	ظ	ز	ک	ت	ق	ف	ح	ل	ث	ر
	غ	ح	ل	ث	ر	ص	ط	م	خ	ش
	ا	ط	م	خ	ش	ق	ی	ن	ذ	ت
	ب	ی	ن	ذ	ت	ر	ک	س	ض	ث
	ج	ک	س	ض	ث	ش	ل	ع	ظ	خ
	د	ل	ع	ظ	خ	ت	م	ف	غ	ذ
	ہ	م	ف	غ	ذ	ث	ن	ص	ا	ض
	و	ن	ص	ا	ض	خ	س	ق	ب	ظ
	ز	س	ق	ب	ظ	ذ	ع	ر	ج	غ
	ح	ع	ر	ج	غ	ض	ف	ش	د	ا
	ط	ف	ش	د	ا	ظ	ص	ت	ہ	ب
	ی	ص	ت	ہ	ب	غ	ق	ث	و	ج
	ک	ق	ث	و	ج	ا	ر	خ	ز	د
	ل	ر	خ	ز	د	ب	ش	ذ	ح	ہ
	م	ش	ذ	ح	ہ	ج	ت	ض	ط	و
	ن	ت	ض	ط	و	د	ث	ظ	ی	ز
	س	ث	ظ	ی	ز	ہ	خ	غ	ک	ح
	ع	خ	غ	ک	ح	و	ذ	ا	ل	ط
	ف	ذ	ا	ل	ط	ز	ض	ب	م	ی
	ص	ض	ب	م	ی	ح	ظ	ج	ن	ک
	ق	ظ	ج	ن	ک	ط	غ	د	س	ل
	ر	غ	د	س	ل	ی	ا	ہ	ع	م
	ش	ا	ہ	ع	م	ک	ب	و	ف	ن
	ت	ب	و	ف	ن	ل	ج	ز	ص	س
	ث	ج	ز	ص	س	م	د	ح	ق	ع
	خ	د	ح	ق	ع	ن	ہ	ط	ر	ف
	ذ	ہ	ط	ر	ف	س	و	ی	ش	ص
	ض	و	ی	ش	ص	ع	ز	ک	ت	ق
	ظ	ز	ک	ت	ق	ف	ح	ل	ث	ر
	غ	ح	ل	ث	ر	ص	ط	م	خ	ش
الفاظ ابجد ابدان	ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ					ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ				
	ایک سے دس تک					دس دس بڑھتے ہین					سو سو بڑھتے ہین					ایک سو سے ایک ہزار تک				
	۱	۹	۴۰	۸۰	۷۰۰	۱	۱۰	۵۰	۹۰	۸۰۰
	۲	۱۰	۵۰	۹۰	۸۰۰	۲	۲۰	۶۰	۱۰۰	۹۰۰
	۳	۲۰	۶۰	۱۰۰	۹۰۰	۳	۳۰	۷۰	۲۰۰	۱۰۰۰
	۴	۳۰	۷۰	۲۰۰	۱۰۰۰	۴	۴۰	۸۰	۳۰۰	۲۰۰۰
	۵	۴۰	۸۰	۳۰۰	۲۰۰۰	۵	۵۰	۹۰	۴۰۰	۳۰۰۰
	۶	۵۰	۹۰	۴۰۰	۳۰۰۰	۶	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۴۰۰۰
	۷	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۴۰۰۰	۷	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۵۰۰۰
	۸	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۵۰۰۰	۸	۸۰	۳۰۰	۷۰۰	۶۰۰۰
	۹	۸۰	۳۰۰	۷۰۰	۶۰۰۰	۹	۹۰	۴۰۰	۸۰۰	۷۰۰۰
	۱۰	۹۰	۴۰۰	۸۰۰	۷۰۰۰	۱۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰	۸۰۰۰

اکثر رسائل علم جفر مین اس کا ذکر ہے۔ ان ساتون الفاظ سے پہلے حرف کا تعلق انسان کے سر و مایتعلق بہ سے ہے اور حرف دوم کا تعلق اوس حصہ جسم انسانی سے ہے جو مقعد سے قدمین تک ہو۔ اور تیسرے حرف کا تعلق رگ گردن سے سر فواد تک۔ اور چوتھا حرف سر فواد سے سر ذکر تک۔

متقدمین نے اس ابجد کے لئے کوئی نام تجویز نہین کیا۔ ہماری رای مین اس کو ابجد ابدان کہنا چاہیئے۔

عالمان فن نے چار مرکب الفاظ وضع کئے ہین۔ اور ہر ایک لفظ کو جسم کے ایک حصہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور یہ چارون الفاظ نقشۂ صدر کے آخر خانے مین بیان ہوے ہین۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ للراس وما حولہ قیل (اہطمقشذ) وللمقعد الی الافخاذ والقدمین (بویہ نصتض) وللاوداج الی راس الفواد (جز کسقشظ) ولراس الفواد الی راس الذکر (وحلعرخغ) یعنی سر اور اوس کے متعلقات کے لئے لفظ نمبر (۱) ہے۔ یعنی اس لفظ مین جتنے حروف ہین وہ سر و مایتعلق بہ سے متعلق ہین۔ اور مقعد سے قدمین تک کے لئے لفظ نمبر ۲۔ علی ہذا رگ گردن سے سر فواد تک کے لئے لفظ نمبر ۳۔ اسی طرح سر فواد سے سر ذکر تک کے لئے لفظ نمبر ۴۔

اور یہ چار الفاظ مرکبہ بھی وہی ہین جن کا ذکر ابجد عناصر مین ہوا ہے۔ اس ابجد کو بھی صنائع تاریخی سے بہت کچھ تعلق ہے۔

(۳) اختلاف مذاہب جمل کا بیان

صاحب معدن الجواہر کا قول ہر کہ اہل جمل کے دو مذہب ہین۔ ایک مذہب مشارقہ

جس کے پیرووں سے امام محمد غزالی اور شیخ احمد بونی وغیرہما ہیں۔ دوسرا مذہب مغاربہ جس کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابوالحسن شاذلی اور ابن خلدون وغیرہم نے اختیار کیا تھا اور ان دونوں مذاہب کا اختلاف صرف چھ حروف میں ہے۔ جس کو ہمنے نقشۂ ذیل میں دکھلایا ہے۔

سلسلہ نشان	حرف	عدد حسب مذہب مشارقہ	عدد حسب مذہب مغاربہ
۱	س	۶۰	۳۰۰
۲	ص	۹۰	۶۰
۳	ش	۳۰۰	۱۰۰۰
۴	ض	۸۰۰	۹۰
۵	ظ	۹۰۰	۸۰۰
۶	غ	۱۰۰۰	۹۰۰

نصر الوفائی الہوریني نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون پر جو کہ مصر میں طبع ہوا ہے بضمن تصحیح لکھا ہے کہ ترتیب طبائع الحروف عند المغاربۃ غیر ترتیب المشارقۃ منہم الغزالی کما ان الجمل عندہم مخالف فی ستۃ احرف فان الصاد عندہم بستین والضاد بتسعین والسین المہملۃ بثلث مأتہ والظاء بثمان مأتہ۔ والغین بتسع مأتہ والشین بالف انتہی) یعنی ترتیب طبائع حروف کی مغاربہ کے پاس برخلاف مشارقہ ہے۔ اور امام غزالی مشارقہ میں داخل ہیں جیسا کہ ۶ حروف کے اعداد میں اختلاف ہے۔ پس صاد کے عدد مغاربہ کے پاس ۶۰ ہیں

اور ضاد کے ۹۰ اور سین مہملہ کے ۳۰۰ اور ظا معجمہ کے ۸۰۰ اور غین کے ۹۰۰ اور شین کے ۱۰۰۰۔

صاحب معدن الجواہر نے بحوالہ کتاب المطالع النصریہ للمطابع المصریہ فی اصول الخطیہ لکھا ہے کہ ان ماذکرہ المحشی فی ترتیب الابجدیہ من الشعر وغیرہ انما ہو علی طریقۃ المغاربۃ دون ما علیہ امام المشارقۃ الغزالی وغیرہ ویبتنی علی اختلاف الطریقتین الاختلاف فی اعدادہا بالجمل والخلاف بینہما فی اعداد ستۃ احرف وہی السین والصاد المہملتان والشین والضاد والظا والغین المعجمات فالسین عندنا (ای عند المشارقۃ تبتین وعندہم (ای عند المغاربۃ) بالثلث مائۃ التی ہی عدد الشین المعجمۃ عندنا وہی عندہم آخر الحروف بالالف الذی ہو عدد الغین عندنا وہی عندہم بالتسع مائۃ التی ہی عدد الظا عندنا وہی عندہم بالثمانمائۃ التی ہی عدد الضاد عندنا وہی عندہم بالتسعین الذی ہو عدد الصاد عندنا وہی عندہم بستین عدد السین التی ابتدارنا بہا (انتہی) یعنی بہ تحقیق جو کچھ ذکر کیا ہے محشی نے ترتیب حروف ابجد کے متعلق خواہ وہ شعر میں ہو یا غیر شعر میں سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ مغاربہ کا طریقہ ہے برخلاف مشارقہ کے جس میں امام مشارقہ غزالی وغیرہ ہیں اور اختلاف اعداد جمل کا مبنی ہے ان دونوں طریق کے اختلاف پر جو صرف چھ حروف میں ہے اونہیں میں سے ہے سین اور صاد مہملہ اور شین اور ضاد اور ظا اور غین معجمہ۔ پس سین کے عدد ہمارے یعنی مشارقہ کے پاس ۶۰ ہیں اور مغاربہ کے پاس ۳۰۰ اور یہ ۳۰۰ ہمارے پاس شین کے عدد ہیں اور یہی

شین حرف آخر اور ہزار عدد کا ہے مغاربہ کے پاس اور ہزار عدد کا حرف ہمارے پاس غین ہے اور اسی غین کے عدد مغاربہ کے پاس ۹۰۰ ہین جو ہمارے پاس ظار کے عدد ہین اور اسی ظار کے عدد انکے پاس ۸۰۰ ہین جو ہمارے پاس ضاد کے عدد ہین اور اسی ضاد کے عدد ان کے پاس ۹۰ ہین جو ہمارے پاس صاد کے عدد ہین اور اسی صاد کے عدد ان کے پاس ۶۰ ہین جو ہمارے پاس سین کے عدد ہین جس سے ہم نے اس تصریر کی ابتدا کی (انتہی)

ہم نے اختلاف مذاہب کا بیان صرف ناظرین کتاب وشائقین فن کی بصیرت بڑہانے کے لئے کیا ہے۔ فی زمانا جمہور متاخرین کا اتفاق مذہب مشارقہ پر ہے اور اسی سے کام لینا چاہیئے۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب مشارقہ کی ابجد تو وہی ابجد نوحی ہے جسپر کل کا اتفاق ہے۔ اور مذہب مغاربہ کی ابجد باختلاف املا بعض الفاظ ابجد ہوّز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفض۔ قرست۔ ثخذ۔ ظغش۔ ہے

ہم نقشۂ ذیل مین دونون کا مقابلہ کرکے دکہلاتے ہین۔ اور یہ صرف ناظرین کتاب کی تفریح طبع کے لئے ہے۔

مذہب مشارقہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
مذہب مغاربہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

ترتیب مشارقہ	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
ترتیب مغاربہ	ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ذ	ظ	غ	ش
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اس نقشہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اختلافِ مذاہب صرف سطر دوم مین ہے یعنی بعض عشرات و مآت و الف مین۔

اب ہم حیران ہین کہ یا اللہ یہ اختلاف آخر کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہونا چاہیئے تہا۔ اور کوئی ایک اصول اس اختلاف کا اب تک ہماری سمجھ مین آیا ہے اور نہ مغاربہ نے اس کا اشارہ کیا ہے۔ ہم اس کتاب کے گزشتہ حصہ مین بدیل الفاظ جمل بیان کر آئے ہین کہ بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم علیہ السلام کے الفاظ۔ ابجد نوحی کے سوا بیان کئے ہین۔ پس خیریت یہ ہوئی کہ کوئی خاص فرقہ ابجد آدم کا پیرو نہ بنا ورنہ ایک تیسرے اختلاف کیلئے ماخذ اور مادّہ موجود تہا اور اس کے پیرو خلف کہلانے کے مستحق ہوتے اس لئے کہ اون کی پیروی باوا آدم کی ابجد کو رواج دیتی۔

حاصل یہ ہے کہ مشارقہ ہون یا مغاربہ دونون پر ناخلفی کا الزام ضرور عائد ہوتا ہے۔ کیون کہ باوا آدم کی ابجد کو چھوڑ کر آدم ثانی کی پیروی مین لڑے ہین۔ لیکن مغاربہ یہ ضرور کہین گے کہ ہمنے اس اختلاف کو آدم ثانی ہی سے سیکہا ہے کہ اونہون نے باوا آدم کی خود پیروی نہین کی۔ لیکن وہ یہ نہین جانتے کہ چھوٹے باوا بہی اوستاد ازل کے شاگرد تہے جس نے بڑے

باوا کی تعلیم کی تہی۔

اگرچہ اہل جمل کے پاس یہ الفاظ اور اون کے حروف کے یہ اعداد متروک ہین لیکن اگر کسی نے اس قاعدہ پر عمل کرکے اس کی صراحت کردی تو وہ عمل قابل اعتراض نہ ہوگا۔ اس لیے کہ بے شک ایک صحیح اصول پر اس کی بنیاد ہے۔

اور جنکی زبانون مین فنّ جمل جاری نہین ہے وہ اسی کی مدد سے فن جمل کو اپنی زبان مین جاری کرسکتے ہین اور ہمنے حروف ابجد کے بیان مین اسکی جانب اشارہ بھی کیا ہے۔

ایک اور اختلاف ہے جو بعض حروف کے اعداد مین اسوجہ سے پیدا ہوا ہے کہ رسم الخط نے اشکال حروف مین ضرورت کے لحاظ سے تبدیل کی ہے جیسے تاے مدوّر جو بعض مواقع مین بشکل ہاے مہملہ لکھی جاتی ہے یا الف ممدودہ پر۔ رسم الخط عربی نے ایک کھڑا زبر بشکل الف۔ اور فارسیون نے مدبڑھایا ہے۔ بعضون نے ہمزہ کا ایک عدد محسوب کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ الحاصل ان امورمین بھی مختلف مذاہب ہوچکے ہین۔ لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ یہ اختلافات اصولی نہین ہین بلکہ فروعی ہین۔ اور ہمارا یہ بیان اصولی اختلافات سے مخصوص ہے۔ لہذا ہم اون فروعی اختلافات کو قواعد جمل کے ذیل مین بیان کرنا پسند کرتے ہین جہان ہر ایک حرف کے رسم الخط اور اعداد سے بحث کی گئی ہے۔

(۴) اقسام جمل کا بیان

بیان عام اگرچہ بعض صاحبان تحقیق نے جمل کے صرف دو اقسام کا ذکر فرمایا ہے ایک جمل کبیر۔ دوسری جمل صغیر۔ اور بعض دقیقہ سنجون نے ایک تیسری قسم بھی

پیدا کرکے اوسکو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔ لیکن غور و تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت جمل کے پانچ اقسام ہین (۱) جمل اصغر (۲) جمل صغیر (۳) جمل وسیط (۴) جمل کبیر (۵) جمل اکبر۔ صاحب معدن الجواہر نے اقسام جمل مین ایک اور قسم بہی پیدا کی ہے اور اس کو جمل تہجی سے موسوم فرمایا ہے لیکن ہم کو اس چھٹی قسم سے اختلاف ہے۔ یہ وہی جمل ہے جس کو جمل آدم کہتے ہین جس کا ضروری بیان ہم بیان الفاظ جمل مین تفصیلاً اور اختلاف مذاہب جمل مین اجمالاً کرآئے ہین یعنی اہل تحقیق نے جس جمل کو ابوالبشر آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا ہے جسمین حروف تہجی کا سلسلہ مروجہ قائم رکھکر اوس کے عدد اسی سلسلہ سے لئے جاتے ہین وہی جمل آدم ہے اسی کو صاحب معدن الجواہر نے جمل تہجی کہا ہے۔ لیکن ہرگاہ جمل تہجی یا جمل آدم کو اولاد آدم مین مقبولیت کا درجہ نصیب ہی نہین ہوا اور آدم ثانی نوح علیہ السلام کے جمل نوحی کا رواج قرار پاگیا تو ہم کو اس باب مین جو اقسام جمل نوحی سے متعلق ہے جمل آدم کو اس کی ایک قسم قرار نہ دینا چاہیئے اس لئے کہ جمل آدم یا جمل تہجی اصول مین داخل ہے اور یہ بیان ذیلی ہے۔

اگر ہم اپنی کتاب کو صرف جمل تہجی ہی سے متعلق کرین تو یہی تمام اقسام اسکے ذیل مین بہی بیان ہوسکین گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے جمل آدم کا ذکر الفاظ جمل اور اختلاف مذاہب کے بیان مین کیا۔ اور اقسام جمل کے بیان کو صرف جمل نوحی یعنی جمل مروج کے ذیلی اقسام سے مخصوص رکھا ہے۔ پس پانچون اقسام متذکرۂ بالا کو ہم ذیل مین جدا جدا بیان کرتے ہین۔

(۱) جمل اصغر | ہمکو جمل اصغر کے بیان مین صاحب معدن الجواہر کی رائے کے ساتھ

پورا اتفاق ہے کہ جمل اصغر درحقیقت وہی ہے جس کو اہل حساب جفر وغیرہ نے جمل کبیر سے موسوم کیا ہے یعنی انہون نے جمل نوحی اور جمل مروجہ کے حروف ابجدی کے اعداد مین یہ التزام کیا ہے کہ جن حروف کو احاد سے تعلق ہے وہ انکو بحال خود چھوڑ دیتے ہین اور حروف متعلقۂ عشرات و مآت والف کے اعداد کو ۱۲ یا ۹ پر تقسیم کرتے ہین اور بعد تقسیم جو کسر باقی رہجاتی ہے اوسکو حرف مذکور کا عدد قرار دیتے ہین مثلاً (ی) کے عدد ۱۰ ہین جس کو ۹ پر تقسیم کرنے سے ایک عدد بچ رہتا ہے تو (ی) کو ایک کا مساوی خیال کرتے ہین یعنی ی کا عدد بھی مثل الف کے ایک قرار دیتے ہین۔

اسی طرح ک کے عدد ۲۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرتے ہین اور آٹھہ کی کسر جو بچ رہتی ہے اوسی کو ک کا عدد خیال کرتے ہین۔

پہلی صورت یعنی ۹ کو طرح دینے یا ۹ پر تقسیم کرنے کا بیان حاشیۂ اسمٰعیل قونوی متعلق بہ تفسیر بیضاوی مین ہوا ہے اور ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین اسکا بضابطہ لکھا ہے۔

دوسری صورت یعنی ۱۲ کو طرح دینے یا ۱۲ پر تقسیم کرنے کا بیان بھی حاشیۂ قونوی مین مذکور ہے پس جب کہ ان دونون طریقون سے اصل عدد حروف ابجد کا گھٹ کر ایک قلیل تعداد پر باقی رہجاتا ہے تو اوس کو جمل اصغر کہنا مناسب ہے نہ جمل کبیر اس نام مین ہمارا اور اون کا اختلاف صرف اعتباری ہے اور بس۔

ذیل مین الف اور ب کے نام سے دو نقشے دیئے جاتے ہین جن سے جمل اصغر کے اعداد ہر ایک حرف ابجدی کے مقابلہ مین معلوم ہو سکتے ہین۔

نقشۂ الف متعلق بہ طرح ۹

آحاد بطرح ۹	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات و مآت و الوف بطرح ۹	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	غ								
	۱								

نقشۂ ب متعلق بہ طرح ۱۲

بحساب طرح ۱۲	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
بحساب طرح ۱۲	۰	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	۰
		۸	۶	۴	۲	۰	۱۰	۸	۶	
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	۰
	۴	۸	۰	۴	۸	۰	۴	۸	۰	
	غ									
	۴									

ان دونون نقشون کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ جمل اصغر مین بعض حروف کے عدد تو بحال خود قائم رہے جیسے نقشۂ (الف) مین ا ب ج د ہ و ز ح ط اور نقشۂ (ب) مین ان حروف کے سوا حرف ی بھی بحال خود رہا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان حروف کے اعداد مین ۹ کے طرح دینے کی گنجایش ہی نہ تہی اور نہ ۱۲ کا طرح دینا ممکن تہا۔

اسی جمل اصغر مین اکثر حروف کے اعداد بعد طرح ۹ یا ۱۲ گھٹ کر عشرات اور مآت اور آلف کے درجہ سے احاد مین آگئے جیسے نقشۂ (الف) مین ی سے آخر تک۔ اور نقشۂ (ب) مین۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ت۔ ش۔ ذ۔ ض۔ غ۔

اسی جمل اصغر سے بعض حروف کے اعداد ۱۲ کے طرح دینے کے بعد کچھ نہ رہے۔ جیسے نقشۂ (ب) مین۔ س۔ ش۔ خ۔ ظ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر ہم جمل اصغر کے قاعدہ سے کوئی تاریخ لکھین تو ہمکو بعض حروف کے عدد ہٹی لینے ہونگے اور باقی ماندہ حروف کے عدد عموماً احاد ہی لینے پڑینگے بعض ناظرین کے دل مین یہ خیال ضرور آویگا کہ صرف احاد سے سنہ تاریخ کا حاصل ہونا بہت دشوار ہوگا۔ ہم اون کو اطمینان دلاتے ہین کہ اس کتاب کی فصل اول متعلقہ باب دوم مین صنائع تاریخ کے پڑہنے کے بعد اونکو تسکین ہوجاوے گی کہ صرف احاد سے بہی تاریخ لکہی جاسکتی ہے۔ یا اگر ہم کو کوئی مبسوط تاریخ شعر مین لکہنے کا اتفاق ہو تو اوس وقت بہی جمل اصغر سے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ صرف نظم سے مخصوص نہین ہے۔

اس موقعہ البتہ ایک بات کہٹکتی ہے کہ نقشۂ (الف) مین ط کا عدد ۹ کیونکر قائم رکہا گیا۔ اور نقشہ (ب) مین۔ س۔ ش۔ خ۔ ظ۔ کو عدد سے کیون محروم کیا گیا۔ اگر۔ س۔ کے عدد ۶۰۔ کو ۱۲ پر تقسیم کرنے یا ۱۲ کو اسمین طرح دینے

کے بعد اس کی کسرات کچھہ نہ باقی رہی اور اس وجہ سے اس کو بے عدد قرار دیا گیا تو۔ ط۔ کے عدد مین ۹ کو طرح دینے کے بعد بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا تھا یعنی ط کو بھی بے عدد قرار دیا جاسکتا تھا درحالے کہ نقطہ (الف) مین ط کا عدد ۹ قائم کیا گیا ہے۔ اور نقطہ (ب) مین۔ س۔ ساقط العدد ہے۔ اس کے متعلق ہم بجز اس کے اور کچھہ نہین کہہ سکتے کہ واضع قاعدہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور ایسا ہی عمل کیا ہے اگر آج ہم اپنی راے سے اس قاعدہ مین ترمیم کرنے پر آمادہ ہون تو ط کو بھی ساقط العدد قرار دے سکتے ہین۔

ہماری ذاتی راے ط کی نسبت بھی یہی ہے کہ بقاعدہ جمل اصغر اس کو ساقط العدد قرار دینا چاہیئے۔ اگرچہ صاحب معدن الجواہر اس جزئیہ مین ساکت ہین۔

اور متقدمین کا مذہب بھی اس کے خلاف ہے۔

(۲) جمل صغیر | جمل صغیر کو متقدمین زبر بھی کہا ہے۔ زُبر بضمتین زبان عربی کا لفظ ہے زبور کی جمع اور زبور بفتح اول بمعنی نوشتہ و کتاب و اصطلاح اہل جمل مین زُبر یا جمل صغیر ہر حرف کے پہلے حرف کے عدد کو کہتے ہین جس کا نام مسمّی ہے مثلاً ب کا اسم ملفوظ با ہے اور ج کا اسم ملفوظ (جیم) اور د کا اسم ملفوظ (دال) پس لفظ جیم سے صرف حرف ج اور لفظ دال سے صرف حرف د کا عدد تو زُبر ہے اور ما بقی دو حروف یعنے ی م یا ا۔ل کے اعداد کو بیّنات کہتے ہین۔ بیّنات کا تفصیلی بیان جمل وسیط مین ہوگا انشاء اللہ تعالے۔ جمل صغیر کو اقسام جمل کی تعریفات کے لحاظ سے درحقیقت فن جمل کا ایک اصول عام مانا گیا ہے لیکن بدین وجہ کہ اقسام جمل مختلف اعتبارات سے جدے جدے بیان ہوے ہین ہمنے جمل صغیر کو بھی جمل اصغر کے بعد بطور قسم

جمل بیان کر دینا مناسب سمجھا۔ اور یہ تقسیم اور تعریفات خود اس بات کی متقاضی ہین کہ جمل صغیر کو دوسرے درجہ مین بیان کرین۔ اگر اس تقسیم اور تعریفات مختلفۂ اقسام جمل سے قطع نظر کی جاوے۔ اور اون اقسام کو صنائع جمل مین شامل کیا جاوے تو خود اصل فن کا نام جمل صغیر قرار پاوے گا۔ لیکن چون کہ متقدمین نے جمل صغیر کے مقابلہ مین جمل وسیط و کبیر کو بھی بیان کیا ہے لہذا ہم اصول تقسیم مین اونہین کی پیروی کرتے ہین۔ اور جمل صغیر کو اقسام جمل ہی مین شمار کرتے ہین۔

میر عبدالرشید تتوی نے منتخب اللغات شاہجہانی مین اور صاحب غیاث اللغات نے لفظ بیّنات کے ضمن مین اور نیز صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر کیا ہے (اخ ۱۲) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین فرمایا ہے کہ فالز بر عبارۃ عن کلمۃ فصاعداً مساویۃ لکلمۃ اخرے فی حساب الجمل کالصلح والنزاع والصباح والمساء (الی آخرہ) صاحب غزلان الہند نے لکھا ہے اور قریب قریب تحریر آزاد بلگرامی کا یہی ترجمہ ہے کہ زبر بزائے معجمہ مضمومہ و باے موحدہ مفتوحہ و رائے مہملہ عبارت ہے دو کلمۂ مساوی الاعداد سے یا دو مساوی الاعداد زائد از کلمہ سے جیسے لفظ کل جس کے عدد (۵۰) ہین اور لفظ ہمہ جس کے عدد بھی (۵۰) ہین یا (اول من آمن) جس کے عدد ۲۱۸ ہین اور (علی ابن ابی طالب) اس کے عدد بھی ۲۱۸ ہین۔

ہم عرض کرتے ہین کہ لفظ زبر کے یہ دوسرے معنی ہین اور فن جمل ہی سے اسکا بھی تعلق ہے اور اس خاتمہ بیان مین صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جمل صغیر کی تعریف کے لحاظ سے لفظ زبر باعتبار اپنے پہلے معنی کے جمل صغیر کا مرادف ہے اور دوسرے معنی کا ذکر بطور افادہ کے کیا ہے۔

بعض استادون نے اسی فاعدۂ زبر سے اپنے ممدوح کی مدح کی ہے یا دشمن کی ہجو۔ اور اسی مقابلۂ اعداد مین یہ صنعت بھی داخل کی ہے کہ ایک لفظ کے عدد تو بقاعدہ زُبر لئے ہین اور دوسرے لفظ مقابل کے عدد بقاعدہ بیّنات اور یہ اس لئے زیادہ تر خوشنما ہے کہ زبر اور بینات یعنی جمل صغیر و وسیط دونون باعتبار مساوات عدد دوسرے معنون کے لحاظ سے زبر کہلاتے ہین۔ مثلاً فیضی فیاضی شہنشاہ اکبر کی تعریف مین ایک رباعی لکھی ہے جس کو ہم ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

نوریست کہ زمہر عالم آرا پیداست	از جبہۂ شاہنشہِ والا پیداست
اکبر کہ ز آفتاب نسبت دارد	این نکتہ ز بیّنات اسما پیداست

محققین اہل جمل نے اس رباعی پر خوب خوب طبع آزمائیان فرمائی ہین صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ۔ ا۔ ک۔ ب۔ ر۔ کے اعداد زبر ۲۲۳ ہین اور آفتاب کے بیّنات کا مجموعہ بھی ۲۲۳ ہے۔ پس مصرع چہارم مین لفظ اسما خلل انداز ہے کیون کہ اعداد اکبر تو زُبر مین لئے گئے ہین۔ اور اعداد آفتاب بیّنات مین پس گمان خطا فیضی کی جانب نہین ہے بلکہ تحریف کاتب پر یقین ہے۔

صاحب معدن الجوہر کا ارشاد ہے کہ از فیضی فیاضی در مصرع چہارم این رباعی سہو و تسامح راہ یافتہ زیرا کہ درین جا بینات اسما نیست بلکہ زبر یک اسم و بینات یک اسم است۔ فافہم

مؤلف ہیچمدان عرض کرتا ہے کہ یا ایّہا المؤلفون لا باس علیہ۔ فیضی نے ٹھیک لکھا ہے اور اسی ایک رباعی سے اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ فن جمل کا استاد تھا۔

ہم اوپر عرض کر چکے ہین کہ استادان فن جمل نے اپنے ممدوح کی ستایش مین

زبر سے کام لیا ہے یعنی کسی ایک لفظ ہم عدد نام ممدوح کو اس سے منسوب کر کے اوسکی تعریف کی ہے اور فیضی نے اس مقابلہ مین یہ خاص لطف رکھا ہے کہ اکبر کے عدد تو قاعدۂ زبر یعنی جمل صغیر سے لئے ہین۔ اور آفتاب کے عدد قاعدۂ بیّنات یعنی جمل وسیط سے۔ اور دونو کے اتحاد کو ظاہر کر کے یہ لطف دکھلایا ہے کہ مہر عالم آرا یعنی آفتاب کے بیّنات مین جو بات ہے وہ صرف ہمارے شہنشاہ کے زبر سے ظاہر ہے۔ اور لفظی مقابلہ یون کیا ہے کہ جو نور مہر عالم آرا سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے شہنشاہ کے صرف ناصیہ سے روشن ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس تشبیہ لفظی وعددی مین بڑی خوبی ہے۔ اب رہی الفاظ بیّنات اسماء کی اشکال جو دونون مؤلفین کو واقع ہے اوس کی نسبت ہم کہتے ہین کہ کچھ اشکال نہین ہے ان بزرگون نے اسماء سے اکبر اور آفتاب مراد لیا ہے اور پھر اعتراض فرمایا ہے کہ اکبر اور آفتاب کے بیّنات مین اتحاد نہین ہے بلکہ اکبر کے زبر اور آفتاب کے بیّنات مین اتحاد ہے اس لئے بیان خلاف واقعہ ہے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ اصطلاح جمل مین مسمّی زبر کو کہتے ہین۔ اور اسم بیّنات کو۔ اور اسم حرف۔ حرف ملفوظ کا نام ہے۔ جیسے ب کا اسم حرف با ہے اور (ا) کا اسم حرف (الف) پس استاد فیضی کا مقصود اسماء سے اسماء حروف آفتاب ہے یعنی ہر ایک کا بیّنات۔ مثلاً حروف آفتاب ۵ ہین۔ الف۔ فا۔ تا۔ الف۔ با۔ ان پانچون حروف ملفوظی کے زبر کو توچھوڑ دو جس کا نام مسمّی ہے۔ اور بیّنات محسوب کرو جس کو اسم بھی کہتے ہین۔ اور ظاہر ہے کہ پانچون حروف کے بیّنات کو اسما کہنا صحیح ہے۔ پس بیّنات اسماء حروف آفتاب (الف۔ ا۔ الف۔ ا۔ الف ا) کے مجموعی عدد ۲۲۳ مساوی ہین ناصیۂ اکبر یعنی زبر لفظ اکبر کے۔ بدین وجہ کہ بیّنات کا مرادف اسماء ہے اور ہر حرف کے

ملفوظ کو اسم حرف بھی کہتے ہیں۔ اس مصرع آخر میں رعایت لفظی بھی ہے اور بدیں وجہ کہ آفتاب کو سعد اکبر بھی کہتے ہیں۔ اکبر کے ساتھ اس کی نسبت بڑی لطف خیز ہے حاصل یہ ہے کہ جس طرح سعد اکبر یعنی آفتاب کے بیّنات کا مقابلہ اکبر کے زُبر سے ہوتا ہے اسی طرح آفتاب کی ذات میں جو نور ہے وہ اکبر کے صرف ناصیہ میں موجود ہے

(۳) جمل وسیط | وسیط زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی متوسط۔ اصطلاح جمل میں جمل وسیط اور بیّنات دونوں مترادف ہیں۔ اسم حرف سے پہلے حرف کو چھوڑ کر باقی حروف کے اعداد کا نام بیّنات ہے۔ مثلاً حرف (ا) کا اسم ملفوظ (الف) ہے اور لفظ الف سے پہلا حرف چھوڑ کر ل اور ف کے اعداد کا مجموعہ (۱۱۰) بیّنات ہے اور اسکو اسم بھی کہتے ہیں۔ صاحب منتخب اللغات بذیل لفظ زبر فرماتے ہیں کہ زبر بفتحتین حرف اول اسمای تہجی ست وسوائے آن حرف کہ در تلفظ می آید بینہ است ان کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسم ملفوظ حرف کے دوسرے یا دوسرے اور تیسرے حرف کا نام بیّنہ ہے۔ برخلاف اس کے صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ بینات نوعے از حساب اعداد حروف ابجد ست وآن چنان باشد کہ اسم ہر حرف باعتبار تلفظ گیرند یعنی حروف دوحرفی را دوحرف گرفتہ جزو اول را کہ مسمی اوست ترک کنند وجزو ثانی کہ الف ست باقی ماند از آن یک عدد مراد باشد وہم چنین از حروف سہ حرفی حرف اول را ترک کردہ دوحرف کہ باقی ماند اعداد آنہا را بگیرند (الخ) صاحب معدن الجواہر نے بھی بیّنات کو جمل وسیط کا مرادف کہا ہے یعنی آپ کو بالمعنی صاحب غیاث کی رائے سے اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہل جمل نے جمل وسیط کو جمل اوسط بھی کہا ہے۔ جُمل کبیر کے ضمن میں ہم ایک

نقشہ ہدیہ ناظرین کرین گے جس کے ملاحظہ سے ہر ایک حرف کے مقابل اوس کے اعداد بلحاظ جمل صغیر و وسیط و کبیر واضح ہون گے سر دست اس مقام پر ایک نقشہ اعداد حروف کا بحسب قاعدہ جمل وسیط پیش کیا جاتا ہے۔

اسم حرف	الف	با	جیم	دال	ھا	واو	زا
حروف	ا ف جملہ	ی	ی م جملہ	ا	ا	ا و	ا
اعداد	۱۱۰ ۸۰ ۳۰	۱	۱۰ ۴۰ ۵۰	۱ ۳۰ ۴۱	۱	۱ ۶ ۴	۱
اسم حرف	ھا	طا	یا	کاف	لام	میم	نون
حروف	ا	ا	ا	ا ف جملہ	ا م جملہ	ا م جملہ	ا ن جملہ
اعداد	۱	۱	۱	۱ ۸۰ ۸۱	۱ ۴۰ ۴۱	۱ ۴۰ ۴۱	۱ ۵۰ ۵۱
اسم حرف	سین	عین	فا	صاد	قاف	را	شین
حروف	ی ن جملہ	ی ن جملہ	ا	ا د جملہ	ا ف جملہ	ی	ی ن جملہ
اعداد	۱۰ ۵۰ ۶۰	۱۰ ۵۰ ۶۰	۱	۱ ۴ ۵	۱ ۸۰ ۸۱	۱۰ ۵۰ ۶۰	۱۰ ۵۰ ۶۰
اسم حرف	تا	ثا	خا	ذال	ضاد	ظا	غین
حروف	ا	ا	ا	ا ل جملہ	ا د جملہ	ی	ی ن جملہ
اعداد	۱	۱	۱	۱ ۳۰ ۳۱	۱ ۴ ۵	۱	۱ ۵۰ ۶۰

نقشۂ بالا کی خانہ پُری ہم نے عربی حروف کے تلفظ کے لحاظ سے کی ہے۔ اور ان ۲۸ حروف کی نسبت فارسی تلفظ بھی وہی ہے اور فارسی مین سوائے حروف مندرجۂ نقشۂ مذکور پا۔ چیم۔ ژا۔ گاف۔ کا جمل وسیط یا بیّنات وہی ہوگا جو کہ با۔ جیم زا۔ کاف کے ذیل مین لکھا گیا ہے۔

لیکن جب زبان اردو مین جمل وسیط یا بیّنات پر عمل کیا جاوے تو حروف ذیل کا بیّنات نقشۂ بالا کے خلاف ہوگا اس لئے کہ ۷ احروف کا تلفظ اردو مین خلاف عربی و فارسی ہے اور صرف انہین حروف کو نقشۂ ذیل کے ذریعہ سے دکھلایا گیا ہے۔

ب یا پ		ت یا ٹ		ث	چ	ح	خ	ر یا ڑ	
بے - پے		تے - ٹے		ثے	چے	حے	خے	رے - ڑے	
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
ز یا ژ	ط	ظ	ف	ہ	ی				
زے - ژے	طوے	ظوے	فے	ہے	یے				
۱۰	۱۰	۱۶	۱۰	۱۰	۱۰				

بعض محققین کا خیال ہے کہ ان ۷ احروف کا جمل وسیط یا بیّنات اردو زبان مین حقیقت لفظ کے لحاظ سے ہوگا مثلاً اگر لفظ (قدر) جو زبان عربی کا لفظ ہے اردو مین مستعمل ہوا ہو تو (را) کا بیّنات بقاعدہ عربی (۱) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰) اسی طرح اگر لفظ (چمن) کا استعمال اردو مین ہوا ہو تو (چیم) کا بیّنات بقاعدہ فارسی جو عربی کے مطابق ہے (۵۰) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰)۔ اکثر اہل فن نے اس نزاکت کی جانب توجہ ہی نہین فرمائی بعض نے اس لئے اس بحث کو چھوڑ دیا کہ اس فن کو زبان اردو مین

لانا ہی پسند نہین فرمایا۔ بعض نے اس لئے سکوت اختیار فرمایا کہ اونکی تالیف اگرچہ ہندوستان مین شائع ہوئی لیکن زبان فارسی مین تھی انہون نے ضرورت زبان اردو کا خیال ہی نہین کیا۔

ہم یہ کہتے ہین کہ ہرگاہ اس فن کا رواج زبان اردو مین ہوچکا ہے تو ہماری راے یہ ہے کہ حرف کا تلفظ خواہ وہ حرف زبان عربی کا ہو یا فارسی کا۔ ہماری اردو زبان مین جسطرح ہوتا ہوا سی کے اعتبار سے بیّنات تجویز ہونا چاہیئے۔ مثلاً کہ (ث) عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی تلفظ مین اسکو (ثا) کہتے ہین اور فارسیون نے بھی اس کو (ثا) کہا ہے لیکن جب اردو زبان مین اس کا تلفظ (ثے) ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کا جمل وسیط یا بیّنات بلحاظ تلفظ عربی و فارسی (ا) لین اور بلحاظ تلفظ اردو (ا) نہ لین۔ بعض متاخرین کا یہ خیال ہے کہ صرف (ٹ) (ڈ) (ڑ) کے متعلق یہ عمل رہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڑ) زبان اردو کے خاص حروف ہین اور باقی حروف مین قاعدہ عربی و فارسی کی پابندی کی جاوے ہم کو اس آخر الذکر گروہ سے بھی اختلاف ہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڑ) اگرچہ اردو کے خاص حروف ہین جو فارسی اور عربی مین نہین ہین۔ لیکن (ت) اور (ر) یا اور اکثر حروف کی نسبت یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ زبان اردو کے حروف نہین ہین اصول ایک اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) جمل کبیر | بقول صاحب معدن الجواہر جمل کبیر مجموعہ ہے جمل صغیر اور جمل وسیط کا اور مرادف ہے زبر و بیّنات کا۔ یعنی ہر حرف کے اسم ملفوظی کے کل اعداد حروف کو اہل جمل نے جمل کبیر سے نامزد کیا ہے اور اس کو جمل کبیر کہنا اس لئے درست ہے

کہ یہ شامل ہے صغیر و وسیط پر۔ ہم جمل اصغر کے بیان مین کہہ آئے ہین کہ اہل جفر نے جمل کبیر کی تعریف وہ بیان کی تہی جو جمل اصغر پر گزری۔ لیکن شائقین فن جمل خود اس بات کا تصفیہ فرما سکتے ہین کہ تعریف کے لحاظ سے کس قسم کے لئے کونسا نام مناسب ہے۔ بعض محققین نے تعریف قدیمہ کو بیان کرتے ہوے کہا ہے کہ یہ قسم درحقیقت جمل کبیر ہے۔ بعض نے اس کو صرف زبر و بیّنات کہا ہے اور بعض نے جمل جامع صغیر و وسیط اسکا نام رکہا ہے لیکن جب کہ تعریفات ہمارے روبرو ہین تو ہم کو پرانی لکیر کے فقیر بن کر غلطی کی پیروی کرنے کی کچہہ ضرورت نہین ہے۔

جن حضرات نے جمل اصغر کا نام جمل کبیر رکہا ہے اونہون نے اسپر غور نہین فرمایا کہ ہرگاہ خود اونہون نے زبر کو جمل صغیر اور بیّنات کو جمل وسیط کہا ہے تو پہر جامع زبر و بیّنات کا نام بہی آخر کچہہ ہونا چاہیئے یا نہین جس اصول نے اون کو اسپر مجبور کیا کہ زبر کو جمل صغیر کہین اور بیّنات کا جمل وسیط نام رکہین وہی اصول ہم کو مجبور کرتا ہے کہ (جامع زبر بیّنات) کا نام جمل کبیر رکہا جاوے اور وہی اس کا مقتضی تہا کہ ہم قسم اول کو جمل اصغر سے موسوم کرین۔ اس لئے کہ قسم اول کا درجہ باعتبار قلّت اعداد جمل صغیر سے بہی کم ہے۔

نقشہ ذیل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین جس کا میزانی خانہ حامل اعداد جمل کبیر ہے۔

| الف | | |

جمل وسیط کے گزشتہ بیان میں ۱۷ حروف کے تلفظ اردو کی نسبت جو بحث ہمنے کی ہے وہ درحقیقت جمل کبیر سے بھی متعلق ہے۔
ہماری رائے کے مطابق زبان اردو میں اون ۱۷ حروف کا جمل کبیر حسب نقشۂ ذیل ہونا چاہیئے

ب یا پ			ت یا ٹ			ث			ج		
بے یا پے			تے یا ٹے			ثے			جے		
ب	ی	میزان	ت	ی	میزان	ث	ی	میزان	ج	ی	میزان
۲	۱۰	۱۲	۴۰۰	۱۰	۴۱۰	۵۰۰	۱۰	۵۱۰	۳	۱۰	۱۳

ح			خ			ر یا ڑ			ز یا ژ		
حے			خے			رے یا ڑے			زے یا ژے		
ح	ی	میزان	خ	ی	میزان	ر	ی	میزان	ز	ی	میزان
۸	۱۰	۱۸	۶۰۰	۱۰	۶۱۰	۲۰۰	۱۰	۲۱۰	۷	۱۰	۱۷

ط			ظ				ف			ہ		
طوے			ظوے				فے			ہے		
ط	و	ے	میزان	ظ	و	ے	میزان	ف	ی	میزان	ہ	ی	میزان
۹	۶	۱۰	۲۵	۹۰۰	۶	۱۰	۹۱۶	۸۰	۱۰	۹۰	۵	۱۰	۱۵

ی		
یے		
ی	ی	میزان
۱۰	۱۰	۲۰

(۵) جمل اکبر لفظ کبیر کے مقابلہ مین لفظ اکبر خود اس قسم کے وجہ تسمیہ کی تعریف کر رہا ہے چونکہ اس قسم جمل مین ایک حرف کے اعداد زبر و بینات یا جمل کبیر سے بہی تجاوز اور ترقی کرتے ہین لہذا اہل فن نے اصطلاح جمل مین اس کا نام جمل اکبر رکہا۔ طبّاعان عرب اس قسم کے موجد ہین۔ اس طرحپر کہ ایک حرف کے عدد جمل کو زبان عربی مین لکہتے ہین اور اس مکتوب کے اعداد کو اوس حرف کا عدد قرار دیتے ہین۔

مثلاً حرف (ا) کا عدد ایک ہے اور اس کو عربی مین احد کہتے ہین اور احد کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳ ہین۔ تو الف کو مساوی ۱۳ کا قرار دیا جاتا ہے۔

ہم عرض کرتے ہین کہ جمل اکبر کی رو سے ہر ایک زبان مین ہر ایک حرف کے اعداد مختلف ہون گے۔

نقشۂ ذیل صرف زبان عربی اور فارسی اور اردو کی مثال ہے

حرف	عدد جمل	تلفظ عدد بزبان عربی	جمل اکبر	تلفظ عدد بزبان فارسی	جمل اکبر	تلفظ عدد بزبان اردو	جمل اکبر
ا	۱	احد	۱۳	یک	۳۰	ایک	۳۱
ب	۲	اثنان	۶۰۲	دو	۱۰	دو	۱۰
ج	۳	ثلاثۃ	۱۴۳۱	سہ	۶۳	تین	۴۶۰
د	۴	اربعۃ	۶۷۳	چہار	۲۰۹	چار	۲۰۴
ہ	۵	خمسۃ	۱۱۰۰	پنج	۵۵	پانچ	۵۶
و	۶	ستّۃ	۸۶۰	شش	۶۰۰	چھ	۸
ز	۷	سبعۃ	۳۲۰	ہفت	۴۸۵	سات	۴۶۱

ح	۸	ثمانیۃ	۱۰۰۱	ہشت	۷۰۵	آٹھ	۴۰۶
ط	۹	تسعۃ	۹۳۰	نُہ	۵۵	نَو	۵۶
ی	۱۰	عشرۃ	۹۷۰	دہ	۹	دس	۶۴
ک	۲۰	عشرین	۶۳۰	بست	۴۶۲	بیس	۷۲
ل	۳۰	ثلاثین	۱۰۹۱	سی	۷۰	تیس	۴۷۰
م	۴۰	اربعین	۳۳۳	چہل	۳۸	چالیس	۱۰۴
ن	۵۰	خمسین	۷۶۰	پنجاہ	۶۱	پچاس	۶۶
س	۶۰	ستین	۵۲۰	شصت	۷۹۰	ساٹھ	۴۶۶
ع	۷۰	سبعین	۱۹۲	ہفتاد	۴۹۰	ستّر	۶۶۰
ف	۸۰	ثمانین	۶۵۱	ہشتاد	۷۱۰	اسّی	۷۱
ص	۹۰	تسعین	۵۹۰	نود	۶۰	نوّے	۶۶
ق	۱۰۰	مائۃ	۴۵۱	صد	۹۴	سو	۶۶
ر	۲۰۰	مائتین	۵۱۱	دوصد	۱۰۴	دوسو	۷۶
ش	۳۰۰	ثلاث مائۃ	۱۴۸۲	سہ صد	۱۵۹	تین سو	۵۲۶
ت	۴۰۰	اربع مائۃ	۷۲۴	چہار صد	۳۰۳	چارسو	۲۷۰
ث	۵۰۰	خمس مائۃ	۱۱۵۱	پنجصد	۱۴۹	پانسو	۱۱۹
خ	۶۰۰	ستمائۃ	۹۱۱	شش صد	۶۹۴	چھ سو	۶۴
ذ	۷۰۰	سبع مائۃ	۵۸۳	ہفتصد	۵۷۹	سات سو	۵۲۷
ض	۸۰۰	ثمان مائۃ	۱۰۴۲	ہشتصد	۷۹۹	آٹھ سو	۴۷۲

ظ	۹۰۰	تسع مائۃ	۹۸۱	نہصد	۱۴۹	نوسو	۱۲۲
غ	۱۰۰۰	الف	۱۱۱	ہزار	۲۱۳	ہزار	۲۱۳

جمل اکبر فارسی مین پنجصد کے عوض پانصد کے عدد لینا یا چہارصد کے عوض چارصد کے عدد بلحاظ محاورہ زبان فارسی محسوب کرنا درست اور جائز ہے اور اسی قسم کا تصرف ہر ایک زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ہوسکتا ہے

فارسیون نے جمل اکبر مین ایک نئی ایجاد کی ہے اور اس کو فن معمّی مین داخل کیا ہے جیساکہ مولانا - جامی علیہ الرحمہ کا معمّاے اسم طیّب اس کی مثال ہے وہو ہذا (ے) نام یارم سہ حرف دان بے رنج ۔ ہریکے در حساب پنجہ و پنج ۔ لفظ طیّب کو لیجیئے جس مین ۳ حرف ہین - ط - ی - ب - (ط) کے عدد نو ہین جس کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے عدد (۵۵) ہین بقاعدہ جمل اکبر - پھر (ی) کو لیجیئے جس کے عدد (۱۰) ہین دس کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور دہ کے عدد مجموعی (۹) ہین اور نو کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے اعداد (۵۵) ہین پھر (ب) کو لیجیئے جس کے عدد (۲) ہین اور دو کو فارسی مین دو ہی کہتے ہین - اور لفظ دو کے عدد (۱۰) ہین اور ۱۰ کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور لفظ دہ کے عدد (۹) ہین اور نو کا فارسی ترجمہ نُہ ہے اور لفظ نُہ کے عدد (۵۵) ہین ہر ایک حرف مین ایک ایک مرتبہ جمل اکبر کا بڑہتا گیا ہے - اور ہماری راے مین اس عمل کو جمل اکبر مع الترفّع کہنا چاہیئے - اگر کوئی مورخ اس صنعت مین تاریخ کہے تو اوس کو ضرور ہے کہ جمل اکبر مع الترفع کی صراحت کردے ورنہ وہ تاریخ معمّی کے دائرہ مین گہری رہے گی اور مورخ کا مقصد فوت ہوگا -

(۵) قواعد وضوابط جمل کا بیان

قاعدۂ عام استادان فن کا اسپر اتفاق ہے کہ حساب جمل مکتوب پر مبنی ہے نہ ملفوظ میر غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان میں بضمن ترجمہ شیخ محمد حیات سندی مدنی فرماتے ہیں کہ قال جدّی واستاذی مولانا السید عبد الجلیل البلگرامی فی بعض رسائلہ المعتبر فی الجمل المکتوب لا الملفوظ مثل لفظۃ اللہ یاخذون عنہا سبّاً وستین باعتبار الہیئۃ المکتوبۃ لو کان الاعتبار للتلفظ کان ینبغی ان تحاسب الالف التی تتلفظ بعد اللام (الخ) یعنی کہا ہے میرے جد اور میرے استاد (مولانا سید عبد الجلیل بلگرامی نے اپنے بعض رسائل میں کہ معتبر فن جمل میں مکتوب ہے نہ ملفوظ ۔ جیسا کہ اہل جمل لفظ اللہ کی عدد باعتبار ہیئۃ مکتوبہ کے ۶۶ لیتے ہیں اگر تلفظ کا اعتبار ہوتا تو الف کا عدد بھی محسوب ہوتا جو کہ لام کر بعد پڑھا جاتا ہے الخ) آپ ہی نے صنعت تاریخ کے بیان میں فرمایا ہے کہ بناء المورّخین علی الکتابۃ خلافاً لعلماء العروض واہل الدعوۃ فان بناءہم علی التلفظ لان مدار العروض علی الوزن ومدار الدعوۃ علی الذکر وکلاہما متعلقان بالنطق فہمزۃ اللہ محاسبۃ فی الجمل والفہا غیر محاسبۃ لکون الاولی مکتوبۃ غیر ملفوظۃ والثانیۃ بالعکس وعلی ہذہ الضابطۃ یعد المشدّد حرفاً واحداً (الخ) یعنی مورخین کی بناء کتابت پر ہے خلاف علماے عروض اور اہل دعوۃ کے پس بہ تحقیق علماے عروض اور اہل دعوۃ کی بناء تلفظ پر ہے ۔ اس لئے کہ عروض کا مدار وزن پر ہے اور دعوۃ کا مدار ذکر پر اور یہ دونوں نطق سے متعلق ہیں پس ہمزہ لفظ اللہ کا حساب جمل میں داخل ہوتا ہے اور الف اللہ کا محسوب نہیں ہوتا کیوں کہ ہمزہ

مذکور مکتوبی ہے اور غیر ملفوظ اور الف اس کے عکس ہین اور اسی ضابطہ حرف مشدّد وایک گنا جاتا ہے ۔ الخ

پھر آپ ہی نے خزانہ عامرہ مین بضمن ترجمۂ ناصر علی سرہندی فرمایا ہے کہ اہل جمل کے نزدیک کتابت معتبر ہے نہ تلفظ اور یہ اہل عروض و اہل دعوت کے خلاف ہے ۔

نصر الوفائی الہوریني نے مطالع النصریہ مین فرمایا ہے کہ حساب الحروف بالجمل فی عمل التواریخ بالحروف علی حسب ما یکتب (انتہی) یعنی عمل تواریخ مین حساب جمل حروف کا بلحاظ کتابت ہوتا ہے ۔

صاحب معدن الجواہر محققین متذکرۂ بالا کے حوالہ سے فرماتے ہین کہ حساب جمل مین حروف مکتوب کا معتبر ہونا متحقق ہو چکا پس لفظ مصطفی کا آخر حرف یاے حطی محسوب ہوگا اگرچہ یا نہین پڑہی جاتی ۔ اور لفظ صلوٰۃ مین واو کے عدد لئے جاوین گے اگرچہ وہ تلفظ سے خارج ہے ۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس زبان مین تاریخ لکھنا مقصود ہے اوس کے رسم الخط سے مورخ کو واقف ہو رہنا ضرور ہے ورنہ مورخ کی محنت غلطی رسم الخط کی وجہ سے ضائع جانے اور مادّہ تاریخ کے غلط ہونے کا اندیشہ رہے گا اگرچہ رسم الخط السنہ کی متعلق متعدد مختصر سے رسائل لکھے گئے ہین لیکن خاص کر اسی بیان کے حصہ آیندہ مین ہم کسیقدر اس کو بہی بیان کرین گے اگر کسی آیۂ قرآنی سے مادّہ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی کی پابندی ہونی چاہیئے اس لئے کہ عربی الفاظ کے عام رسم الخط کے مقابلہ

مین رسم الخط کلام پاک مخصوص ہے۔

قواعد خاص | ہم اس بیان مین مناسب خیال کرتے ہین کہ اپنے سلسلۂ بیان کو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی کرین اور ہر ایک حرف کے ضمن مین رسم الخط زبان عربی و فارسی و اردو کے مختصر سے قواعد بھی بیان کرتے ہوے چلین۔ تاکہ یہ کتاب شائقین فن جمل کو رسائل رسم الخط سے بھی ایک حد تک مستغنی کر دیوے۔ جس قدر قواعد خاص اس بیان مین لکھے جاوین گے وہ تمامتر اوسی اصول عام پر مبنی ہین جو گزشتہ حصہ مین گزرا۔

(الف)

(۱) عربی اور فارسی زبان مین جو الف صدر کلمات مین واقع ہوتا ہے وہ درحقیقت ہمزہ ہے۔ لیکن بدین وجہ کہ وہ کتابت مین الف کی شکل مین لکھا جاتا ہے اہل جمل کے پاس وہ الف ہی ہے اور اس کا عدد جمل ایک ہے جیسے۔ ابن۔ ام۔ امرداد۔ اسفندار۔ وغیرہ۔ اردو والے اس کے خلاف ہین یعنی وہ ہمزۂ صدر کلمات کو بھی الف ہی مانتے ہین نہ ہمزہ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ ہمزہ پر فرماتے ہین کہ اردو مین ہمزہ وہ منحنی لکیر ہے جو لام الف کے بعد بشکل (ء) آتی ہے۔ پس الف کی نسبت ہمارے مقصد کے لئے صرف یہ کلیہ کافی ہے کہ کتابت حروف لفظ مین جو ہمزہ الف کی شکل پر لکھا جاتا ہے اعم ازینکہ وہ تعریفاً ہمزہ ہو یا الف لیکن باغراض جمل الف سمجھا جاوے گا اور اسکا ایک عدد محسوب ہوگا۔

(۲) قدیم رسم الخط مین الف ممدودہ کو دو الفون کی شکل مین لکھنے کا دستور تھا فرہنگ جہانگیری وغیرہ مین اس طریقہ کی مثالین اب تک موجود ہین لیکن متاخرین

فارس نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے اور اب الف پر ایک چھوٹا سا مد لکھدیا جاتا ہے اردو کے رسم الخط مین بھی یہی طریقہ ہے لیکن عربی والون نے ابتک دو الف لکھنیکا طرز جاری رکھا ہے تاہم دوسرا الف جو بعوض مد ہوتا ہے وہ قدیم بہت چھوٹا لکھا جاتا ہے جیسے لفظ اٰمنو کا دوسرا الف اگرچہ قرائت خود بتلا رہی ہے کہ دو الف کی وجہ سے مد کی آواز پیدا ہوتی ہے لیکن رسم الخط عربی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حروف لفظ مین پہلا ہمزہ جو بشکل الف ہے وہ ایک ہی ہے اور دوسرا چھوٹا الف کھڑا زبر ہے جس سے اوسی مد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو فارسیون کی کتابت مین مروّج ہے۔

پس اہل حمل کا اتفاق اسی پر ہے کہ لفظ اٰمنو مین چھوٹا الف اس لئے محسوب نہ ہوگا کہ وہ کھڑا زبر ہے۔

صاحب بہجۃ المرجان نے درست فرمایا ہے کہ یعدّ المشدّد حرفاً واحداً کالمشدّد وکذالک الہمزۃ الممدودۃ کامن (انتہی) یعنی مشدّد ایک ہی شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ لفظ مشدّد اور یہی حکم ہے ہمزہ ممدودہ کے لئے جو لفظ اٰمن مین ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ حرف ہمزہ در زبان عربی و فارسی و ترکی و ہندی ہرگاہ در صدر کلمہ پیش از الف واقع شود بکتابت در نیاید و علامتش در عربی و ترکی فتحہ راست بصورت الف خرد کہ بالاے الف می نویسند مثل اٰبار و اٰدم و در فارسی و ہندی خطک کج عرضی کہ آنرا مدی نامند بالاے چنین الف کہ آنرا ممدودہ می گویند می نگارند مثل آباد و آزاد و آمدن و چنین ہمزہ در حساب جمل محسوب نہ میشود کہ حرفے نباشد۔

صاحب فادہ تاریخی کا بھی یہی مذہب ہے اور کلام استادانِ فارس مین بھی

اسی قاعدہ پر عمل پایا گیا ہے جیسا کہ محتشم کاشی نے شہزادہ روم کی آمد مین ایک تاریخ لکہی ہے جس مین الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہوا ہی وہ ہذا

تاریخ آن قران طلبیدم ز عقل گفت		بوسید کامجوی جوان شاہ را رکاب
تاریخ آن مقارنہ کردم سوال گفت		ماہ عجب رسید بیا بوس آفتاب ۹۵۲

سنجر طہرانی نے سنہ ہجری مین مدح شاہ جہانی مین ایک قصیدہ لکہا ہی جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکالی ہے ۔ اس قصیدہ مین بہی الف ممدودہ کا عدد ایک ہی محسوب ہوا ہے ۔ یہ مصرع اسی قصیدہ کا ہے (ع) زجود شاہ جہان بادشاہ ملک آرائے (۱۰۰۰)

اس مین کچہہ شک نہین کہ متقدمین فارس مین اس کا رسم الخط دوالف کے ساتہ تہا جیسا کہ بعض فرہنگ ہائے فارس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور غالباً انکا یہ طرز عربی رسم پر مبنی تہا جو اب تک قائم ہے لیکن جب متاخرین نے اس کو بدلدیا اور رسم الخط عربی کی حقیقت کی صراحت عربون نے کردی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے تو پہر کوئی وجہ نہین ہے کہ کلیہ عام اور قواعد کے برخلاف الف ممدودہ کے عدد دو محسوب ہون ۔ صاحب ملخص تسلیم کو اصرار ہے کہ الف ممدودہ کا عدد دو ہی محسوب ہون اور مرزا محمد جعفر اوج نے اپنی تالیف ارمغان مین بہی انہین کے ساتہ اتفاق فرمایا ہے اور سنہ مین کلیم ہمدانی کی تاریخین پیش ہوئی ہین جن کی نقل ذیل مین کیگئی ہی

بہر تاریخ قران کرد رقم کلک سلیم		مہد جمشید بسیر منزل بلقیس آمد
	دلہ	
داد ایزد بہادشاہ جہان		خلفے ہمچو نو گل شاداب

چون بدین مژدہ آفتاب انداخت طبع دریافت سال تاریخش		افسر خویش بر ہوا چو حباب ز درقم آفتاب عالمتاب ۱۰۲۹ − ۱ = ۱۰۲۸
	ولہ	
از جلوۂ شاہدانِ فرّخ پے فتح تاریخ فتوحات شہنشاہِ جہان		داد از پے ہم ساقی دوران مے فتح بنوشت کلیم آمدہ فتح از پے فتح ۱۰۴۷

ہم کہتے ہین کہ کلیم ہمدانی کا پایہ فن جمل مین کچھہ ایسا بلند نہ تہا جس کی سند ہم قاعدہ عام اور استادان فن اور ائمہ جمل کے قول کی خلاف ورزی کرین ائمۂ جمل کی احتیاط اس درجہ مین تہی کہ وہ مختلف فیہ مسائل مین مذاہب مختلفہ کا ذکر کرکے یہ لکہدیتے تہے کہ خواہ اسپر عمل کرو یا اوسپر لیکن اس خاص مسئلہ مین اون کی رائے قطعی ہے۔ اور استادان عجم نے بالاتفاق اسی کی پیروی کی ہے۔ صرف کلیم ہمدانی کا کلام اس کلّیۂ عام کے خلاف عمل کرانے کے لئے کافی نہین ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اپنی رائے کے خلاف عمل کرنے والے استادونکو بہت کچھہ بُرا بہلا کہا ہے اور سخت سُست الفاظ مین اون کو یاد کیا ہے اور اسی کے ساتہ یہ بہی فرمایا ہے کہ ہماری تاریخون مین الف ممدودہ کے دو عدد محسوب ہوئے ہین ہم کو بہت افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے یہ اچہا نہ کیا۔ ایسا طرز ایک فاضل مؤلف کے شایان نہین ہے کہ ایک ایسے مسئلہ مین جس مین بلند پایہ محققین کا اتفاق ہے زبان درازی کرین۔ آپ کی پیروی وہی لوگ کرین گے جن کو یہ طرز پسند ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہو۔

محتشم کاشی اور سنجر طہرانی کے سوا جن کے کلام کی سند ہمنے اوپر لکہی خواجہ

حسن ہروی نے بہی اپنے ایک قصیدہ تاریخی مین کئی جگہ الف ممدودہ کا استعمال کیا ہے جس کا صرف ایک ہی عدد لیا ہے۔ ہمنے اس قصیدہ کے چند اشعار کو اسی بیان مین حرف ک کر ذیل مین نقل کیا ہے جن مین کئی جگہ الف ممدودہ سے کام لیا گیا ہے مغز ناظرین اوسکو ملاحظہ فرمائین۔

(۳) جو ہمزہ کہ وسط کتابت مین بشکل الف لکہا جاتا ہے جیسے (سائل) مین سین کے بعد۔ وہ بہی اہل حمل کے پاس الف ہے اگرچہ عربون نے اس ہمزہ کا اظہار تکرار آسیلئے کیا ہے کہ قاری کو اس کی اطلاع رہے کہ یہ الف نہین ہے بلکہ ہمزہ ہے تاہم اہل حمل نے صورت کتابت کو معتبر خیال کرکے اوس کو الف مانا ہے پس لفظ (سائل) کے اعداد (۹۱) محسوب ہون گے۔ لفظ (سال) مین فارسیون نے حرف دوم کو الف ہی مانا ہے اسی طرح اردو مین بہی لفظ (چال)، (ڈہال) کا حرف دوم الف ہے۔ صاحب معدن الجواہر نے بہی اس کا ذکر فرمایا ہے اور لکہا ہے کہ اگرچہ لفظ (حینئذٍ) حین اذا کا مخفف ہے اور حین اذا مین ہمزہ بشکل الف موجود ہے لیکن چونکہ حینئذ کی کتابت مین شکل الف متروک ہے لہذا اس کا ہمزہ محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ ہمزہ کے بدلے یا کے عدد محسوب ہون گے برخلاف اس کے سائل مین حرف دوم الف محسوب ہوگا اس لئے کہ رسم الخط نے اس کی صورت کتابت کا فیصلہ کردیا ہے

(۴) لفظ موسیٰ کا الف مقصورہ اگرچہ کتابت مین چہوٹا سا قد لئے ہوئے موجود ہے لیکن وہ کتابت کے قاعدہ سے الف نہین ہے اس لئے کہ کتابت مین اس کے عوض یا موجود ہے اور اشارۂ الف مختصر صرف ایک رسم الخط کی علامت ہے تاکہ قاری اس یا کو الف کی آواز مین پڑہے اور قاعدۂ رسم الخط مین اس علامت کا ترک

بھی جائز ہے پس لفظ موسیٰ کے اعداد ۱۱۶ محسوب ہون گے۔

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن ضائع تاریخ لکھا ہے کہ الالف التی تکتب علی صورۃ الیاء تعدّ یاءً کحصیٰ ویحییٰ (انتہیٰ) یعنی جو الف یا کی صورت مین لکھا جاتا ہے وہ یا شمار ہوگا جیسے حصیٰ ویحییٰ۔

(۵) رسم الخط عربی مین کبھی الف وسط کلمہ مین آتا ہے اور پڑھنے مین ظاہر ہوتا ہے اور اوس کے وجود کی علامت کھڑے زبر کے ذریعہ سے کتابت مین بھی ہوتی ہے لیکن حروف مکتوبہ مین داخل نہین سمجھا جاتا جیسے لفظ صلوٰۃ کا الف اور یہی کیفیت لفظ اِلٰہ اور اللہ اور رحمٰن اور اسحٰق و لٰکن و ہٰذا کے الف کی ہے۔ اس کے متعلق اہل جمل کا یہی حکم ہے کہ رسم الخط کے تابع رہو۔ یعنی اگر کسی آیۂ قرآنی سے تاریخ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی معتبر ہوگا یعنی رحمٰن مین الف محسوب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کتابت لفظ مین داخل نہین ہے اور کھڑے زبر کے حکم مین ہے یہی حکم لفظ اِلٰہ اور اللہ کے لئے ہے۔ اور یہی عمل لفظ اسحٰق مین ہوگا۔ لٰکن اور ہٰذا مین رسم الخط عربی نے تصفیہ کر دیا ہے کہ لام لٰکن کے بعد کا الف اور نیز ہا ہٰذا کے بعد کا الف۔ الف نہین ہے بلکہ کھڑا زبر ہے۔ پس ان تمام الفاظ مین الف داخل حساب جمل نہ ہوگا۔ محققین جمل نے اس کے متعلق کافی صراحت کی ہے۔

لیکن جن الفاظ مین رسم الخط فارسی نے الف کو داخل لفظ کیا ہے اوس کو حساب جمل مین محسوب کرنا فارسیون کے لئے لازمی ہے جیسا لفظ سلیمان جسکی کتابت فارسی مین الف موجود ہے۔

حکیم کاشی نے جلوس شاہجہان کی تاریخ مین ایسے الف کو محسوب نہین فرمایا ہے

اور ہماری رائے مین اون سے تسامح ہوا ہے اس لئے کہ اونہون نے مادۂ تاریخ زبان فارسی مین لکھا اور رسم الخط کے خلاف عمل کیا۔ اگر رسائل رسم الخط فارسی سے لفظ سلیمن مین صرف کہڑا زبر لکھنا جائز قرار پائے تو مورخین پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بادشاہِ بحر و بر شاہِ جہان	کز سخا چون مہر تابان آمدہ
سال تاریخ جلوسش گفت چرخ	وارث ملک سلیمن آمدہ
	۱۰۳۷

(نوٹ) اس تاریخ مین بہی الف ممدودہ کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی تقریب پر اسیر شوقی نے بہی تاریخ کہی ہے جس سے ۱۰۳۷ کی تصدیق ہوتی ہے

بادشاہ جہان و شاہ جہان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر خلائق و عالم	تا جہان باد در جہان باشد
	۱۰۳۷

باقر گیلانی نے تاریخ جلوس بادشاہ عالم گیر مین عبارت ذیل کے ہر ایک فقرہ سے تاریخ نکالی ہے اور لفظ رحمن مین بقاعدۂ رسم الخط فرقانی الف کو ترک کیا ہے۔

آفتاب ملک احسان سایۂ رحمن	۱۰۶۸ پناہ تاجوران عالم و عالمیان ۱۰۶۸

(نوٹ) اس تاریخی عبارت مین بہی الف ممدودہ کا ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے جس کی بحث گزر چکی۔

مرزا بدیع نصیر آبادی نے تاریخ قصر شاہ سلیمان مین الف لفظ سلیمان کو حذف کیا ہے اور رسم الخط فرقانی کی پابندی کی ہے۔

چون شاہ سلیمن شہ اقبال بلند		شد بانی این سکن بہجت پیوند
۱۰۸۰		۱۰۸۰
از جشن و نشاط و کامگاری دائم		وروے جاے بادشہ دولتمند
۱۰۸۰		۱۰۸۰

ہماری راے مین ان استادون نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اگر ان کے اس کلام کی سند سے فارسی کے رسم الخط کو لفظ سلیمان کی نسبت رسم الخط قرآنی کے مطابق تسلیم کیا جاے تو پھر کوئی اعتراض باقی نہین رہتا۔

مجتہد العصر مولانا ولدار علی نے تاریخ وفات نواب آصف الدولہ مین دو کھڑے زبر کو الف محسوب فرمایا ہے۔

ہنہار روحٌ وریحانٌ وجنّت النّعیم ۱۲۱۲ ہجرے

مولانائے الفاظ (ہنہا) اور (جنّت) دونون مین کھڑے زبر کو الف قرار دیکر ان کے عدد محسوب فرمائے ہین۔ اور یہ اون کی بدیہی غلطی اور قاعدۂ جمل کی خلاف ورزی ہے۔

(۶) لفظ اطیعوا کا الف آخرہ اگرچہ پڑہنے مین داخل نہین ہے لیکن بہ نیوجہ کہ کتابت مین بلحاظ رسم الخط الف موجود ہے حساب جمل مین الف محسوب ہوگا یعنی (اطیعوا) کے عدد ۹۷ شمار ہون گے۔ مولانا مولوی عبد الباسط نے وفات دلاور خان شاہ جہان پوری کی تاریخ لہم دار السلام عند ربّہم بما کانوا یعملون (۱۱۴۰) لکہی ہے اور موافق قاعدہ ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے بہی اسکو تسلیم فرمایا ہے اور اس مین استادان جمل کو کوئی اختلاف نہین ہے۔

(۷) اسی طرح الف وصل بعض وقت باوجودے کہ کتابت مین ہوتا ہے مگر قرأت مین نہین آتا یہ حساب جمل مین محسوب ہوتا ہے جیسا کہ (الا اللہ) کے عدد (۹۸) محسوب ہوتے ہین۔

فارسی مین جو ہمزۂ وصل لفظ بودہ است کے وسط مین آتا ہے اس کی مختلف اشکال ہین۔ فارسیون کا قول ہے کہ بعد ہاے ہوز چنین الف حذف نحواہد شد چنانچہ کردہ است و بودہ است اگرچہ اس کو کردست یا بودست پڑہین لیکن کتابت مین ہ اور ا دونون کو قائم رکھنا چاہیئے۔ پس اسی قاعدہ کو لحاظ سے حساب جمل پابند کتابت رہے گا۔

پہر فارسیون نے کہا ہے کہ بعد حرف با و حرف نون چنین الف حذف خواہد شد

(۵) زچشمش حال میخانہ خراب است ✤ کہ ساقی ہمچو مے پادر رکاب است (۵)

غیرت ابر بہاران چشم گریان منست ✤ یک چمن گل کردہ بر ہر نوک مژگان منست

اسی طرح فارسیون نے الف بعد الف کو بہی حذف کرنے کا حکم دیا ہے جیسے (ع) عشق خانہ خراب مولد ماست ✤

پس قاعدہ یہ ہے کہ قواعد فارسی نے جس الف کو کتابت مین حذف کرنیکا حکم دیا ہے وہ نہ کتابت مین قائم رہے گا اور نہ حساب جمل مین اور جس الف وصل کو قواعد فارسی نے کتابت مین قائم رکھا ہے وہ نہ کتابت سے حذف ہوسکیگا اور نہ حساب جمل سے۔ ہم نے اس موقع پر بعض قواعد فارسی کا ذکر تمثیلاً کیا ہے ہمارا یہ بیان قواعد فارسی کا جامع نہین ہے اور نہ جامعیت کا موقع اور محل ہے جو کچھہ ہمنے بیان کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔

(۸) اسیطرح لفظ زیداً کا الف تنوین حالت نصب مین داخل کتابت تو ہے لیکن بجز حالت وقف کے پڑہا نہین جاتا بعض شعرانے حالت وقف مین بہی اس کو عروض شعر سے خارج رکہا ہے لیکن بدین وجہ کہ کتابت مین اس کا وجود ہے لہذا حساب جمل مین محسوب ہوگا۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ فارسیون نے بعض وقت اس کا قافیہ نون کے ساتہ باندہا ہے جیسا کہ مولوی معنوی نے (ہ) موسیا دیدیں فرعون زمن ۔ نرم باید گفت قولاً لیّناً ۔ آپ فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین لفظ لیّناً کا الف نون کی قائم مقامی چاہتا ہے۔ ہم اس کو تسلیم نہین کرتے اس لئے کہ قاعدہ جمل کتابت کی پابندی کا حکم دیتا ہے قرائت کو اس مین کچہہ دخل نہین ہے فارسی مین ایسا قافیہ درست ہے یا نہین وہ دوسری بحث ہے جس کا یہ محل نہین ہے۔ بہرحال لیّناً کا آخر حرف حساب جمل مین الف محسوب ہوگا اور اس کا ایک ہی عدد لیا جاوے گا۔

ب

اگرچہ ب کے متعلق ہم کو کسی قاعدۂ خاص کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے لیکن صرف اس قدر عرض کر دینا مناسب خیال کرتے ہین کہ رسم الخط فارسی مین وہ بائے عربی جو بمعانی مختلفہ مستعمل ہوتی ہے یا بائے زائدہ جو ابتدای الفاظ مین واقع ہوتی ہے بخصوصیت الفاظ زبان فارسی۔ غیر افعال مین کبہی لفظ کے ساتہ متصل لکہی جاتی ہے اور کبہی منفصل اور بصورت ثانی اظہار حرکت فتحہ کے لئے اس بائے مختفی بڑہائی جاتی ہے۔

جیسے بسر و بتن جس کو رسم الخط نے اجازت دی ہے کہ لفظ سر و تن سے
بے کو جدا بھی لکھہ سکتے ہین مثلاً بہ سر و بہ تن محققین رسم الخط نے قواعد مدونہ کے
ذریعہ سے یہ بات نہین دکھلائی ہے کہ کن الفاظ مین بے کا متصل لکھنا ضرور ہے اور
کن حالات مین جدا لکھنا لازم ہے۔ بلکہ کاتبین کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الفاظ
عربی کے سوا جو فارسی مین مستعمل ہون الفاظ زبان فارسیمین جو غیر افعال ہون چاہین
بے کو حروف لفظ کے ساتہ ملا کر لکھین یا ہاے مختفی کے ساتہ جدا۔

صورت آخرہ مین جمل کا قاعدہ عام اس کا متقاضی ہے کہ بلحاظ کتابت ایسی
بے کے عدد ہاے مختفی کے ساتہ (۷) محسوب ہون محققین فن کی راے یہ ہے کہ ہاے
مختفی کا عدد ہرگز محسوب نہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کلیۂ متذکرۂ قاعدہ عام کے قائم کرنے
کے لئے مورخین کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس قسم کی بے کو متصل بہ لفظ لکھا کرین اور
منفصل لکھنے کا قصد ہی نہ کرین گو کہ رسم الخط نے اوس کی اجازت دی ہو۔

اگر اس ہدایت کی پابندی نہ ہوگی تو مادۂ تاریخ خطرہ مین رہے گا یعنی اگر
(بسر یا بفرق) کو مورخ نے (بہ سر و بہ فرق) لکھہ کر بے کے عدد کو ہاے مختفی کے ساتہ
محسوب کیا ہو تو ممکن ہے کہ نقل نویسی مین کبھی بے کا اتصال لفظ سر و فرق کے ساتہ
واقع ہو اور ہاے مختفی کے پانچ عدد کا گہٹا مادۂ تاریخ کو برباد کرے۔ اس لئے محتاط
طریقہ یہی ہے کہ فن جمل کے اغراض کے لحاظ سے ب کو ملا کر لکھین۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ اکثر مردم این عصر بای موحدہ را بصوت

(بہ) می نویسند و عددش ہفت می گیرند این ہفت مشتاق ہفت ہشت ست کہ بر
زبونی فکر و عاجزی طبیعت آنہا دلیل قوی دارد کہ در کلام اساتذہ بای موحدہ باشتراک

ہا نیامدہ است ۔ ہم نہ اس درشت بیانی کو پسند کرتے ہین اور نہ مطلق العنانی کو قواعد فن سے کام لینا چاہیئے ۔ اور عقل سلیم بہی اس تصفیہ کے لئے موجود ہے کہ استادون نے جو کچھہ کہا ہے وہ کن خوبیون پر مبنی ہے ۔

شعرائے عجم کا بہی یہی مذہب ہے ۔ ملا محتشم کاشی نے جلوس شاہ اسمعیل مین ایک رباعی لکھی ہے جس کے آخر شعر مین بائے موحدہ کو متصل لکھہ کر صرف دو عدد بنائین

در ہر قدمش دلا بہ از اہل جہان		دانند بلاف مہر شاہ اسمعیل
۹۸۴		۹۸۴

حضرت استادی معنی دکہنی اپنے رسالۂ مناظرہ معنی مین فرماتے ہین کہ جائے کہ کتابت صورت کلمہ بدنماید و برخوانندہ نوعے دشواری در نظر کردن آید ۔ می نویسند چون بہ بینند و نمی نویسند چون ببینند و جائیکہ چنین نیست متصل نویسند چون بخور و بہین و بخدا اگر کسے برائے پر کردن اعداد تاریخ چنین نویسد بہ خور بہ بین ۔ بہ خدا ۔ و برائے کم کردن اعداد چنین نویسد ۔ ببینند ۔ خلاف رسم الخط باشد و نزد مورخان محققین ناجائز ۔

ہم اس کو نقل کرنے کے بعد اس قدر اضافہ ضرور کرین گے کہ صاحبان رسم الخط نے اس بائے موحدہ کے متصل یا منفصل لکھنے کا کوئی تصفیہ نہین کیا ہے یہی وجہ ہے کہ محتاط محققین جمل نے اس ب کی نسبت وہ فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے اوپر لکھا ۔ اگر رسم الخط مین بطور کلیہ کے کوئی قاعدہ بیان ہوتا یا اس قاعدۂ رسم الخط کی کوئی سند ہا تہ آتی جس سے ہم اس وقت تک محروم ہین تو آسانی کرسکتے ہم اُس کی پیروی کرسکتے ۔ اس لئے کہ اعداد جمل کا دارومدار رسم الخط پر ہے ۔

ت

تاے عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال مین لکھی جاتی ہے۔

(۱) دراز جیسے (ت) جس کا نام عربی مین تاے مبسوط ہی۔ اور اردو مین لانبی تے

(۲) دوسری گول جیسے (ۃ) اس کو عربون نے تاے مدوّر و مربوط کہا ہے اور اردو والون نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے بھی۔

عربی مین بعض خاص مقامات پر تاے مبسوط مستعمل ہے۔

(۱) جس لفظ مین تاے اصلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن مین چند خاص الفاظ ہین جن کی تے تاے اصلی کے حکم مین داخل کی گئی ہے۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات بنت۔ اخت۔ کیت۔ ذیت۔ لیت۔ وغیرہ۔

(۲) جس لفظ مین تاے جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنات۔ جہات وغیرہ

(۳) جس لفظ مین تاے علامت تانیث فاعل ہو جو فعل مین آتی ہی جیسے فعلت۔

(۴) جس لفظ مین تاے ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلتَ فعلتِ۔ فعلتُ۔

ان کے سوا جو تاے تانیث اسم مین واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے فلاحۃ۔ ملاحۃ۔ حفاظۃ۔ وغیرہ۔

جب کبھی تاے مدوّر حالت وقف مین ہو۔ تو اوس کی کتابت سے نقطون کا حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل ہاے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرائت مین بھی (ہے) کی آواز۔ پس دراز تے یعنی تاے مبسوط کے عدد تو اہل جمل کے پاس بالاتفاق ۴۰۰ ہین لیکن تاے مربوط کے اعداد مین اختلاف ہے اور اسی اختلاف

کی وجہ سے ۳ مذہب قائم ہو چکے ہین۔
(۱) عموماً گول تے کے عدد مثل دراز تے کے ۴۰۰ محسوب کرتے ہین۔
(۲) عموماً گول تے کو (ہے) قرار دیکر اس کے پانچ عدد لیتے ہین۔
(۳) گول تے کے عدد حالت وقف مین پانچ لیتے ہین اور غیر وقف مین ۴۰۰۔

نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل جمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط پر مبنی ہے اور رسم الخط مبنی بر حقیقت ہے۔ صاحبان رسم الخط نے تاے مربوط یا مدوّر کے لئے گول شکل د و نقطون کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدوّر کا نام تی ہی ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ کرین۔ اگر حالت وقف مین اس کے نقطون کا حذف کرنا جائز ہوا ہو اور نقطون کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہو جاتی ہو اور وقف کی وجہ سے قرائت مین اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتباری عمل سے اس کی حقیقت زائل نہین ہوتی۔ اگر نحویین نے اپنی اصطلاح مین اسکو ہاے تانیث سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل نہین کرتا پس تاے مدوّر کے عدد ہر حالت مین ۴۰۰ محسوب ہونے چاہیین

نمبر ۲ اس کے خلاف ہین اون کی راے مین گول تے بلحاظ صورت کتابت (ہے) ہے۔ اور بدین وجہ کہ جمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا ہے لہذا ان کی راے مین گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہیین اس لئے کہ کتابت مین اس کی شکل مثل ھ کے ہے اعم ازین کہ وہ حالت وقف مین ہو یا غیر وقف مین اون کا قول ہے کہ ہرگاہ نحویین نے گول تے کو ہاے تانیث

سے نامزد کیا ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ اس ھے کے عدد ۰۰۵ محسوب کیے جاوین

نمبر ۳ کہتے ہین کہ گول تے غیر حالت وقف مین - بلاشبہ تے ہے اس لئے کہ اس کی صورت خاص لفظون کے ساتہ تے ہی کے نام سے موضوع ہے اور قرائت مین اس کی آواز سے بہی تے ہی کا وجود ثابت ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ اس کے عدد ۰۰۵ محسوب نہ ہون البتہ حالت وقف مین اس کا عدد پانچ محسوب ہونا چاہیئے اس لئے کہ کتابت سے نقطے بہی حذف ہو جاتے ہین اور قرائت مین آواز بہی بدلجاتی ہے اور اس کی شکل اور ھے کی شکل مین کوئی فرق بہی باقی نہین رہتا اور نحویین نے اس کو ھے ہی سے تعبیر کیا ہے لہذا کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کے عدد ۰۰۵ محسوب کرین -

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن ترجمہ شیخ محمد سندی - مدنی بحوالہ کتاب عقد الجواہر للشریف محمد بن ابی بکر الشلی الباعلوی فرمایا ہے کہ فاذا اتفق اللفظ والرسم فذالک واضح وان اختلفا کحمزۃ و طلحۃ التلفظ بالتاء والرسم بالہاء فقیل المعتبر المرسوم دون الملفوظ وقیل الاعتبار باللفظ لا بالرسم - قال الشریف عبداللہ المدہر الیمنی - القول الاول المعول علیہ والثانی نادر -

یعنی جب تلفظ اور رسم الخط مین اتفاق ہو تو کوئی جہگڑا ہی نہین ہے لیکن اگر دونون مین اختلاف ہو جیسے لفظ (ہمزہ) اور (طلحہ) جس کا تلفظ تے کے ساتہ ہے اور کتابت ھے کے ساتہ تو اس حالت مین بعض نے کہا ہے کہ کتابت معتبر ہے برخلاف قرائت کے اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ معتبر ہے نہ رسم الخط - اور شریف عبداللہ مدہر یمنی نے قول اول کو معتبر کہا ہے اور قول دوم کو نادر -

اکثر اہل تحقیق نے ان اقوال کو بیان کرتے ہوے اپنی راے سے سکوت اختیار کیا ہے اور بعض انہین اقوال کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہین ۔

پھر غلام علی آزاد بلگرامی ہی نے بعض رسائل عبد الجلیل بلگرامی سے نقل کیا ہے کہ تاء التانیث التی تکتب علی صورۃ الہاء یاخذون عنہا خمسۃ لا اربع مائۃ اعتبارًا للصورۃ الخطیۃ ولامشاحۃ فی الاصطلاح وللحریری فی المقامات خطبۃ غیر منقوطۃ وقعت فیہا مسادرۃ الاعلال ومصادمۃ المال والآل فاعتبر التاء الوقفانیۃ فی القرینتین غیر منقوطۃ مع انہا لیست فی الحالۃ الوقفیۃ وتلفظ منقوطۃ لانہا ترسم علی صورۃ الہاء وہی عاطلۃ عن النقطۃ ۔ ثم تاء التانیث اذا لم تکتب علی صورۃ الہاء تکون علی اصلہا ویوخذ عنہا اربع مائۃ مثلا اذا الحق بالمسادرۃ والمصادمۃ ضمیر ویقال مسادرتہ ومصادمتہ (الخ) یعنی وہ تاے تانیث جو (ھے) کی شکل مین لکہی جاتی ہے اہل جمل اس کے پانچ عدد لیتے ہین نہ چار سو ۔ اور یہ عمل صورت خط کے اعتبار سے ہے ۔ اور نہین گرفت ہے قرار دادمین

اور مقامات حریری مین ایک خطبہ غیر منقوطہ ہے جس مین الفاظ مسادرۃ الاعلال ومصادمۃ المال والآل واقع ہوے ہین ۔ پس ان دونون الفاظ مین صاحب حریری نے تاے وقفانیہ کو بدون نقطون کے استعمال کیا ہے باوجود اس کے کہ حالت وقف مین نہین ہے اور باوجودے کہ نقطون کے ساتہ پڑہی جاتی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (تے) (ھے) کی شکل مین لکہی جاتی ہے اور (ھے) نقطون سے خالی ہے ۔ پس تاء تانیث جب صورت (ہ) پر

نہ لکھی جاے تو اپنی اصلیت پر رہے گی اور اوس کے عدد چار سو محسوب ہون گے مثلاً جب کہ لفظ مساورۃ اور مصادمۃ کے ساتہ ضمیر لاحق ہو اور کہا جاے مساورتہ ومصادمتہ۔ (الخ)

پہر آزاد نے صنعت تاریخ کے ذیل مین لکہا ہے کہ وتار التانیث التی علی صورۃ الہاء وان لم تکن فی الحالۃ الوقفیۃ تعد ہاء کحمزۃ وطلحۃ (انتہی) یعنی تاے تانیث جو کہ (ۃ) کی صورت مین لکہی جاتی ہے اگرچہ وہ حالت وقف مین نہ ہو تاہم (ۃ) شمار کی جاوے گی جیسے حمزۃ وطلحۃ۔

اس سے ظاہر ہے کہ علامہ بلگرامی مذہب دوم کے پیرو ہین۔

صاحب معدن الجواہر نے نصر ہورینی مصری کی تالیف مطالع النصریہ کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ اما النقط فتارۃ یجب عند خوف اللبس فی مثل ہاء التانیث نحو مأتہ فانہا اذا لم تنقط ہا وُہاء بہا اللبس فی بعض التراکیب لفظہا بہا مضافاً للضمیر وتارۃ یجوز فیہا الامران اذا لم یخف للبس۔ وتارۃً یمتنع نقطہا اذا وقعت فی سجع او قافیۃ علی الہاء الساکنۃ وان کانوا لا یعدونہا رویاً کما سبق ذلک مفصلاً فی فصلہا فہی اذن علی ثلاثۃ اقسام ومع کونہا تنقط وجوباً او جوازاً فقد عدہا الحریری من المہمل فی خطبۃ المقامۃ (۳۸) السمرقندیۃ نظر آلصورتہا الخطیۃ تبعًا للوقف علیہا لما تقدم غیر مرۃ ان مبنی کتابۃ الحرف الاخیر علی تقدیر الوقف حتی انہم حسبوہا فی العدد بخمسۃ فی ابیات التواریخ المعمولۃ بحرف الجمل وجری علی ہذا استاذنا البکری فی شرحہ للورد السحری حیث قال ان اسمہ تعالی توی

عدد وہ (۱۱۶) یوافق عدد القہوۃ وکذلک الخیر الرملی کتب فی آخر الفتاوی الخیریۃ انہ سئل عن الہاء المذکورۃ ہل تعد فی عمل التاریخ المبنی علی الجمل ام لا بخمسۃ او تاء باربع مائۃ فاجاب بمثل ما قلنا واطال القول فیہا بجلب النصوص عن الحافظ السیوطی وعن ائمۃ القراآت وغیرہم ثم قال آخرا ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکل وقال فی النقایۃ الہاء تسقط الا عند الادباء ومنہم الحریری (انتہی) یعنی۔ لیکن نقطے پس واجب ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ التباس کا خوف ہو جیسے لفظ (مائۃ) کی ہاے تانیث پس اگر اسپر نقطے نہ دیے جاوین تو وہ مشابہ ہو جاے گی لفظ (مار) سے جب کہ لفظ (مار) ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور کبھی جائز ہوتا ہے نقطون کا دینا یا نہ دینا جب کہ التباس کا خوف نہ رہے۔ اور کبھی ممنوع ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ واقع ہو (ھے) سجع یا قافیۂ (ہاے) ساکن مین۔ اگرچہ اس کو روے مین شمار نہ کرین۔ جیسا کہ ہم نے اس کا مفصل بیان اس کی متعلقہ فصل مین کیا ہے۔ پس اس حالت مین اس کی ۳ قسمین ہوئین۔ اور باوجود اس کے کہ نقطون کا دینا جائز ہو یا واجب۔ حریری نے اڑتیسوین مقامہ سمرقندیہ کے خطبہ مین (ھے) کا شمار حروف مہملہ مین کیا ہے۔ اس نظر پر کہ (ھے) کی کتابتی شکل تابع ہے حالت وقف کے۔ جیسا کہ چند بار گزر چکا ہے کہ حرف اخیر کی کتابت کا دار و مدار حالت وقف پر ہے۔ تا آن کہ ابن جمل نے ابیات تواریخ مین (ھے) کے عدد پانچ لئے ہین۔ اور میرے استاد (بکری) نے اپنی شرح ورد السحری مین بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی وہ فرماتے ہین کہ بہ تحقیق

اسم خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہین لفظ (قہوہ) کے عدد کے
اور اسیطرح خیر الدین رملی نے آخر فتاوی خیریہ مین لکہا ہے کہ اونسے ہا مذکورہ
کی نسبت پوچہا گیا کہ آیا (ھے) کے عدد تاریخ حمل مین پانچ لیئے جاتے ہین یا اس کو
(تے) قرار دیکر۔ چار سو محسوب ہوتے ہین پس اونہون نے ہمارے قول مذکور کے
مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتہ حافظ سیوطی اور ائمہ قرائت
وغیرہ کے اقوال سند مین پیش کیئے۔ اور پہر آخر مین یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح
کے لحاظ سے ہے ورنہ دونون طور پر عمل ہوسکتا ہے۔ اور کہا مولف نقایہ نے کہ
ادیبون کے نزدیک جن مین سے حریری بہی ہے (ھے) پر نقطے نہ دینے چاہیئین انتہی
اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہرگاہ زبان عربی مین تاے مدوّر
متعمل ہو تو اوس کی دو شکلین ہین۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے
ساتہ ملحق ہون تو اس کے عدد چار سو محسوب ہون گے جیسے لفظ رحمتہ اور دولتک
مین۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے ساتہ ملحق نہ ہو تو پہر اوسکی
دو صورتین ہون گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام مین اور فقرہ کے اندر واقع ہو
جیسے جنتہ الفردوس اور رحمتہ اللہ مین تو ایسے تاے مدور کے عدد پانچ
لئے جاوین گے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام مین واقع ہو اور حالت وقف مین
رہے جیسے قسیم النار والجنتہ تو ایسے تاے مدور کو (ھے) قرار دیکر اوسکے
عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔
اور جو لوگ اس آخر الذکر (تے) کے عدد چار سو لیتے ہین اونکا
عمل بعید از قیاس و صحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہین کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھ رہا ہی اوسکی صراحت اوپر ہو چکی ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ صرف مردہ پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ اون تمام وجوہ پر جو اس بحث سے متعلق ہین کافی غور کرکے اپنی راے کا اظہار کرے ۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہین کہ ہمکو صرف مذہب دوم سے اتفاق نہین ہے کہ جس تاے مدوّر کی آواز (تے) کی ہو اور جسپر نقطے بہی موجود ہون اوس کے عدد بہی (۵) محسوب ہون ۔ اسمین شک نہین کہ اتفاق سلف اسپر ہے کہ اسکو (۵) سمجھین اور پانچ عدد لین ۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ اسکو (۵) سمجھنے کی کوئی وجہ نہین ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے اس کا نام بضرورت کتابتِ مقامات خاص تاے مدوّر رکہا ہے اور اوس پر نقطے بہی دیئے ہین اور قرائت مین بہی (تے) ہے ۔ شکل (ہا) سے اس کا التباس نقطون کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے ۔ نقطون کے وجود مین اس کو (ھے) کہنا ایسا ہے جیسا کہ نقطون کے وجود مین ہم ت کو ب یا ث اس بنیاد پر کہدین کہ دونون کی شکل ایک ہے ۔ ہمنے اسپر بہی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط مین (ھے) کے اشکال دو ہین (۱) یک چشمی (ھے) جیسے (ہ) اور دوسری دو چشمی (ھے) جیسے (ھ) اور الفاظ مرکبہ مین رسم الخط نے ہاے دو چشمی کی شکل مین ایک اور تغیر بہی کیا ہے جیسے لفظ (فلهذا) و (فلهذا) ان دونون مین دو چشمی (ھے) ہی ہے لیکن رسم الخط مین خفیف سا فرق ہے ۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت مفردہ و مرکبہ مین ضرور واقع ہوتا ہے ۔ پس تاے مدوّر کی نسبت جس کی وضع واضع رسم الخط نے ضرورت کتابتِ مقاماتِ خاصِ عربی کے لئے کی ہے اوس کے

نقطون سے قطع نظر کرکے یہ کہدیا کہ (ھے) کی ایک قسم کے ساتھ مشابہ ہونیکی وجہ سے
ہم اس کو درحقیقت (ھے) قرار دین ایسی بات ہوگی جیسے کوئی کہے کہ زید کے
چہرہ سے ناک نکالدینے سے اس کا حلیہ بعینہ بکر کا سا ہو جاتا ہے لہذا اسکو بکر ہی
سمجھو۔ ہم اصطلاحی طور پر الف کو بے قرار دے سکتے ہین لیکن جب اصطلاحی
ضرورت باقی نہ رہے تو ہرگز ایسا نہین کر سکتے۔ مانا کہ جمل کے قاعدۂ عام نے
اعداد کے باب مین مکتوب کو معتبر قرار دیا ہے اور ملفوظ سے کچھہ سروکار نہین کیا
ہے۔ لیکن اس کلّیہ کا ہرگز یہ مقصد نہین ہے کہ ث کے ایک نقطہ کو حکماً مٹاکر اس کو
ت سمجھین۔ اگر نقطہ کی علامت خاص سے ہم قطع نظر کرین گے تو ت کو ب یا ث
سمجھہ لینا کچھہ مشکل نہ ہوگا۔ اور طوفان بے تمیزی پھیل جاوے گا۔

سب سے بڑی بات غور اور فیصلہ کے قابل یہ ہے کہ قاعدۂ رسم الخط عربی نے
تاے تانیث کی نسبت یہ نہین کہا ہے کہ اس کو (ھے) سے بدل دو یا اس کو
(ھے) ہی سمجھو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اس (تے) کو مدوّر شکل مین لکھہ کر اسپر دو نقطے
رکھدو جس کا نام اہل فن نے تاے مدوّر یا تاے مربوطہ کہا ہے نہ ہا۔ اور اسی
وجہ خاص سے بڑی تے کو تاے مبسوطہ سے موسوم کیا۔ پس جب کہ ہم اسکو فی الحقیقت
(تے) مانتے ہین اور (تے) پڑھتے ہین تو نقطون سے قطع نظر کرکے (ھے) سے
تعبیر کرنا صریحی غلطی ہے۔ محقّقین سلف نے جہان اپنی راے اور اپنا مذہب بیان
کیا ہے وہان یہ بھی لکھدیا ہے کہ ہمارا خیال صرف اصطلاحی ہے اور دوسری
شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔ پس متاخرین تحقیق پسند کو صرف اونکے اصطلاحی
عمل کا مرید ہو جانا اور نفس حقیقت کی دریافت اور غور سے کام نہ لینا فن جمل پر ستم ہوگا

اور اس کا دائرہ محدود رہ جاویگا۔ اگر آزاد بلگرامی نے اپنی رائے کو سلف کی صورت اول کے تابع رکھا تو اچھا کیا لیکن خزانہ عامرہ میں بضمن ترجمۂ ناصر علی سرہندی جعل جبتہ متواہ کے مادّہ پر جو اعتراض فرمایا ہے ہم اوس سے متفق نہیں ہیں یہ مادّہ محمد عاکف کا طبعزاد ہے جس کو سرخوش نے کلمات الشعرا میں بذیل ترجمۂ میرزا قطب الدین مائل پسند کیا ہے۔ میرزائے موصوف کی رحلت کا سنہ ۱۱۰۸ ہجری اس مادّہ سے حاصل ہوتا ہے مصنف نے تائے جبتہ کے ۴۰۰ عدد لئے ہیں۔ اور بقول آزاد یہ غلط ہے اس لئے کہ تائے جبت کے عدد آپ کے مذہب میں پانچ ہیں ہم نہ صرف اس مادّہ کو صحیح خیال کرتے ہیں بلکہ متقدمین کی رائے کے لحاظ سے بھی کہ ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکلّ جس کی تفصیلی عبارت اوپر نقل ہوئی ہے اس مادّہ تاریخ کو صحیح مانتے ہیں۔

حیدرآباد میں بزمانہ وزارت اعظم سر سالار جنگ مختار الملک مغفور اسی کا محاکمہ ہوا تھا۔ ذکی مرحوم لکھنوی اور معنی مغفور دکھنی میں تائے لفظ صلوۃ کے اعداد جمل کی بحث تھی ذکی مرحوم کو تائے مدوّرہ کے اعداد پانچ لینے پر اصرار اور معنی مغفور کو اس سے انکار تھا۔ استادان جمل سے استصواب ہوا۔

ہم نے اس فیصلہ کو پڑھا ہے جس کا لب لباب استادی مولوی حبیب اللہ ذکا تخلص کے اس قطعہ میں موجود ہے۔

من بریئم من بریئم من برین		خان معنی انچہ می گوید بجاست
در حضور حق توان گفتن ذکا		آخر لفظ صلوۃ البتہ تاست

اب ہم اس فیصلہ سے صرف اون اقوال کا ذکر اس مقام پر کرتے ہیں

جو موتیون مین تولنے کے قابل ہین ۔ افضل العلما مولوی سید شاہ محمد بطور حکم فرماتے ہین کہ از تتبع کتب نحو واضح می شود کہ تانیث بر دو قسم ست ۔ (۱) حقیقی (۲) لفظی ۔ حقیقی آن کہ مقابل آن مذکر باشد از جنس حیوان مثلاً امراۃ و ناقہ ۔ و تانیث لفظی بخلاف آن باشد کہ مقابل آن چنان نبود بلکہ تانیث آن منسوب بلفظ بود بسبب وجود علامت تانیث در لفظ حقیقۃً مثل ظلمۃ و تقدیراً مثل عین چہ تاے تانیث در آن مقدر ست بدلیل تصغیر و آن (عُیَینۃ) باشد و لفظ شمس نیز بنظر اشتراک آن در حقیقی ازین قبیل ست و در حاشیۂ عبد الرحمن در تحت قول التانیث فیہ لفظیاً مرقوم ست کہ الحاصل انّ التانیث فی الشمس لفظی حکماً حیث یظہر التاء فی بعض الافراد ای بعض افراد الظاہر الغیر الحقیقی حالۃ التصغیر کعین و حکما مثل عقرب ۔ چہ حرف رابع در حکم تاے تانیث ست ۔ مولانا جامی علیہ الرحمہ در فوائد ضیائیہ بہ تعلیل این معنی فرمودہ و لہذا لا یظہر التاء فی تصغیر الرباعی من المونث السماعیۃ چون این مقدمہ ممہد شد باید دانست کہ لفظ صلوۃ داخل قسم اول ست از اقسام ثلثۂ تانیث لفظی کہ آنرا در لسان نحاۃ تانیث بالتاء نیز گویند و وجود تا در آن حقیقۃً ثابت ست و ازین تقریر اشتباہ بودن ہا در آخر لفظ صلوۃ و جنۃ وغیرہ مرتفع شد درین صورت در حساب جمل از آخر حرف تانیث لفظی حقیقی عدد چہار صد بشمار آید نہ برعکس ۔ اگر گویند کہ در حالت وقف (تا) بہ (ہا) مبدل می شود گویم کہ وقف قطع نطق را گویند و آن بر تا و ہا ہر دو درست باشد نہایت آن کہ در بعض مقام قطع نطق

برتا افصح باشد و در بعضی برها افصح تحقیق این معنی از کتب نحو باید جست چنانچه
در متمم اجرومیه می نگارد اذا وقف علی ما فیه تاء التانیث فان کانت ساکنة
لم تتغیر نحو قامت وان کانت متحرکة فان کانت فی جمع نحو المسلمات فالافصح
الوقف بالتاء وبعضهم بالهاء وان کانت فی مفرد فالافصح بالهاء نحو رحمة
وشجرة وبعضهم یقف بالتاء (انتهی) وازین عبارت صاف ظاهر میشود
که حالت وقف را بجز تلفظ در کتابت اعتباری نیست - علاوه برآن
در قرآن مجید جل شانه می فرماید که یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة
وکلا منها رغدا حیث شئتما وجای دیگر می فرماید واستعینوا بالصبر
والصلوة وانها لکبیرة الا علی الخاشعین (الخ) ضمیرها علامت تانیث
که در آیت اوّل بطرف جنت و در آیت ثانی بطرف صلوة راجع گشته
رفع اوهام فاسدهٔ وجوه ها در آخر لفظ صلوة بوجه احسن می کند دریجا
نکته ایست باریک که بر اهل بصیرت پوشیده نیست وآن اینکه در آیت
اول بر لفظ جنّة وقف نیست و در آیت ثانی بر لفظ صلوة وقف ست
با وجود آن علمای رسم الخط قرآنی در آخر هر دو تای با نقطه نوشته اند
می بایست که در اول تای دراز و در ثانی تای مدوّره مثل هامی نوشتند
هرگاه صورت ها و تای مدوّره مشترک ست و اعتبار اصل راست و در
اصل وجود تا تانیث ست و وقف امر اعتباری ست لهذا بر صورت
مصرحهٔ بالا اکتفا کرده اند و راجع ضمیر تانیث بطرف کلمهٔ که آخرش
ها باشد از عرب مسموع نه شده و در کتب نحو هم مندرج نه گشته -

عمّی واستادی وجه الدین معنی می فرماید که قاعدهٔ ابجد برائے علم تکسیر ست
و تقرر اعداد حروف در تکسیر اصل باشد ۔ اصحاب تکسیر کلهم اجمعون عدد
تائے دراز و مدوّر را چار صد گیرند چنانچه از تصنیفات حضرت شاه محمد
غوث گوالیاری ۔ صاحب جواهر خمسه ۔ وحضرت شیخ ابو العباس مونی
رحمة الله علیهما ظاهر ست ۔ وحضرت سید علی محمد حسین القادری خلاصة
الجواهر عدد تائے الفاظ الٰهة و دیمومة ورافة ورحمة که در اسم دوم
پنجم وسیزدهم وشانزدهم از چهل ویک اسم باری تعالے واقع ست
چهار چهار صد گرفته ثلاثی ورباعی بآن حساب پر کرده اند وحضرت
محمد رضا علی ابن محمد فرخ شاه سرهندی در کتاب مفتاح المهمات عدد تائے
لفظ حمالة که در صورت تبت یدا واقع ست چهار صد گرفته اعداد سوره
مذکور برآورده اند پس در فن تاریخ که متبع اوست چهار صد گرفتن چرا لازم نباشد
اگر گویند که در تکسیر همچنان ست و در تاریخ خلاف آن این سخن از وجه
اعتبار ساقط ۔

آزاد بلگرامی عدد تائے مدوّر را پنج گرفت و هیچ یک تاریخ از قدمائے
عجم در سند دعوے خود پیش نه کرد و چیزے که از قواعد عرب پیش ست
اجازت هر دو مے دهد وصورت ها را محمول بر اصطلاح نحویین می
گرداند پس قرار داد اصطلاحی تفوق بر اصلیت نه پذیرد ۔

نعمت خان عالی هم پیروی همین مذهب کرد که تاریخ تولد فرزند میر
حسن ابن میر علی مشهدی از (ع) قرة عین حسن ابن علی ۱۲۱۱ حاصل کرد

و در شمار اعداد این مصرع عدد تاے مدوّر چار صد گرفتہ است ۔

آزاد بلگرامی در خزانہ عامرہ مے نگارد کہ شلّی در عقد الجواہر گوید کہ وقتے کہ رسم الخط و لفظ مختلف واقع شود مثل حصلی و یحیی کہ در نطق الف ست و در رسم یا ۔ و مثل حمزہ و طلحہ کہ در نطق تا ست و در رسم الخط ہا ۔ بعضی گویند معتبر مکتوب ست نہ ملفوظ و بعضی گویند معتبر لفظ ست نہ اسم ۔ قول اول معتمد علیہ است و قول ثانی نادر ۔

آزاد بلگرامی راست می گوید کہ مکتوب معتبر ست نہ ملفوظ و مثال حمزہ و طلحہ در قول شلّی داخل کردۂ اوست کہ ہا را در رسم الخط حمزہ و طلحہ داخل کردہ ۔ فی الحقیقت آن تاے مدوّر ست نہ ہا ۔

الحاصل ہماری ذاتی راے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تاے مبسوط یا مدوّرہ کے عدد چار سو لئے جاویں خواہ وہ حالت وقف مین ہو یا نہ ہو ۔ جو لوگ حالت وقف مین تاے مدوّرہ کے عدد صرف پانچ لیتے ہین ہم اونپر حرف نہین رکھتے ۔ اور جن کا مذہب یہ ہے کہ حالت غیر وقف مین بہی اس کے عدد پانچ محسوب کرتے ہین ۔ ہم اون سے اتفاق نہین کرتے ۔

بعض متقدمین فن جمل نے اس کو اپنی معتبر کتابون مین ہاے تانیث سے موسوم کرکے اس کے پانچ عدد لئے ہین ہم اون کے اس عمل کو اصطلاحی عمل خیال کرتے ہین اور وہ خود اس کے قائل ہین اور خود اونہون نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارا عمل صرف اصطلاحی ہے اس کے خلاف دوسری

شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے ہم اون کی اس بے نفسی اور راستی پر رحمت بھیجتے ہین ۔ صاحب افادہ تاریخی مذہب نمبر ۲ کے پیرو ہین ۔ اور صاحب ملخص تسلیم نے مذہب نمبر ۱ کو اختیار کیا ہے ۔

اب ہم ذیل مین اون استادون کے کلام سے استناد کرتے ہین جو ہماری ہم خیال ہین

محمد عاکف نامی ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنہون نے تاریخ وفات مرزا قطب الدین مائل کو جعل الجنۃ مثواہ سے پیدا کیا ہے اور تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب فرمائے ہین ۔ جس کا ذکر سرخوش نے اپنے تذکرہ مین کیا ہے افسوس ہے کہ غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین اسپر اعتراضی پہلو اختیار کیا ۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ معاملہ مذاہب مین بے تعصب نہ تھے ۔

شیر خان مصنف مرآۃ الخیال نے اپنی کتاب کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ لئے ہین ۔

این چمن زار کہ مرآۃ الخیالش خواند	دار و از حسن معانی یک جہان حسن کمال
صورت تاریخ انجامش توان پرورد بدید	گر تامل پردہ بردارد ز مرآۃ الخیال
	۱۱۰۲

مرآۃ الخیال کے عدد ۱۳۱۳ ہین جس مین سے پردہ کے اعداد ۲۱۱ منہا ہون تو سنہ مطلوب ۱۱۰۲ حاصل ہوتا ہے ۔

جناب مولوی فائق صاحب انشاے فائق ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنہون نے کتاب خزینۃ الاصول کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے چار سو عدد شمار کئے ہین ۔

این نسخہ کہ گوھرِ قبول ست		تاریخ خزینۃ الاصول ست ۱۲۲۵

انہین بزرگ نے مسجد نواب آصف الدولہ کی ایک تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ لئے ہین ۔

فائق دوگانہ کرد بمحرابِ اوادا		تاریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ ۱۲۰۲

ناظم تبریزی نے حضرت معین الدین چشتی نوراللہ مرقدہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوے ہین ۔

سال نقلِ معینِ دین ز فلک		زبدۃ الصالحین بگفت ملک ۶۳۳

مولانا عبدالباسط امیٹھوی ایک فاضل اجل گزرے ہین جو فن جمل مین الحمل تھے صاحب ملخص تسلیم نے ان کے پایۂ فن جمل کا ذکر فرمایا ہے آپنے اپنے جد و جدّہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوے ہین ۔

گفت امر خداش با احباب		اسکن انت وزوجک الجنۃ ۱۱۸۰

مولوی احمد حسین مرادآبادی نے جن کے پایۂ علم اور معلومات جمل کی تعریف صاحب ملخص تسلیم نے کی ہے جناب مظہر علی شاہ مغفرت پناہ کی وفات کی تاریخ العاقبۃ للمتقین سے نکالی ہے اور تاے مدوّر کے ۴۰۰ عدد لئے ہین ۔ ۱۲۶۴

جناب مولانا شاہ عبدالعزیز مغفور دہلوی نے بحق ملائکۃ المقربین و عباداللہ الصالحین برحمتک یاارحم الراحمین سے بشمار اعداد منقوطہ ۱۲۰۸ ہجری حاصل فرمایا ہے اور ملائکۃ کی تے کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوے ہین

میر مہدی علی ذکی تخلص مراد آبادی نے جن کو اہل ہند نے امام الجمل کہا ہے ایک مسجد کی تاریخ مین تاے مدوّر کے چار سو عدد محسوب کیے ہین۔

شد چو آغاز طرح این مسجد		صورت کعبہ شد بدل منقوش
سال تاریخ ابتداے بنا		ہذہ قبلۃ ۱۰۴۲ بگفت سروش

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ یہ تاریخ ذکی مرحوم کے دیوان مین طبع ہوئی ہے۔

باقر گیلانی متاخرین مین فن جمل کے امام مانے گئے ہین آپ نے جلوس عالم گیر کے بیان مین مندرجہ ذیل تاریخی عبارت لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے عدد چار سو محسوب فرمائے ہین۔ الحمد للہ الرحمن المہیمن الباقی المقصود ۱۰۶۸ والصلوۃ علی النبی الکامل الہادی المحمود ۱۰۶۸۔

منتخب التواریخ مصنفۂ مولانا عبد القادر بدایونی اکبر شاہی مین امراے اکبری سے ایک امیر ذی شان کی تجدید ایمان کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین۔

لقد تاب شیخی عن الحوبۃ		فتاریخہ صادق التوبۃ ۱۰۳۴

محمد افضل سرخوش نے اپنے تذکرہ کلمات الشعرا مین اپنی والدہ کی رحلت کا تاریخی مادہ فی جنۃ عالیۃ سے (۱۰۵۴) حاصل فرمایا ہر اسمین بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین۔

اور اسی تذکرہ مین ایک اور اپنے عزیز کی رحلت کی تاریخ تخرجہ کے ساتھ دخل الجنۃ بلا حساب لکھی ہے یعنی دخل الجنۃ کے اعداد مجموعی (۱۱۱۸) سے

حساب کے (۱۷۱) عدد خارج کئے گئے ہین جس سے سنہ مطلوب (۱۰۴۷) حاصل ہوا ہے۔ اس تاریخ مین بھی تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوے ہین۔

افضل العلماء قاضی ارتضا علی خان سرخوش مغفور گوپامؤ نے ابوطیب خان والا کی رحلت کی تاریخ العاقبۃ للمتقین سے حاصل کی ہے ۱۲۶۴ اس مین بھی تاے مدوّر کے ۴۰۰ عدد شمار ہوے ہین۔

صاحب مفتاح التواریخ نے ایک مسجد واقع قصبہ سیلون کی تاریخ لان الصلوۃ معراج المؤمنین لکھی ہے جس سے اعداد ۱۱۷۹ ہجری حاصل ہوتے ہین اس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ لئے گئے ہین۔

دلّی مین قدم گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو تاریخ کسی استاد وقت کی کندہ ہے اُس کا مادہ تاریخ یہ ہے قال محمد حبیب اللہ انا مدینۃ العلم وعلیّ بابہا اس سے ۱۱۶۵ھ حاصل ہوتا ہے اور تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہین۔

مولانا حسن نے تاریخ وصال شیخ علی احمد قدّس سرہ العزیز مین مات وہو فی الحالۃ سے ۱۱۱۸ھ حاصل فرمایا ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شریک ہین۔

شیخ امین بن حسن الحلوانی المدنی نے بھی ایک تاریخی قطعہ مین تاے مدوّرہ کے چار سو عدد محسوب فرمائے ہین۔

اللہ اکبر ہکذا تاریخہا		نہل الحمیّا نشوۃ السکران ۱۲۹۳

شیخ کمال خجندی کی وفات کی تاریخ سید کمال افندی نے لکھی ہے

جوایمۂ جمل سے گزرے ہین جس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہین

تاریخ وفات شیخ کامل		پیداست ز رحمۃ من اللہ ۸۰۴

صاحب محض تسلیم فرماتے ہین کہ ہاے نقطہ دار کو مین نے اپنی تمام عمر مین نہ دیکھا ہے اور نہ سنا۔ صنعۃ الاہمال اور صنعۃ الاعجام سے کام لین تو فرمایئے کہ تاے مدوّرہ کو جسپر دو نقطے بطور علامت تانیث موجود ہین منقوطہ مین محسوب کرنا چاہیئے یا مہملہ مین۔ اسی سوال کا جواب بحث ہاے حقہ کا قول فیصل ہوگا۔ ہم عرض کرتے ہین کہ کیا آپ نے نہین دیکھا کہ اہل اصطلاح نے تاے مدوّرہ کے نقطون کو اُڑا کر صنعت اہمال مین اس کو (ھ) مانا ہے جہان دست تصرف دراز ہے وہان کونسی بات مشکل ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تاے مدوّرہ فارسی رسم الخط مین تاے دراز سے بدل گئی ہے۔ اس کے عدد جمہور کے پاس بلا اختلاف ۴۰۰ ہین جیسے حکمۃ فارسی مین حکمت لکھا جاتا ہے۔ اور دولۃ فارسی مین دولت۔ اس خاص باب مین مذاہب کا کوئی اختلاف نہین ہے۔

ہم کہتے ہین کہ فارسیون نے حقہ کو بھی حقہ اور قطعۃ کو بھی قطعہ کرلیا ہے ایسی حالت مین فارسی رسم الخط کی رو سے تاے حقہ و قطعۃ ہاے ہوز ہوگئی ہے جس کے عدد فارسی مین پانچ محسوب ہون گے۔

آخر پر ہم کہتے ہین کہ متقدمین کی راے توکل مذاہب کے لئے حجت ہوسکتی ہے اس لئے کہ اونہون نے محض بے نفسی کے ساتھ اصل حقیقت کا اظہار کر دیا ہے اور لکھدیا ہے کہ اسپر عمل کرو یا اوسپر دونون درست ہین

لیکن آزاد اور پیروان آزاد کو جن کو مذہب دوم پر اصرار ہے لازم تہا کہ کم سے کم متقدمین یا متاخرین کی کوئی ایک نظیر استعمال پیش کرتے در حالیکہ استعمالی سند ایک بہی نہیں پیش ہوئی ۔ محمد عاکف کی ایک تاریخ پر صرف اعتراض کر دینا تو اون کے لیئے کافی نہیں ہے اس لیئے کہ وہ علانیہ مذہب اول کا پیرو ہے ۔ اور پیروان مذہب دوم کا یہہ اعتراض اون تمام تاریخوں پر بہی ہو سکتا ہے جن کو ہم مذہب اول کی سند میں ہدیۃً ناظرین کر چکے ہیں جنمیں متقدمین اور متاخرین دونوں کا کلام شریک ہے ۔ تے کے عدد نے گویا شیعہ و سنی کا جہگڑا قائم کر دیا ہے ۔ صاحب ملخص تسلیم باوجود فہمیدہ ہونیکے جامہ سے باہر ہیں اور خود مذہب اول کے پیرو بن کر پیروان مذہب دوم پر خوب ہی سب و شتم کرتے ہیں ہماری راے میں یہ طرز خوشنما نہیں ہے معقول حجتیں ہمارے سامنے ہیں بے تعصب اہل جمل کی آرا موجود ۔ استعمال متقدمین و متاخرین کی سندیں حاضر ۔ اہل بصیرت کو اختیار ہے کہ ان تمام چیزوں کے ملاحظہ کے بعد جس مذہب کو وہ چاہیں اختیار کریں آزاد بلگرامی کے مہذب اصرار اور تسلیم سہسوانی کی بہرمار دونوں پر ہمارا اعتراض ہے ۔

آغا سید علی شوستری نے لطیفہ کیا ۔ فرمانے لگے کہ تاے مدوّر فسادے برپا کردہ است چار یاران بر عدد چار صد اصرار کنند و آزاد بلگرامی نظر بر پنجتن دارد کہ عددش را پنج مے شمارد اما انصاف بالاے طاعت ست آرشش و پنج یا ہفت ہشت کار نباید گرفت چون بامعان نظر دلائل فریقین را می سنجم چار و ناچار برنیم کہ مذہب سوم خیر الامور اوسطہا ست ۔ کہ از استادان فن ہا قرگیلانی ہم پیرو

آن ست وحق بجانب اوست ۔ واگر از سوم قطع نظر کردہ درمیان اول و دوم ترجیح جویم گویم کہ مرتبہ اول بر دوم فائق ست کہ مدور مافی البحث تا ہی مربوط ومنقوط ست نہ ہامن اللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق ۔

آپ ہی نے ۱۲۶۶ ہجری مین مناظرہ معنی وزکی پر حسب ذیل رائے لکھی تہی ۔ اطبق العلماء کافۃ علی ان التاء علامۃ التانیث لا الہا کابن ہشام وابن الحاجب وابن مالک وابن الناظم وابن الانباری وابن الجماعۃ والبہائی ثم التاء اربع مائۃ ان ہی ہی ۔ وخمسۃ ان ہی الہاء وماشرحہ المعنی لاثبات ذلک معنیٰ ثابت ویثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت یعنی اتفاق کیا تمام علماء نے اس پر کہ تے علامت تانیث ہے نہ ہے جیسے ابن ہشام اور ابن حاجب اور ابن مالک اور ابن ناظم اور ابن الانباری اور ابن جماعہ اور بہائی ۔ پس تے کے عدد چار سو ہین اگر وہ تے ہے ۔ اور پانچ ہین اگر وہ ھے ہے ۔ اور وہ جو شرح کی اسکی معنی نے اس امر کے اثبات کے واسطے وہ امر واقعی ہے اور ثابت رکہتا ہی اللہ تعالے مؤمنون کو سچے قول پر ۔

از ث تا ق

ان حروف کے اعداد جمل مین کوئی بحث یا ایسا اختلاف نہین ہے جس کو قواعد کے ذیل مین بیان کرنے کی ضرورت ہو ۔ اور نہ رسم الخط کے متعلق کوئی خاص بات لائق بیان ہے ۔

ک

عربی۔ فارسی۔ اور اردو زبان مین حرف کاف جب ابتدا یا وسط یا آخر کلمہ مین واقع ہوتا ہے اور اپنے متصلہ دوسرے حرف ماقبل یا بعد سے ملا ہوتا ہے تو اوس کے اعداد مین کوئی بحث نہین ہوتی جیسے۔

(عربی مین)	کلاب	مکرم	علیک
(فارسی مین)	کوفتہ	چکش	کلک
(اردو مین)	کترنا	رکابی	جھلک

لیکن فارسی مین جب کاف الفاظ ماقبل و مابعد سے جداگانہ لکھا جاتا ہے تو اظہار حرکت کے لئے اس کے سانہ ہاے مختفی لکھتے ہین جیسے (کہ گفت) اور بعض وقت آخر کلمہ مین بہی اس کے سانہ ہاے مختفی لکہی جاتی ہے جیسے (چنانکہ) اور اردو مین بہی یہی عمل ہے جیسے (اس سے کہو کہ ٹہر جاے) یا (جبکہ) اہل جمل نے بلحاظ کتابت ایسے کاف کے سانہ (ھے) کے پانچ عدد محسوب کئے ہین۔ صاحب ملخص تسلیم کا بہی یہی مذہب ہے۔ خواجہ حسین ہروی کے ایک قصیدہ تاریخی سے اس کے استعمال کی سند ملتی ہے جو متضمن جلوس اکبر شاہی ہے جو ۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ لائق شاعر نے اس کا التزام کیا ہے کہ پہلے مصرع سے تاریخ جلوس نکلے اور دوسرے مصرع سے شہزادہ سلیم کا سنہ ولادت (۹۷۷)

شاد شد دلہا کہ باز از آسمان عدل و داد		باز دنیا زندہ شد کز مہر ایام بہار
۹۶۳		۹۷۷
للہ الحمد از پے جاہ و جلال شہریار		گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار
۹۶۳		۹۷۷

مہر مگوید کہ مپرسید کہ آن مہ پارہ را	کز پے زیب و جمال دہر سازم آشکار
۹۶۳	۹۷۷

(افادہ) لفظ پے کے عدد حالت اضافت مین بہی ۲ محسوب ہوتے ہین بعض لوگ غلطی سے ۲۲ شمار کرتے ہین اور یا پر ہمزہ لکہہ کر بشکل (پیٔے) لکہتے ہین ازروے رسم الخط پے مین صرف ایک یا ہے اور حالت اضافت مین یا پر صرف کسرہ زیادہ ہوتا ہے ۔

حضرت معنی کو ایسے کاف کے ۲۵ عدد مین اختلاف ہے ۔ آپ نے مناظرہ معنی مین لکہا ہے کہ مرزا طہماسب قلی ترکی تخلص در ۱۰۴۳ ہجری قصیدہ یا ربی نوشتہ و در صلہ آن از عطیات شاہ جہان خلعت خاص جواہر با اسپ و فیل و لک روپیہ نقد سرفرازی یافت و ہمہ شعرا بر ندرت و قدرت استادیش معترف و از متبع آن عاجز آمدند ۔ عدد کاف را در مطلع و شعر ہفتم و پانزدہم بست و پنج گرفت ۔ و در شعر سوم و پنجم و ہفتم بست بشمار آوردہ و ہو ہذا ۔

دیرزی ولت کہ یارب جاودان با داز وجود او	زیرزن شد لم گل گل زلطف داور سبحان
۱۰۴۳ ہجرے	۱۰۴۳ ہجرے
زہر شاہانکو آئین کہ ماندہ پایہ اقبالش	یمین عہد را باز و یسار جود را سامان
۱۰۴۳ ہجرے	۱۰۴۳ ہجرے
نوید جشن شہزادہ ز وصل آمد بحمد اللہ	قیرزن فرکہ ایزد باد عہد جانب دران
۱۰۴۳ ہجرے	۱۰۴۳ ہجرے

طرفہ عجب است کہ در یک قصیدہ یک بام و دو ہوا را پسند کردہ پس زین ہم دو مذہب است ۔ فریقے در کاف نستعلیق عدد ہا ہرگز نہ مے گیرد باین دلیل کہ

اوازحرف مفرد ست ومرکبہ نیست ودال برمسمائے خود ست وشکلی ست اشکال اربعۂ مخترعۂ خوشنویسان وعددش بست ست پس بست وپنج گرفتن خطاست چنانکہ مرزا عبدالقادر بیدل ورابیات نہ گانۂ تہنیت کدخدائی عنایت اللہ خان پسر خورد نواب شکراللہ خان کہ ہرمصرعش مادۂ تاریخ ۱۱۰۱ دارد ودرشعرے کاف را بست عدد گرفتہ وہو ہذا۔

وقت ست کہ ازنوائے دلہا		سازِ دوران رسد بارشاد
۱۱۰۱ ہجرے		۱۱۰۱ ہجرے

وسرآمد متاخرین یگانۂ زمن غلام مصطفےٰ سخن درقصیدۂ تاریخی چہل ویک بیتی کہ ہرمصرع آن حامل تاریخ ست ویازدہ شعرکاف رابعد بست آوردہ (انتہی کلامہ) ہم یہ عرض کرتے ہین کہ کاف کے اعداد مین بے شک وشبہ مذہب ہین خواجہ حسین ہروی کے جس قصیدہ کے تین شعر کی نقل ہمنے کی ہے اُسی قصیدہ مین خود آپ نے ایک شعر ذیل مین کاف کے عدد ۲۰ لئے ہین۔

کس نیارد ہدیۂ زین بہ اگر دارد کسی		ہرکہ دارد گو بیا چیزیکہ داری گو بیار
۹۶۳		۹۷۷

لیکن ہم اس اختلاف کو آیندہ کے لئے باقی رکھنا مناسب نہین خیال کرتے اور آخر پر اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہین کہ کاف کے متعلق ہم اپنے واجب التعظیم استاد کی رائے کے ساتھ متفق نہین ہین اس لئے کہ قانون زبان فارسی نے اس کاف کی نسبت جو کسی لفظ کے ساتھ ملاکر نہین لکھا جاتا بلکہ جدا لکھا جاتا ہے بوضاحت لکھدیا ہے کہ اظہار حرکت کے لئے ہائے مختفی اسکے ساتھ

شریک ہے پس اگر ہم چند لفظون کے لئے کاف کے اشکال مختلفہ سے اس کی اس صورت (کہ) کو اصلی بھی قرار دین تو اس کو جدا لکھنے کی حالت مین اظہار حرکت صرف اضافت کے ساتھ نہین کر سکتے اس لئے کہ قواعد فارسی اس کے خلاف ہین۔ صاحب تحقیق القوانین فرماتے ہین کہ کاف تازی باہاے بیان کسرہ بر چہار دہ نوع آمد (۱) کاف بیان (۲) کاف تعلیل (۳) کاف تشبیہ (۴) کاف تردید (۵) کاف شرط (۶) کاف عطف (۷) کاف مقولہ۔ (۸) کاف مفاجات (۹) کاف استفہام (۱۰) کاف نفی (۱۱) کاف بمعنی کسے (۱۲) کاف بمعنی بلکہ (۱۳) کاف بمعنی ہم (۱۴) کاف بمعنی از۔ کسی قانون فارسی نے کسی کاف کی نسبت یہ نہین کہا ہے کہ وہ لفظ سے جدا بھی واقع ہوا اور بدون ہاے مختفی لکھا جائے۔ پس ایسی حالت مین ہم کسی ایسے کاف کے اعداد کو جس کو انہین اقسام متذکرہ مین سے کسی ایک قسم مین شریک ہونے سے گریز نہین ہے باوجود وجود ہا ۲۰ نہین محسوب کر سکتے۔ جن مورخین نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اوس کو ہم تسامح کہین گے۔ کسی کا تسامح یا غلطی خلاف ورزی کلیہ عام کے لئے سند نہین ہو سکتی۔ شاعی انعام صرف مصنف کی محنت کا صلہ ہے ہم اس انعام کو فن جمل کی استادی کا سارٹیفکٹ نہین قرار دے سکتے۔ چون طہماسپ علی ترکی را تر کی تمام شد تا بہ عبد القادر بیدل چہ رسد و کلام غلام مصطفے سخن را کہ می پرسد کلہم متساوون فی التسامح دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب ایک بڑی پایہ کے شخص سے غلطی ہوتی ہے تو اوس کے پیرو اوس غلطی سے سند لیتے ہین۔ اور سچ یہ ہے کہ غلطی غلطی ہے وہ کسی اور کے لئے سند کا کام نہین دے سکتی

ل

لفظ اللہ کے رسم الخط مین ال ل ہ چار حرف ہین۔ اس کا اصل لفظ الالہ تہا۔ قاعدہ عربی کے لحاظ سے تعلیل جاری ہوئی یعنی الف دوم کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی اور ہمزہ کو گرادیا اَللہ ہوا۔ اب دو لام متحرک جمع ہوے اول کو ساکن کرکے دوسرے مین ادغام کیا اللہ ہوا۔ اس تعلیل کے لحاظ سے لفظ اللہ کی کتابت لام مشدد کے ساتہ مثل الٰہ کے ہونی تہی لیکن رسم الخط فرقانی نے باوجود اس کے دونون لام کو کتابت مین قائم رکہا بنا علیہ اہل جمل نے بالاتفاق اللہ کا عدد ۶۶ مانا ہے اور اس مین تشدید کے لحاظ سے ایک لام محسوب نہین ہوا بلکہ کتابت رسم الخط کے لحاظ سے دو لام محسوب ہوے اور جب لفظ اللہ پر ایک لام اور بڑہایا جاتا ہے تو للہ مین بعوض لام زائد شدہ کے بڑہانے کے لفظ اللہ سے صرف الف کم کردیا جاتا ہے اور یہی رسم الخط فرقانی ہے لہذا اہل جمل نے للہ کے اعداد ۶۵ مانے ہین۔ قیاس اس کا متقاضی تہا کہ جب اللہ کو عدد ۶۶ مانے گئے تہے تو للہ کے اعداد ۹۵ ہون لیکن یہ قیاس اُس وقت درست ہوتا جب کہ رسم الخط قرآنی مین للہ کی کتابت ۳ لام کے ساتہ للہ ہوتی۔ حساب جمل تابع رسم الخط ہے اور بس۔

اردو رسم الخط مین للہ کا رسم الخط عربی کے خلاف ہے یعنی ۳ لام کے ساتہ للہ لکہا جاتا ہے لیکن اعداد مین وہی ۶۵ محسوب ہوتے ہین چنانچہ قدر بلگرامی کی ایک تاریخ مین ایسا ہی عمل ہوا ہے۔

تاریخ کہ خدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی طبعزاد استادی قدر بلگرامی نوّر اللہ مرقدہ

جا کے دہلی مین جو تم واہ میان ساجد بیگ	بیاہ لائے ہو دولہن گہر کی ہوئی آبادی
لو سنو قدر سے یون مصرع تاریخ نکاح	للہ الحمد مبارک تمہین ساجد شادی
	۱۲۹۹ھ

ہمارا یہ خیال ہے کہ کم سواد خطّاطون نے چھاپہ کی کتابون مین اس کے رسم الخط کو بگاڑا ہے اون کا دست تصرّف اس قدر دراز ہے کہ فرہنگ آصفیہ مین لفظ للہ کو تو جلی قلم سے مطابق رسم الخط فرقانی لکھا ہے اور اوس کے بیان ذیلی مین ایک جگہ پر خوشنویس نے اپنا کام بھی پورا کیا ہے۔ (للہ)

بعض اہل ہند کا یہ خیال ہے کہ للہ کا رسم الخط اردو مین ۳ لام کے ساتھ ہے یعنی گویا وہ اون خطّاطون کے طرف دار ہین جنھون نے ہر طرف اپنا دام پھیلا رکھا ہے ہم جب رسم الخط فرقانی سے مقابلہ کر کے دکھلاتے ہین اور فرہنگ آصفیہ کو پیش کرتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ دونون طرح جائز ہے۔ اگر ہم چند لحظہ کے لئے اس کو تسلیم بھی کر لین تو قدر بلگرامی کی تاریخ متذکرہ عنوان سے اس بات کا فیصلہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اس بحث کا اثر اعداد پر کچھ نہ پڑنا چاہیئے۔ یعنی للہ کے عدد ۶۵ محسوب ہون۔

م و ن

بعض الفاظ کی املا مین نون لکھا جاتا ہے اور میم پڑھا جاتا ہے جیسے انبتہ اللہ یا فارسی مین لفظ انبہ جس کو نون کے ساتھ لکھتے ہین اور اس نون کو میم پڑھتے ہین بدین وجہ کہ جمل کا قاعدۂ عام کتابت پر مبنی ہے لہذا تلفظ کا اعتبار نہین کیا جاتا اور اس قسم کے الفاظ مین نون ہی کو عدد محسوب ہوتے ہین۔

نون ۵۰ شکل پر لکھا جاتا ہے (۱) الف کے ساتہ جیسے نا (۲) دوسرا ہائے مختفی کے ساتہ جیسے نہ (۳) تیسرا یا کے ساتہ جیسے نے ۔

ہمکو نا اور نے سے کچھہ بحث نہین ہے اس لئے کہ دونون کا رسم الخط معیّن ہے اور بلحاظ رسم الخط نا کے عدد ۵۱ اور نہ کے عدد ۵۵ اور نے کے عدد ۶۰ محسوب ہون گے ۔ فارسیون نے کہا ہے کہ نون نفی افعال پر بغیر فصل بہی آتا ہے اور فصل کے ساتہ بہی ۔ جیسے قول سعدی ؎ ہرکہ با بدان نشیند نیکی نہ بیند اس مقام پر بیند کے ساتہ نون ملا کر لکھنا جائز نہ ہوگا اسی طرح کلام حافظ مین (۲) گفتگو آئین درویشی نبود ؛ ورنہ با تو ماجرا ہا داشتم ؛ (نبود) مین نون کو لفظ (بود) کے ساتہ ملا کر لکھنا بہی جائز ہے اور جدا بہی جیسے نہ بود الغرض افعال مین تو کہین ایسا رسم الخط ہے اور کہین ویسا لیکن اسمار مین بدون فصل لکھنا جائز ہی نہین ہے بلکہ ہمیشہ فصل کے ساتہ لکھا جاوے گا جیسے نہ آن ۔ نہ این ۔ نہ برو ۔ نہ برین ۔ نہ ترا ۔ نہ جوان ست و نہ پیر ۔ نہ تو و نہ من ۔ نہ چندان ۔ پس رسم الخط نے جن مقامات مین نون نفی کو ہائے مختفی کے ساتہ اور فعل و اسم سے جدا لکھنے کا حکم دیا ہے وہان حرف نون کے ساتہ (ہے) کے عدد بہی محسوب ہون گے ۔ اور افعال مین جہان وصل یا فصل جائز ہے وہان مادّہ تاریخ مین فصل سے احتراز اولیٰ ہے اور وصل ہی سے کام لینا چاہیئے ۔ مثلاً نگفت اور نہ گفت دونون جائز ہین تو مادّۂ تاریخ مین نگفت لکھنا چاہیئے اور نہ گفت سے احتراز اس لئے کہ اگر مورّخ نے بلحاظ جواز نون کو الگ لکھہ کر اس کے ساتہ ہائے مختفی کا

عدد لیا تو طرز کتابت کی صراحت مادّہ کے ساتھ لازم ہوگی ورنہ مادّہ کی صحت نقل نویسوں کے قبضۂ قدرت میں آجائے گی یہی وجہ ہے کہ محتاط اہل عمل نے حکم فرمایا ہے کہ ایسے نون کو جس کا وصل و فصل جائز ہے وصل ہی کے ساتھ لکھا کرو اور مادہ میں صرف نون کے پچاس عدد محسوب کرو جیسا کہ (ب) کے بیان میں ہدایت ہوئی ہے۔

و

ہم کو واو کے متعلق کچھ زیادہ عرض کرنا نہیں ہے۔ طریقۂ رسم الخط میں جو واو شامل ہے اور پڑھنے میں متروک اس کے عدد قاعدہ عام کے لحاظ سے محسوب ہوں گے مثلاً لفظ (اُولٰئک) اور (اُولی الامر) کا واو یا لفظ (عمرو) کا واو اگرچہ پڑھا نہ جائے لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا۔

اسی طرح زبان فارسی میں لفظ خواب و خویش کا واو اگرچہ نہیں پڑھا جاتا لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوتا ہے۔

اسی طرح لفظ (داؤد) میں اگرچہ قرائت میں دو واو پڑھے جاتے ہیں لیکن چونکہ کتابت میں صرف ایک واو لکھا جاتا ہے تو صرف اسی کے عدد محسوب ہوں گے۔

ہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ زبان فارسی میں ہائے مختفی کا عدد حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا جیسے لفظ خامہ و جامہ و کہ وغیرہ۔

محققین جمل نے اس کی صراحت کی ہے کہ جو عربی الفاظ فارسی میں مستعمل ہیں

جنہین عربی کی تاے مدوّر فارسی مین (ھے) ہوگئی ہے جیسے عابدۃ سے عابدہ اور دولۃ سے دولہ اور جمیلۃ سے جمیلہ۔ اس کے عدد فارسی مین پانچ ہی محسوب ہون گے۔

جو ہاے مختفی کتابت سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے جامہ سے جامہا اور خامہ سے خامہا اور نامہ سے نامہا اس کو خلاف قاعدہ رسم الخط خواہ مخواہ جدا لکھہ کر (ھے) محسوب کرنا جائز نہین ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے بہی اس کا ذکر کیا ہے۔

ہمزہ

ہم حصۂ گزشتہ مین بہی اس کا ذکر کر آئے ہین کہ ہمزہ نہ داخل حروف ہے اور نہ اس کے عدد محسوب ہوتے ہین۔ اور جو الف عربون اور فارسیون کے پاس ہمزہ سے موسوم اور داخل حروف ہے اوس کو اہل جمل نے الف ہی کہا ہے جیسے لفظ اسلام کا پہلا حرف الف۔

اب اس خاص بیان مین ہم اوس ہمزہ کے قواعد بہی عرض کرتے ہین جو داخل حروف نہین سمجہا جاتا اور کتابت مین سر عین کی شکل مین لکہدیا جاتا ہے۔

صاحب سبحۃ المرجان فرماتے ہین کہ الہمزۃ ان کانت علی صورۃ الالف تعد الفاً کسأل وما احسن ما قیل (ے) قلبی علی قدّک المشوق مالہف ۔ طیر علی الغصن او ہمزۃ علی الالف ۔ وان کانت علی صورۃ الواو تعدّ واواً کسئول او الیاء تعدّ یاءً کسئل والہمزۃ التی تجئی بعد الالف لا تعد کصحرأ لانہا لیست لہا بعد الالف صورۃ من صور حروف الہجاء وانما تکتب

علامتہا علی صورۃ تملیۃ (انتہی) یعنی اگر ہمزہ آوے حرف الف کی شکل مین تو الف شمار ہوگا جیسا لفظ سائل ۔ کیا اچھا کہا گیا ہے (ترجمہ شعر) میرا قلب تیری در اُ قد پر بسبب افسوس وغم کے ایک پرندہ ہے شاخ پر یا ہمزہ الف پر ۔ اور اگر ہو ہمزہ صورت واو مین تو شمار کیا جاویگا واؤ جیسا سوٗل ۔ اور اگر ہو ہمزہ صورت یا مین تو یا شمار کیا جاوے گا جیسے شیٔل ۔ اور جو ہمزہ بعد الف کے آوے وہ کچھ شمار نہ کیا جائیگا جیسے صحراء یہ اس لئے کہ اس کے لئے الف کے بعد کوئی صورت ۔ اشکال حروف تہجی سے نہین ہے اور جزا مین نیست کہ لکھی جاتی ہے اس کی علامت چھوٹی کی شکل پر ۔

حقیقت یہ ہے کہ لفظ سائل یا سوٗل یا شیٔل مین الف اور واو اور یا پر ہمزہ کی شکل صرف اس بات کے اظہار کے لئے بنائی جاتی ہے کہ قاری اس حرف کی حقیقت سے آگاہ رہے اور قرائت مین اس کا اظہار کرے ۔

لفظ جزٗک مین چون کہ ہمزہ کو بشکل یا لکھا گیا ہے اس لئے اس لفظ کے عدد بشمول یا ۴۰ محسوب ہون گے ۔ یہی عمل اولٰئک مین ہوگا یعنی لفظ اولٰئک کے عدد ۶۷ شمار کیے جاوین گے ۔

فارسی مین لفظ کہ خدائی اور اردو مین ۔ برائی ۔ بھلائی کی نسبت یہی حکم ہے یعنی دو یا محسوب ہوتے ہین ۔ یہی کیفیت خائیدن ۔ زائیدن ۔ کی ہے ۔ فارسی رسم الخط مین ایسے ہمزہ کے عوض دونون یا کو نقطے دیتے ہین ۔ حسین ہروی نے لفظ (پے) کے ۱۲ عدد محسوب فرمائے ہین اس لئے کہ (پے) مین صرف ایک یا ہے ۔

للہ الحمد از پے جاہ و جلال شہریار ۹۶۳		گوہر مجداز محیط عدل آمد در کنار ۹۷۷

آقا طہماسب نے شہزادہ داراشکوہ کی تاریخ کد خدائی مین مائل مین یا محسوب کی ہے

حسود بدگوے اورا نخوست مائل طالع	مرید کلک او باد اسعادت ازبن دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳

تاریخ جلوس شاہ اسمعیل از ملا محتشم کاشی جسمین لفظ تمیز مین دو یا محسوب ہین

می کرد چو سکہ حیّ صاحب تنزیل	نقدے کہ عیار بود ش از اصل خلیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ
سکہ چو رسانید بتمیز ملوک	فرق کہ دمد داده بشاہ اسمعیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ

(نوٹ) رباعی بالا کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ مین کاف کو ۲۵ عدد محسوب ہوئے ہین۔ اور یہ بھی بحث ماضیہ کی سند ہے۔

لفظ ہوئی اور ہوئے کے اعداد مین مورخین ہند نے دو طرح پر عمل کیا ہے بعض تو اس کے رسم الخط مین دو یا کو تسلیم کرکے ۳۱ عدد محسوب فرماتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ صرف ۲۱ عدد محسوب ہونے چاہئین اس لئے کہ اس کا مصدر (ہونا) ہے اور (ہونا کا ماضی مطلق (ہوا) اور اسی کا مؤنث (ہوی) اور جمع مذکر (ہوے)۔ پس نہ دو یا لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ۳۱ عدد شمار کرنے کی حاجت۔

ایک تیسرا گروہ لفظ (ہوئی) مین مذہب اول کو پسند کرتا ہے اور لفظ (ہوے) مین مذہب دوم کا پیرو ہے۔

اور یہ سارا جھگڑا اس لئے قائم ہوا ہے کہ رسم الخط کے کسی رسالہ نے ان دونون

الفاظ کے حلیہ کا تصفیہ نہیں کیا۔

اہل زبان سے موجودہ افراد کی زبان تو مذہب دوم کی تائید کرتی ہے اور اون کا قلم مذہب اول کا پیرو ہے یعنی مطبوعہ رسائل مین ان الفاظ کی اکثر کتابت دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور جب کبھی اون سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ بصراحت فرماتے ہین کہ یہ الفاظ ۔ ہ ۔ و ۔ ی ۔ سے مرکب ہین۔

یہ اختلاف صرف (ہوئی) یا (ہوئے) ہی مین نہین ہے بلکہ اس کے مماثل الفاظ (موئی) (موئے)۔ (چھوئی) (چھوئے) وغیرہ مین بھی۔

مولانا مولوی سید احمد دہلوی مصنف فرہنگ آصفیہ نے لفظ (ہوئی) کا حلیہ دو یا کے ساتھ لکھا ہے اور لفظ (ہوئے) مین یاے مجہول لکھکر اوپر ہمزہ دیا ہے۔ اور (چھوئی) (موئی) اور (موئے) کی کتابت مین بھی دو یا سے کام لیا ہے۔ نیز آپ نے لفظ (مونا) پر لکھا ہے کہ یہ مرنے کا مرادف ہے اور (موآ) پر جس کے آخر مین الف ممدودہ ہے تحریر فرمایا ہے کہ یہ (مونا) کا ماضی مطلق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ (مونا) تو مصدر ہے اور (موآ) جو عرف عام مین (مُوا) سے مشہور ہے اس کا ماضی مطلق اور (موئی) اسی کا مؤنث اور (موئے) اسی کا جمع مذکر۔

حضرت جلیل جو امیر مینائی مغفور کے شاگرد رشید ہین فرماتے ہین کہ (موآ) (مونا) کا ماضی ہم نے سنا ہی نہین اور نہ (مونا) مرنے کے معنون مین مستعمل ہے بلکہ (مُوا) ماضی مطلق ہے (مرنا) کا۔ اور (مُوا) سے (موئی) اور (موے) صرف ایک یا کے ساتھ ہین۔

ہمارے استاد جمل جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی نے بزمانہ قیام حیدرآباد ہم سے فرمایا تھا کہ (ہونا) کے مصدر سے ماضی مطلق (ہوآ) بالف ممدودہ ہے جس کو محاورۂ عام مین (ہوا) کہنے لگے۔ اسی طرح (چھونا) کا ماضی مطلق (چھوآ) تھا جس کو ہم نی زمانتا (چھوا) کہتے ہین۔ پس (ہوآ) اور (چھوآ) کا مؤنث (ہوائی) اور (چھوائی) ہے جس کو رسم الخط نے (ہوئی) اور (چھوئی) کی شکل پر رواج دیا ہے۔

حضرت کامل کے ارشاد کی تصدیق کتابت زمانۂ حال سے ہوتی ہے جو عموماً دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور (ہوآ) اور (چھوآ) کی تائید صاحب محبوب آصفیہ سے ہوتی ہے کہ آپ نے (ہونا) کے ماضی مطلق کو (ہوآ) فرمایا ہے۔ الغرض ہماری تحقیق مین زبان کے مقابلہ مین کتابتِ زبان کا پلّہ بھاری ہے اور اصول جمل کے لحاظ سے کتابت معتبر ہے نہ قرائت۔ پس ہم (ہوئی) اور (ہوئے) کی کتابت مین ناگزیر دو یا کو تسلیم کرتے ہین اور اسی کا نتیجہ لازمی ہے کہ ان دونون کے اعداد ۳۱ مانتے ہین۔

استادی داغ مغفور سے ہم کو اس کے متعلق گفتگو کا موقع ملا تھا آپنے فرمایا کہ دونون جائز ہین خواہ ان الفاظ کو ایک یا سے لکھو یا دو یا سے پھر فرمایا کہ ہم نے تو (ہوئی) کا رسم الخط اکثر دو یا سے دیکھا ہے اور (ہوئے) کی کتابت دونون طرح پر۔ پھر آپ ہی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ایک تاریخ مین لفظ (ہوے) کے اعداد (۲۱) محسوب کئے ہین لیکن آیندہ تاریخون مین دو یا کے پابند رہین گے۔ وھو ہذا

داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی	معتمد صاحب ہوے زیبا خطاب
۱۳۰۸ھ	

ہمارے استاد جمل قدر بلگرامی نے ہم سے کہا کہ کیننگ کالج کی تاریخ مین ہم نے شعر ذیل مین لفظ (ہوئے) کا استعمال دو یا کے ساتھ کیا ہے اور اس لفظ کے اعداد ۳۱ محسوب کئے ہین۔

ہوئے میر عمارت بیکدل کرنل ہوش ہین		دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین
۱۸۷۸ء		۱۸۷۸ء

فرمایا کہ بعض احباب نے ہمپر اعتراض کیا اور کہا کہ ہوئے کے عدد ۲۱ محسوب ہونے چاہئین نہ ۳۱ تو ہم نے اون کو یہ کہکر ساکت کیا کہ اگر آپ کی ایسی ہی خوشی ہے تو (ہوش) مین ایک یا بڑھا دیجیے چھٹی ہوئی۔ پھر یہ فرمایا کہ بعض تاریخین ہمارے ایسی بھی ہین جن مین لفظ (ہوے) کے اعداد ۲۱ محسوب ہوے ہین جیسے

نہان و آشکارا قدر لکھہ مصراع تاریخی		ہوے کامل یہ علم آگاہ بار اسی چہتر مین ۱۲۷۶ھ

مؤلف نے عرض کیا کہ اصول حمل کے لحاظ سے دو عملی ناخوشنما ہے یکسوئی ہونی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ بے شک۔ لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ صحیح رسم الخط ان الفاظ کا کیا ہے جس کے بعد اعداد تابع رسم الخط ہون گے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ کاتبین تو عموماً (ہوئی) کو دو یا کے ساتھ لکھتے ہین اور ہمارے قلم سے بھی بے ساختہ ایسی ہی کتابت ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ اصلیت حروف پر اب تک کسی نے روشنی نہین ڈالی۔ بہر حال تمہارے لئے مین یہی صلاح دونگا کہ رسم الخط کے تابع رہو اور یہی حکم ہے اصول حمل کا۔

اس گفتگو کے بعد ہم ان دونون الفاظ مین دو یا کے پابند رہے اور ۳۱ عدد

محسوب کرنے لگے ۔ اور آج تقریباً بائیس سال کے بعد بھی ہماری تحقیق میں اب تک اسی کا پلّہ بھاری ہے ۔ مولانا سید علی کامل کے ارشاد اور صاحب فرہنگ آصفیہ کے اسناد سے بھی ہم (ہوئی ۔ موئی ۔ چھوئی ۔ ہوئے ۔ موئے ۔ چھوئے) میں دو یا کا وجود پاتے ہیں اور ۳۱ عدد محسوب کرنے پر مجبور ہیں یعنی ہم مذہب اول کے پیرو ہیں ۔

پیروان مذہب دوم اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہیں اور اون کے طرز عمل پر ہم کوئی حرف گیری نہیں کرتے اس لئے کہ انہوں نے ماضی مطلق (ہوا ہوا چھوا) پر ہوی ۔ موی ۔ چھوی ۔ کی بنیاد قائم کرلی ہے لیکن ہم اس قدر ضرور عرض کرین گے کہ اون کو اس کا پابند رہنا چاہیئے کہ کتابت بھی ایک ہی یا کے ساتھ کرین اور یا پر ہمزہ نہ دین ۔

تیسرے گروہ کی نسبت البتہ ہم اس قدر کہنے پر مجبور ہیں کہ انکو یکسوئی اختیار کرنا چاہیئے ۔ (ہوئی) میں مذہب اول کی پیروی کرنا اور (ہوے) میں مذہب دوم کو ماننا ۔ یک بام و دو ہوا کا مصداق ہے واقعات متذکرہ بالا کے پڑھنے کے بعد یا تو وہ اصلیت اور حقیقت لفظ کو تسلیم کرکے تابع رسم الخط جاریہ رہیں یا زباندانان حال کی زبان کے بھروسہ پر رسم الخط کی تبدیلی و مذہب دوم کی پیروی فرمائیں ۔

جناب امیر مینائی کی ایک تاریخ ہمکو ملی ہے جس میں لفظ ہوئی کا استعمال مادّہ تاریخ میں ہوا ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مذہب دوم کے پیرو تھے

تاریخ صحت منشی امتیاز علی وزیر ریاست بھوپال

عمر خضر نصیب مرے دستگیر کو لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا ۳۲	چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو ۱۳۱۰ = ۱۲ ۷۸

زبان اردو کے رسم الخط کے متعلق جب کوئی رسالہ موجود نہین ہے تو ہم قلمی اور مطبوعہ رسائل سے کام لیتے ہین جو لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ اور دلّی اور مضافات دلّی سے شائع ہوئے ہین۔ ان رسائل مین لفظ ہوئی اور ہوئے کا رسم الخط دو یا کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے مخالف بعض خطّاطون کو جب یہ سند رسم الخط ناگوار گزری اور اون کی توجہ ایک یا کے قائم رکھنے اور دوسری یا کے مٹانے کی جانب رجوع ہوئی تو اونہون نے اس قدر تعصب سے کام لیا کہ دو یا کی حقیقی ضرورت کے مقام پر بھی ایک یا پر قناعت کی۔ حضرت امیر کا مشہور لغت آپ کی زندگی مین کامل نگرانی کے ساتھ طبع ہوا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس مین صحّت الفاظ کا بڑا ہی خیال ملحوظ رہا ہے۔ اس لغت مین جہان کہین الفاظ بنائی۔ آئی۔ کوئی۔ ہوئی۔ للچائی۔ وغیرہ مستعمل ہین اونمین بھی ایک یا سے کام لیا گیا ہے اور ضرورت وزن شعر کے لئے اسی ایک یا پر ہمزہ رکھدیا گیا ہے۔ محاورہ (آنکھہ للچائی ہوئی پڑنا) کو (آنکھہ للچائی ہوئی پڑنا) لکھہ کر جرئت کا یہ شعر سند مین پیش ہوا ہے ؎ ہی غضب اپنی طبیعت اوسپہ ہے آئی ہوئی ۔ جسپہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھہ للچائی ہوئی ۔ ہم نے اس ایک شعر کو صرف بطور نظیر طرز کتابت و مثال اصلاح رسم الخط پیش کیا ہے سارا لغت اسی قسم کے نظائر سے بھرا ہوا ہے اب انصاف پسند اہل زبان خود دیوان

جرأت کو ملاحظہ فرماوین جواون کی زندگی مین طبع ہوا ہے جسمین للچائی اور ہوئی دونون کے رسم الخط مین دو یا ہین پس معاصرین کا یہ طرز خاص خاص کتابون مین اصلاح زبان کے ساتہ اصلاح رسم الخط کا حکم رکہتا ہو اور معاصرین اہل زبان اس کو پسند فرماتے ہون اور صحیح مانتے ہون تو ہماری راے مین اون کو ایک یا کے عدد پر قناعت کرنا جائز ہے لیکن اصول قواعد جمل کے لحاظ سے ان کو براہ کرم ہمزہ سے بہی دستکش ہونا چاہیئے اس لئے کہ اگر ہمزہ دخل کتابت رہے گا تو وہ بزبان حال پکار اٹہے گا کہ (آئی ہوئی) کو دو یا کے ساتہ لکہو۔

استادان زبان کے اکثر اون دو اوین کی سیر ہمنے کی ہے جو ان کی زندگی ہی مین چہپ چکے ہین اور بعض کا چہاپہ انہین کی خاص نگرانی سی ہوا ہے کل ایسے دو اوین مین۔ بنائی۔ ہوئی۔ آئی۔ کوئی۔ للچائی۔ وغیرہ مین دو یا کی کتابت ہمزہ کے ساتہ موجود ہے۔ بعض معاصرین فرماتے ہین کہ پرانی اردو کا رسم الخط ایسا ہی تہا اور جب روز بروز اس کی اصلاح ہوتی گئی اور زمانہ حال کی زبان مین بہت سے تغیرات ہو چکے ہین تو اب رسم الخط قدیم کو متروک خیال کرنا چاہیئے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جو حکم۔ بہت خوب۔ لیکن زبان اردو کے ساتہ رسم الخط کی ایسی اصلاح کے لئے جس مین اصلی حروف چٹ ہو چکے ہین اور قواعد بدیہی کے برخلاف عمل ہوا ہے آخر کوئی نہ کوئی دلیل بہی ہونی چاہیئے (چاہیئے) کو ایک یا کے ساتہ (چاہے) لکہکر اوسپر ہمزہ دیدینے کا نام اگر اصلاح رسم الخط ہے تو ہماری راے مین اس اصلاح سے رسم الخط

کا خون ہوا ہے۔ جس شعر مین (کوئی) کو اظہار ہمزہ کے ساتھ پڑہنے کے بغیر بحر قائم نہین رہتی اوس مین ناگزیر ہمزہ کو قائم رکھنا اور مظہر ہمزہ کو ترک کرکے ایک یا سے کام لینا ہماری سمجھ مین بالکل نہین آتا کہ کس بنیاد پر ہے۔ کم سے کم اگر انہین استادان مصلح کا کوئی رسالہ رسم الخط اس اصلاح کے لئے سند ہوتا تو ذمہ داری کا بار اون کے سر ہوتا۔ رسالہ اصلاح رسم الخط قدیم ندارد اور ایسی فاش غلطی کے نشانۂ ملامت بننے کے لئے بے زبان کاتب راضی ہین۔ پہر اصلاح رسم الخط کا دعوے کرنا چہ معنی دارد۔

ہوئی اور ہوئے مین تو کہنے کے لئے یہ گنجایش ہے کہ ہوا سے ہوی اور ہوئے بنا لیا گیا۔ مگر جب کہ (للچائی کا ماخذ (للچایا) ہے تو پہر اس کو ایک یا سے (للچائی) لکھہ کر ہمزہ سے کام نکالنا اور مظہر ہمزہ کی ضرورت نہ ماننا کیسی انوکہی بات ہے

اب ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہین۔ افسوس ہے کہ نہ داغ مغفور ہین نہ امیر مرحوم اور نہ قدر و کامل اگر وہ ہوتے تو اس بحث کا تصفیہ انہین کے ہاتہون ہوتا۔ ہم شائقین فن جمل کی خدمت مین صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ وہ ضرورت جمل کے لئے اس طوفان کے دہوکے مین نہ آئین۔ جہان کہین انکو ایسے الفاظ مین یا پر وجود ہمزہ کا اطمینان ہو وہ اس کو بغرض اظہار ہمزہ دو یا سے لکہین۔ کبہی للچائی اور آئی اور کوئی اور اون کے مماثل الفاظ مین ایک یا سے کام نہ لین اور اصلاح جدیدۂ رسم الخط پر فاتحہ پڑہین۔ ہوئی اور ہوئے۔ چہوئی اور چہوئے اور موئی اور موئے کی نسبت اگر اون کو دلی کے اہل لغت پر بہروسہ ہو اور ہماری رائے کے ساتھ اتفاق تو ان الفاظ مین بہی دو یا داخل کتابت

رکھیں اور دونوں کے عدد محسوب فرمائیں والّا اون کو مذہب دوم کے اختیار کرنے میں آزادی ہے۔ لیکن مذہب دوم کو جدید رسائل کی کتابت کے بہروسہ پر الفاظ للچائی و آئی و کوئی سے متعلق نہ سمجھیں وما علینا الا البلاغ

لکھنؤ کے نامی ناول نگار مولوی عبدالحلیم شرر سے قریب قریب کل ہندوستان واقف ہے حیدرآباد کی خوش قسمتی سے آپ آجکل ناظم تعلیمات کے مددگار ہیں۔ جب ہم نے اس بحث میں آپ سے استصواب کیا تو آپنے مہربانی آمیز جواب سے ہمکو شکرگزار فرمایا جس کو ہم بجنسہٖ ذیل میں نقل کرتے ہیں

(ہوآ۔ ہوئی۔ ہوئے۔ کا تلفظ واو سے نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے ہے۔ اور املا میں ہمزہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی حرکت کے مناسب حرف علت کی صورت میں لکھا جاتا ہے اس لئے بجائے (ہوے) کے (ہوئے) لکھنا صحیح ہے۔ اور تاریخ میں دو حرف یا محسوب ہونے چاہییں۔

ہماری رائے میں حضرت شرر کی یہ تحریر مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے اور اس سے بھی مذہب اول کی تائید ہوتی ہے۔ قدماء کے کلام بلاغت نظام سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ امیر خسرو دہلوی کا ایک قطعہ ہمکو یاد ہے جس کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ اس سے بھی رسم الخط مافی البحث پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

رفتم بتماشاے کنار جوئے		دیدم بلب آب زن ہندوئے
گفتم کہ بہاے سرمویت چہ بود		آواز برآورد کہ دُر دُر موئے

یادگاران غالب مرحوم سے حضرت تاباں دہلوی اور رسائل دہلوی

بقید حیات ہین حضرت تابان کا ایک مطلع ہے کہ (ے) وصل کی شب وہ سمٹتے ہین پرے جاتے ہین ۔ چھوئی موئی ہین کہ چھوئے سے مرے جاتے ہین حضرت سائل فرماتے ہین ۔ (ے)

مرنے کی میرے اسکو سنا کر خبر کوئی	اتنا بھی کہدے ابتو تسلّی ترہی ہوئی
الفت مین اتنی چاہیے خاطر کو یک سوئی	ہم جس کو چاہتے ہون نہ چاہے اوسے کوئی

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور پیروان مذہب دوم کی توفیق کے لئے دعائے خیر ۔

ہمزۂ بعد الف کی نسبت یہ امر فیصل شدہ ہے کہ وہ کوئی چیز نہین ہے اُس کا کوئی عدد محسوب نہ ہوگا اور یہی حکم ہمزۂ بعد واو کی نسبت ہے جیسے لفظ (ضوء ہ) جس کے عدد بترک ہمزہ ۸۱۱ محسوب ہوتے ہین ۔ اس لئے کہ ہمزہ بعد واو مثل ہمزہ بعد الف ہے ۔ اسی طرح (وضوء ہ) کے عدد بھی بترک ہمزہ ۸۱۷ لئے جاوین گے ۔ یہی کیفیت جزء و دف ء کی ہے جس مین ہمزہ حساب جمل سے خارج رہتا ہے ۔

ہمزۂ بعد الف کی نسبت بعض متاخرین نے ایک عدد محسوب کیا ہے جس کا ذکر صاحب سبحۃ المرجان نے فرمایا ہے ۔ فرماتے ہین کہ وجد لبعضہم تاریخ وفاتہ (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) وہمزۃ علماء وہمزۃ انبیاء محسوبتان فی التاریخ (انتہی) یعنی بعض نے کسی عالم کی وفات کی تاریخ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ مین پائی ہے ۔ اور الفاظ علماء اور انبیاء دونون مین ہمزہ محسوب ۱۰۵۲

ہوا ہے۔ اس موقعہ پر آزاد بلگرامی نے مورخ کے نام سے سکوت فرمایا ہے لیکن چونکہ وہ تاریخ شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی کی وفات کے متعلق کہی گئی ہے تو معلوم ہو چکا کہ اس کے مصنف و مورخ متاخرین سے کوئی بزرگ ہیں۔

اور اسی طرح آزاد بلگرامی نے احوال عبدالجلیل بلگرامی میں فرمایا ہے کہ لازم السلطان فرخ سیر وقضی بمامن عنایاتہ ماکان لہ من وطر و نظم الجلوسہ تواریخ الاسنۃ الاربعۃ المذکورۃ والذی بالعربیۃ ہذا (ہ)

قد تولّی فرخسیر ملک ہند	وله من عون القدیر اعتدار
فاقتبسنا تاریخہ من کلام	صمدی یورثہا من یشاء

والہمزۃ محسوبۃ فی التاریخ لان الجلوس فی سنۃ اربع وعشرین و مائۃ والف (انتہی) یعنی (صاحب تذکرہ) ملازم ہوا فرخ سیر کا اور روا کیا اس کی عنایتوں کی برکتوں سے اپنے حوائج کو اور نظم کیں اس کے جلوس کے لئے تاریخیں چار زبانوں میں جن میں سے عربی تاریخ یہ ہے (جو اوپر لکھی گئی) اس تاریخ میں ہمزہ شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ جلوس سنہ ایک ہزار ایک سو چوبیس میں ہے۔

اسی طرح نعمت خان عالی نے کامگار خان کی شادی کی تاریخ میں ہجو کی ہے جو سنہ ایک ہزار ننانوے ہجری میں واقع ہوئی تھی جس میں ہمزہ کا عدد محسوب ہوا ہے (ہ)

نحو جائز کردہ اینجا النقار ساکنین ۱۰۹۸ + ۱ = ۱۰۹۹

حرف مدراساخت مدغم پیر عقل انگاہ گفت

آزاد بلگرامی نے اس تاریخ کی نسبت لکھا ہے کہ مادہ تاریخ میں ایک عدد کی

کمی ہونے کی وجہ سے شاعر نے تعمیہ سے کام لیا ہے یعنی حرف مذکور جس سے الف مراد ہے مادۂ تاریخ مین مدغم کیا ہے اور نیز لفظ التقار کے ہمزۂ مابعد الف کو بھی محسوب فرمایا ہے درحالیکہ ہمزہ کے عدد کا محسوب کرنا تاریخ گویان عرب کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ نہ وہ داخل حروف ہے اور نہ اسکے لئے کوئی عدد جمل۔

پھر آپ ہی نے خزانۂ عامرہ مین بضمن احوال یحییٰ کاشی اس کی تاریخ موت کا ذکر کیا ہے یعنی (ع) احیار سخن چو کرد یحییٰ جان داد ۱۰۶۴ اور فرمایا ہے کہ اس مادۂ تاریخ مین لفظ احیار کے الف آخر کے بعد کا ہمزہ حساب جمل سے خارج ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اکثر مورخان فارس ہمزہ کا عدد لیتے ہین اور بعض نہین لیتے۔ اور مورخان عرب اکثر ایسے ہمزہ کو ترک کرتے ہین اور بعض اوس وقت محسوب کرتے ہین جب کہ مادہ تاریخ کسی آیت قرآنی یا حدیث مین پایا جاوے جیسا کہ عبدالجلیل بلگرامی نے تاریخ جلوس فرخ سیر مین عمل کیا ہے۔ (جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہین)

ہم اس موقعہ پر صرف اسی قدر بیان پر خاموش نہین رہ سکتے اس لئے کہ یہ کتاب صرف بیان واقعات کے لئے نہین ہے ہم ضرور عرض کرین گے کہ جن شعرائے عرب نے ہمزۂ بعد الف التقار یا احیار کو حرف قرار دیکر اسکا عدد لیا ہے اونہون نے غلطی کی ہے۔ آزاد بلگرامی نے نہ شعرائے قدیم عرب کی اون تاریخات کی نقل کی اور نہ اُن کے نام گنوائے محض تذکرۃً اُن کے مذہب جمل کا ذکر کر دیا ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ

شعرائے عرب یعنی ماقبل ذہنہ سنہ ہین عبدالجلیل بلگرامی کے لئے۔ اور یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ مورخان عرب کے پاس آیۂ قرآنی اور حدیث نبوی سے ملے ہوے مادّہ مین ایسا عمل بعض وقت جائز قرار پایا ہے اس کے متعلق بھی متقدمین کے کسی ایسے مادّۂ تاریخ کی سند نہین پیش ہوئی تاکہ ہم اوس سے اس بات کا اندازہ کرسکتے کہ مورخ کا رتبہ فنّ جمل مین کیسا ہے۔ ہمارے روبرو اس کے متعلق بھی جو کچھہ ہے وہ آزاد بلگرامی کا تذکرہ اور عبدالجلیل بلگرامی کی تاریخ ہے اور بس۔ اللہ اللہ خیر سلاّ۔

پس ایسی حالت مین ہم ایک عام قاعدہ کے مقابلہ مین جس کی تصدیق محقّقین و متقدمین فن جمل کے اقوال متعددہ سے ہوتی ہے۔ ایسے استثنا کو جائز نہین قرار دے سکتے۔ عبدالجلیل بلگرامی کو ضرورت وقت نے ایسے عمل ناجائز پر مجبور کیا ہوگا۔ یا فن جمل مین اونہون نے اپنے معلومات کو اسی حد تک پایا ہوگا۔ یا آپ سے تسامح ہوا ہوگا۔

ہم گزشتہ حصہ کے متعدد مقامات پر اون محقّقین کی عبارتون کی نقل کرچکے ہین جنمین سے بعض نے حروف تہجی کے ذیل مین ہمزہ کا ذکر کیا ہے اور بعض نے ہمزہ کے عدد کے متعلق صاف صاف لکھدیا ہے کہ ہمزہ کے لئے جمل مین کوئی عدد نہین ہے۔ اور اونمین سے کسی نے یہ استثنائی جزئیہ نہین بیان کیا کہ آیت قرآنی یا حدیث نبوی مین مادّہ پایا جاوے تو برخلاف قاعدہ عام عمل کرنا جائز ہے۔ اور اون کا طرز بیان بتلا رہا ہے کہ وہ ایسے محتاط افراد تھے کہ اعداد تاے مدوّر کی بحث مین اختلاف اقوال کی کوئی نزاکت

اونہون نے اپنے بیان مین نہین اوٹھا رکھی پس ایسی حالت مین آزاد بلگرامی کا صرف یہ فرما دینا کہ مورخان عرب نے برخلاف قاعدۂ عام ایسا کیا ہے بدون سند ہم نہین مان سکتے ۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ بعض مورخین زمانۂ حال اپنے لئے عبدالجلیل بلگرامی کی سند کو کافی خیال کرین لیکن ہم اُنکے لئے کبھی ایسا مشورہ نہین دے سکتے اس لئے کہ غلطی کی مثال کسی کے لئے سند کا کام نہین دیسکتی

اب رہی نعمت خان عالی کی فارسی تاریخ جس مین اونہون نے لفظ التقا مین ہمزہ بعد الف آخرین کو محسوب کیا ہے ۔ وہ بھی فارسی مورخین کے لئے سند نہین ہوسکتی اس لئے کہ زبان فارسی کے قاعدہ اور رسم الخط کے لحاظ سے اون کا عمل غلط ہے یعنی التقار ساکنین اور اجیار سخن دونون مرکبات زبان فارسی سے ہین اور فارسی کا قاعدہ کہہ رہا ہے کہ ایسے مرکبات مین جب حرف الف آخر کلمہ مین واقع ہو تو مضاف کے بعد یاے حطی کا لانا ضرور یات سے ہے ۔ صاحب منتخب النحو فرماتے ہین کہ ہر اسمے کہ در آخر آن الف باشد و ماقبل آن مفتوح بود و میخواہین واو باشد و ماقبل آن مضموم بود و آن را مضاف کنند می باید کہ یاے زائدہ میان مضاف و مضاف الیہ در آرند مانند او اے معشوق و ابروے محبوب و این یا را در وقت خواندن ہمزۂ ملینہ بدل کنند ۔

پس نعمت خان عالی کے مصرع تاریخ مین اگر برخلاف قاعدہ رسم الخط فارسی بجاے ہمزۂ آخر لفظ التقار یا کی کتابت بضرورت تاریخ ترک ہوی ہوا و ہمزہ کے عدد برخلاف قاعدۂ عام جمل محسوب ہوے ہون تو کہا جائے گا کہ استاد سخن نے فن جمل کی کسی معلومات کی وجہ سے تسامح کیا ہے ۔ اور ایسا تنزل

مصرع ہمکو خلاف ورزی قاعدۂ عام کے لئے سند نہین ہو سکتا۔

باقر گیلانی نے جلوس عالمگیر کے تاریخی بیان کے آغاز مین بضمن لغت قواعد فارسی کا لحاظ رکھا ہے اور (ملجاے دوسرا) مین بعد الف ملجا یا کو محسوب فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ ملجاے دوسرا امام المتقین ۱۰۶۸

مکرم جہان مقبول الٰہ سید المرسلین ۱۰۶۸ (ے)

سماے حکم وسخا و مہ جمال و کمال		پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ چنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

اس شعر مین لفظ سما کے بعد یا مطابق قاعدہ ہے۔ صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ ہرگاہ کہ خدائی یا اولنگ مین ہمزہ کے عوض یا محسوب کی جاتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے تو ازا جاء و ماشاء کا ہمزہ بعد الف بھی مستحق یک عدد ہے۔ ہم کہتے ہین کہ اولنگ مین یا کی کتابت بغرض اظہار ہمزہ ہوئی ہے۔ اور سائل مین الف بھی بغرض اظہار ہمزہ ہے۔ اور سئول مین واو بھی اسی غرض سے ہے۔ پس اہل جمل نے اولنگ مین یا اور سائل مین الف اور سئول مین واو محسوب کرنے کا حکم ہمزہ کی خاطر اور اس کی کسی مرتبت کی وجہ سے نہین دیا بلکہ کتابت اور رسم الخط کی وجہ سے جس مین ی۔ ا۔ و موجود ہے۔ ہرگاہ ابتداے بیان مین یہ بات طی ہو چکی ہے کہ ہمزہ کوئی مستقل حرف نہین ہے تو پھر ماشاء کے ہمزۂ آخر کے لئے عدد کی سفارش بے موقع اور غیر موجّہ ہے۔ قواعد اس کی قبولیت کے مانع ہین امید ہے کہ آپ معاف فرماوین صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ الفاظ دیوانہ یا بیگانہ کا ہمزہ

ہمزہ بعد الف کا حکم رکھتا ہے یعنی بلحاظ رسم الخط اس کو حروف لفظ مین کچھ دخل نہین ہے اور نہ ان کے لئے حروف ثلاثہ یعنی الف ۔ واو ۔ ی ۔ سے کوئی حرف موجود ہے ۔ قواعد فارسی کی رو سے لفظ دیوانہ یا بیگانہ کا اصل لفظ دیوانئی یا بیگانئی تہا لیکن جب کہ قاعدہ نے رسم الخط سے دو یا کو حذف کرکے اس کے عوض صرف (ے) کو قائم کر دیا ہے تو اب حساب جمل مین بروے قاعدۂ عام مجھ رسم الخط کی پابندی لازم ہے پس دیوانہ کے اعداد ۷۶ ۔ اور بیگانہ کے اعداد ۳۸ محسوب ہون گے اور ہمزہ کا کوئی عدد نہ لیا جاوے گا ۔

ی

جن الفاظ عربی کے آخر مین یا ہے اور فارسیون نے اوس کو الف سے بدل دیا ہے جیسے تمنی ۔ ماجری ۔ جس کو فارسیون نے تمنا اور ماجرا کر لیا ہے اس کے حرف آخر کے عدد عربی مین بلحاظ کتابت یا دس محسوب ہون گے ۔ اور فارسی مین بلحاظ کتابت الف ۔ ایک ۔

صاحب ملخص تسلیم نے حبیب اللہ بشیر کی ایک تاریخ پر اعتراض فرمایا ہے اور وہ تاریخ یہ ہے ۔

بشیر القصہ جب تفتیش سال اسکا کیا مین نے	مروش غیب لی تر غیب یون مجھکو بایما کی
نمایان مصرع تاریخ مطبوع طبائع ہر	عجب لکھی گئی تو شیح اردوے معلی کی
	۱۲۹۵

آپ فرماتے ہین کہ درین قطعہ قافیہ افزا و ہویدا و ایما و دنیا آشکارست ۔ معلی بیائے محض بوجہ تاریخ و در قوافی الف قاعدۂ عربی جاری

کردن بیجاست (انتہیٰ)

افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے غور سے کام نہیں لیا اردوے معلیٰ کی یا کو زبانداناں اردو نے بہ تبدیل الف جائز نہیں رکھا۔ پس بیچارہ موزخ نے اگر لفظ صحیح کو استعمال کیا تو اوسپر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اوس نے یا کو بضرورت تاریخ نہیں قائم رکھا ہے بلکہ بضرورت صحت لفظ و رسم الخط قائم رکھا ہے۔ جو غلطی اس مادہ میں ہے وہ اور ہے یعنی موزخ نے لفظ (گئی) میں صرف ایک یا کو محسوب فرمایا ہے تسلیم سہسوانی نے غالباً اس پر غور نہیں فرمایا۔

لائق مؤلف فرماتے ہیں کہ موے و روے و سوے و توے و ہمیں قیاس دلجوے و گوے بدو یاست۔ ہم کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر آپ سے تسامح ہوا ہے۔ دو یا محسوب ہونے کی ضرورت اوس وقت ہوگی جب کہ ہم دلجوے کو دلجوئے کہیں یا گوے کو گوئے یا توے کو توئے یا موے کو موئے ہم اس قاعدے کو ہمزہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں اور درحقیقت اس کا اصلی مقام وہی ہے۔ لائق مؤلف نے چونکہ الفاظ موے۔ روے سوے۔ توے۔ دلجوے۔ گوے۔ کے رسم الخط کو بدون ہمزہ لکھا ہے اور ایسے یا کے عدد ۲۰ لینے کا حکم دیا ہے اور خواہ نخواہ حرف یا کے ذیل میں اس کا ذکر فرمایا ہے لہذا دفع غلط فہمی کے لئے اس موقعہ پر ہمنے صراحت کردی

حروف مشدّدہ

حرف مشدّد کی نسبت قاعدہ عام کے ذیل میں بھی ایک اجمالی بیان گزرا ہے

اور آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں بضمن بیان صنعت تاریخ لکھا ہے کہ

یعدّ المشدّد حرفاً واحداً کالمشدّد وکذلک الہمزۃ الممدودۃ کامن (انتہی)

یعنی شمار کیا جاتا ہے حرف مشدّد ایک حرف جیسا لفظ مشدّد اور اسی طرح ہمزہ ممدودہ جیسا لفظ آمن۔

ہمزۂ امن کی بحث ہمنے بضمن حرف الف کی ہے اس موقعہ پر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حرف مشدّد کی نسبت صاحب معدن الجواہر نے بھی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ حساب جمل میں تشدید کوئی چیز نہیں ہے چون کہ جمل کا قاعدہ عام کتابت پر مبنی ہے اور تشدید کی وجہ سے کتابت میں کوئی تکرار نہیں واقع ہوتی لہذا اہل جمل نے حرف مشدّد کو ایک ہی حرف قرار دیا ہے اور جہاں کتابت میں مشدّد کے دو حرف لکھے جاتے ہیں جیسے اللہ وہاں یہ سمجھنا چاہیئے کہ لام اول درحقیقت قرارت میں داخل نہیں ہے بلکہ لام دوم مشدّد ہی سے قرارت کا کام لیا جاتا ہے اور اس خاص رسم الخط کا بیان حرف ل پر گزر چکا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس کلیہ کو تسلیم فرما کر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مورخ الفاظ مشدّدہ کے مکرّر شمار سے مادہ تاریخ حاصل کرے تو یہ ایک قسم کی صنعت ہو سکتی ہے جیسا کہ آپ کی ایک تاریخ ہے۔ وہو ہذا۔

تعمیر مسجدے چو امیر علی نمود	تاریخ سال جستم و فرمود زاہدے
ہجری ست با مشدّد و فصلی بضابطہ	بر چاہ باولی شدہ تیار مسجدے
	۹۷ ۱۲ ف

آپ نے اس مادۂ تاریخ سے جو فی الحقیقت سنہ فصلی کا مادّہ ہے تشدید

یائے لفظ تیار سے دو یا محسوب کر کے ۱۳۰۰ھ ہجری بھی پیدا کیا ہے اور عمل غلط کا نام صنعت رکھنا چاہا ہے اور یہ گویا اس بات کی ہدایت ہے کہ قواعد جبل کی خلاف ورزی کرنے والے صنّاع کا لقب پاوین ۔ اگر ایسی آزادی عطا کر دی جائے اور غلطی کو صنعت کہدیا جائے تو سارا قاعدہ خاک مین ملجائیگا ۔ ایک مادّہ سے دو مادون کا حاصل کرنا بے شک ایک صنعت ہے جس کا نام صنعت زوتا یخین ہے اور ہمنے اس کا ذکر بجائے خود کیا ہے اور وہ صنعت اُس وقت قرار پاسکتی ہے جب کہ قواعد جبل کی پابندی کے ساتھ وہ خوبی حاصل ہو جو اس صنعت کی تعریف ہے اگر ہمارے مشفق کو اپنی تاریخ بحال اور برقرار رکھنے کے لیے کوئی خاص نام ہی درکار ہے تو ہم اس کا نام صنعت مصنوعی رکھتے ہین جس سے بچنا اس کی عین تعریف ہے ۔

دوسرا باب عمل یعنی فروع جبل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

(۱) تاریخ کی تعریف

کسی چیز کے وقت کے پیدا کرنے کو اہل لغت تاریخ کہتے ہین اور اصطلاح مین ایک علم کا نام ہے جس مین واقعات عام یا خاص کا ذکر کرین ۔

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ تاریخ در اصطلاح عبارت ست از تعیّن کردن مدتے از ابتداے امر عظیم و قدیم و مشہور تا ظہور امر ثانی کہ عقب او ست تا کہ دریافتہ شود بزمانہ آیندہ و دیگر ظہور این امر ثانی بخلاف

نسبت بعد مدت امر قدیم مشہور اول۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ تاریخ نام صنعتی ست از صنائع علم بدیع و این عبارت ست از آن کہ متکلم بیان کند سال ہجری یا سال دیگر را برائے وقوع امرے بلفظے یا فقرۂ یا مصرعے یا زیادہ ازان کہ اعداد آں بحسب حساب جمل موافق سال مذکور باشد۔

صاحب سبحۃ المرجان کا قول ہے کہ ومنہا مختصۃ بالعرب کاستخدام المضمر وحسن التخلص والتاریخ علی قاعدۃ الجمل وغیرہا (انتہی) یعنی اور بعض اونمیں سے عرب کے ساتھ مخصوص ہین جیسے صنعت استخدام ضمیر وحسن تخلص اور تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ۔

آپ ہی نے غزلان ہند مین فرمایا ہے کہ فقیر صنائع عربی وہندی ملاحظہ کردم سہ قسم برآمد بعضے مشترک درعرب وہند مثل ایہام وحسن التعلیل الخ و بعضی مختص بعرب مثل استخدام مضمر وحسن التخلص یعنی گریز قصیدہ و تاریخ بقاعدۂ جمل وغیرہا وبعضے مختص بہند۔

پھر آپ ہی نے سبحۃ المرجان مین لکھا ہے کہ التاریخ ہو عبارۃ عن ان یبین المتکلم عاما ہجریا لوقوع حادثۃ بقاعدۃ الجمل وہو عروۃ لا یدی الادبار ولعبۃ فی محافل الظرفاء والعجب انہم قصروا عن ادراکہ حیث ما ادخلوہ فی سلک انواع البدیع ولم ینظمہ احد من اصحاب البدیعیات التی طالعتہا وہو حری بذالک اما ادباء الفرس فقد قضوا حقہ وذکروہ فی انواع البدیع الفارسی (انتہی)۔ یعنی تاریخ عبارت ہے اِس سے کہ متکلم سال ہجری کسی

حادثہ کے وقوع کا فنّ جمل کے قاعدہ سے بیان کرے اور یہ صنعت ایک دستاویز ہے ادیبون کے ہاتہ مین اور ایک کہلونا ہے ظریفون کی محفلون مین اور تعجّب اس کا ہے کہ مؤلفین عرب نے اس صنعت کا حق ادا کرنے مین کوتاہی کی ہے بدین وجہ کہ اس کو اقسام فنّ بدیع مین ذکر نہین کیا اور نہ اصحاب بدیعیات مین سے جو میری نظر سے گزرے ہین کسی نے اسکو نظم کیا حالانکہ یہ صنعت ذکر کرنے کے قابل ہے ۔ لیکن فارس کے ادیبون نے اسکا حق ادا کیا ہے اور فارسی کے فنّ بدیع کے اقسام مین اس کو بہی جگہ دی ہے ۔

صاحب ہفت قلزم کا قول ہے کہ تاریخ عبارت ست از آن کہ جہت حدوث واقعہ لفظے یا مصرعے یا زیادہ کہ بحسب حروف مکتوبہ از روے حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آن باشد تاریخ آن کنند (انتہی)

صاحب منتخب اللغات نے لفظ تاریخ پر صرف اس قدر لکہا ہے کہ وقت چیزے پدید آمدن باشد وبس ۔

اب ہم کہتے ہین کہ لفظ تاریخ کے اصطلاحی معنون مین اہل لغت نے کوتاہی کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ اون کو اس فن پر عبور کامل نہ رہا ہو اور تعجب اس کا ہے کہ جن مصنفین فن جمل نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتہ کیا ہے اونہون نے بہی تعریف اصطلاحی لفظ تاریخ پر توجہ مبذول نہین کی ۔ اگر ہم اس موقعہ پر تعریف اصطلاحی کو افراد تاریخ پر حاوی نہ رکہین گے تو خود ہمکو اقسام تاریخ کے بیان کرتے وقت مشکلات کا سامنا ہوگا یعنی بعض اقسام تاریخ ۔ تاریخ کے ذیل سے نکل جاوین گے ۔ پس جمل کی واقفیت عامہ نے ہمکو اسپر مجبور کیا ہے کہ ہم

لفظ تاریخ کی اصطلاحی تعریف حسب ذیل کرین۔

(۱) تاریخ اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام ہے جن کر اعداد حروف سے سنۂ مطلوب حاصل ہو۔ یا

(۲) محض اون الفاظ سے امور ذیل واضح ہون۔

(۱) سنۂ مطلوب۔ یا

(۲) سنۂ مطلوب مع تاریخ و ماہ۔ یا

(۳) سنۂ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز۔ یا

(۴) سنۂ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز و وقت۔

تعریف کے حصہ اول کا تعلق فن جمل سے ہے۔ اور حصۂ دوم جمل سے غیر متعلق

تعریف کے حصہ اول کی قدامت کا پتہ بعض قدیم تصانیف سے ملتا ہے۔ لیکن اوس زمانہ کے مورخ اس کے پابند نہ تھے کہ حرف یا لفظ یا الفاظ تاریخ بلحاظ واقعۂ مطلوب التاریخ مناسب یا معنی دار تجویز کرین۔

بعض متاخرین محقق نے بھی اس کو لکھا ہے کہ با معنی اور متعلق بواقعہ الفاظ مین تاریخی مادہ حروف ابجد سے پیدا کرنا غالباً استادان عجم کی ایجاد ہے۔ اور متقدمین عجم مین بھی خال خال افراد ہی ایسے گزرے ہین جن کے نام سے بعض تاریخی مصرعے منسوب ہین جیسے انوری۔ جس نے ایک مکان کی تعمیر کی تاریخ نظم کی تھی۔

اے نمودار سپہر لاجورد	(۱۰۴۲)	گشتہ ایمن چون سپہر لاجورد
بود در نرد فرح نقشش بکام		تا فرح تاریخ این نقش ست و نرد
		۲۵۴ + ۲۸۸

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجم مین بھی ابتدا ابتدا مین اہل سٹ تاریخین لکھی جاتی تھین

اس تاریخ کو اگر محاسن تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو نہایت ادنیٰ درجہ کی تاریخ ہے لیکن محض بے معنی الفاظ کے مقابلہ مین بہت اچھی ہے ۔ حافظ شیرازی کی بعض تاریخین البتہ کسیقدر ٹھیک ہین ۔ اگرچہ اون مین بھی وہ باتین جمع نہین ہین جن کو اس زمانہ نے محاسن تاریخ مین داخل کیا ہے ۔ منجملہ اونہین تاریخون کے حافظ شیراز علیہ الرحمہ کی یہ تاریخ بھی مشہور ہے ۔

کنف رحمت حق منزل او دان وانگہ		سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق ۷۵۶

بعض متقدمین عجم اور متاخرین عرب نے البتہ اس طریقہ مین یہ خوبصورتی پیدا کی کہ وہ اس مقصد کو معنی دار الفاظ مین حاصل کرنے لگے جس سے ۔ تاریخ کی رونق دوبالا ہوگئی ۔

بعض اہل لغت نے تاریخ کی تعریف مین سنہ ہجری کی جو تخصیص بیان کی ہے ہماری راے مین وہ بھی غیر موجّہ ہے اس لئے کہ تاریخ کو کوئی خصوصیت صرف سنہ ہجری سے نہین ہے عربی مورخین نے سنہ ہجری یا محمدی مین تاریخ لکھی ہو ۔ فارسیون نے ان دونون کے سوا سنہ نوروز وغیرہ سے بھی کام لیا ہو ۔ اور اہل ہند نے اپنے ملک کے مروّجہ سنین کے لحاظ سے مختلف سنین مین تاریخین کہی ہون مسلمانونکے پاس سنہ ہجری یا محمدی کی ترجیح یا ہنود کے لئے سنہ سمت یا اور کسی سنہ کی فضیلت اسی طرح پارسیون کے لئے سنہ نوروز کی اہمیت یہ تمام ایسی چیزین ہین جن کا اثر تعریف لفظ تاریخ پر نہین پڑسکتا ہم نے سنین مختلفہ کا خاص بیان اس کتاب کے خاتمہ کے لئے اظہار کیا ہے اور اس موقعہ پر اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہین کہ ہماری تحقیق مین سنہ ہجری کی تخصیص کو تعریف لفظ تاریخ مین داخل کرنا غلطی ہے ۔

اب رہی یہ بات کہ تاریخ داخل صنائع و بدائع ہے یا نہین ۔ اس کے متعلق ہم صرف قدردانان اساتذۂ فارس یا آزاد بلگرامی کے تعجب اور صاحب معدن الجواہر کے اتباع کے پیرو نہ ہون گے دیکھنا یہ ہے کہ بلغاء عرب نے اس کے متعلق کیا کہا ہے صاحب سبحۃ المرجان نے اپنی حدّ علم تک فرمادیا ہے کہ ادباء عرب نے تاریخ کو بدائع مین جگہ نہین دی ۔ جس کا آپ کو تعجب ہے اور ہمکو اس لئے تعجب نہین ہے کہ تاریخ کی تعریف سے خود ہمکو اطمینان ہوچکا ہے کہ اس مین کوئی ایسی ندرت نہین ہے جس کی رو سے تاریخ کو بدائع و صنائع مین داخل کرین ۔ جب واضع جمل نے ہر ایک حرف کے لئے اُس کا عدد مقرر کردیا تو اون حروف کے مجموعہ سے ایک سنہ کا حاصل کرنا کون سی ندرت ہے ۔ ہرگاہ قدماے عرب اس مجموعۂ حروف کو معنی دار الفاظ مین مرتب کرنے کے بہی عادی نہ تہے تو وہ تاریخی بے معنی جملہ یا لفظ کو داخل بدائع و صنائع کیون کرتے ۔ متقدمین فارس نے اون حروف سے معنی دار لفظ پیدا کرنے مین البتہ اپنی روشنی طبیعت سے کام لیا ہے لیکن اس مین بہی کوئی جدّت یا ندرت نہین ہے ۔ جس کے لحاظ سے ہم تاریخ کو ایک خاص قسم کی صنعت مانین عربون اور فارسیون نے جس قدر اقسام صنائع کی تعریف بیان فرمائی ہے انمین سے اکثر صنائع کا استعمال طبّاع مورخین اپنی تاریخون مین کیا کرتے ہین جس کے لحاظ سے ہم نے صنائع تاریخ کا ایک خاص بیان اسی فصل مین قائم کیا ہے ۔ پس ہماری راے مین کوئی ایسی قوی وجہ نہین ہے جس سے نفس تاریخ کو داخل اقسام بدائع کیا جاے ۔ بدیع کے لغوی معنی نو پیدا شدہ کے ہین ۔ ہرگاہ واضع جمل نے فن جمل کو اون دو خاص ضرورتون کے لئے وضع کیا جن کا بیان اس کتاب کے باب اول مین

گزر چکا ہے تو تاریخ کی معنوی قسم اسی پہلی غایت مین داخل ہے اور کوئی بات اس سے پیدا نہین ہوئی ۔ قدماء عرب سے جو لوگ کام سے کام رکھتے تھے وہ مجموعۂ حروف سے تاریخ کا مقصد حاصل کر لیتے تھے اور اپنے قیمتی وقت کو تلاش لفظ معنی دار مین نہین صرف کرتے تھے یا یون سمجھو کہ وہ اس کو ایک بیکار کام خیال کرتے تھے یا علم کی کمی نے مجبور اسی راستہ دکھلایا ہو اور پھر علمانے اسی کو اصل مقصد کے لئے کافی سمجھا ہو ۔ فارسی طبّاعون نے اگر معنی دار الفاظ کا التزام کیا اور مہمل الفاظ پر اس کو ترجیح دی تو اون کی اس تراش خراش کو دل کے خوش کر لینے کے لئے کھینچ تان کر داخل صنائع کر لینا اور بات ہے ۔ لیکن اس سے فاضل بلگرامی کا وہ مقصد نہین حاصل ہو سکتا کہ تاریخ کو خواہ نخواہ ہم اقسام بدائع سے ایک قسم قرار دے لین اس لئے کہ فاضل موصوف کی بیان فرمائی ہوئی تعریف مین الفاظ تاریخ کا معنی دار ہونا شرط نہین ہے اور اہل اصطلاح نے لفظ یا الفاظ معنی دار کی قید لگائی ہے ۔ پس ہماری رائے مین نفس تاریخ داخل صنائع نہین ہے ۔ ہمکو قدماے عرب کے اس عمل پر ذرا تعجب نہین ہے کہ انہون نے تاریخ کو داخل بدائع کیون نہین کیا ۔ جن کو اس سے اختلاف ہے وہ اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور بدین وجہ کہ یہ صرف اعتباری بحث ہے ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ خامہ فرسائی کرنا (ع) عزم منزل بدل محو تماشاے راہ ہونا نہین چاہتے شائقین فن کو اون کی بصیرت بڑہانے کے لئے اسی قدر کافی ہے جس قدر ہم نے بیان کیا ۔

واضح ہو کہ جس حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد جمل سے سنہ حاصل

ہوتا ہے اس کو اہل جبل نے مادّہ تاریخ سے موسوم کیا ہے اور جن الفاظ سے سال مطلوب صوری طور پر حاصل ہوتا ہے اُنپر مادّہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا بلکہ اوسکا نام صوری تاریخ ہے اور اس کو فن جبل سے کوئی واسطہ نہیں۔ تاریخ کے اقسام باعتبارات مختلفہ مختلف ہین جن کو ہم اسی کے متصلہ بیان مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

(۲) تاریخ کے اقسام

بیان عام اقسام تاریخ کے بیان مین بعض محققین فن جبل نے اختصار سے کام لیا ہے اور بعض نے اپنے اپنے مذاق کے لحاظ سے انمین کمی وبیشی کی ہے۔

صاحب معدن الجواہر کی رائے مین تاریخ کی صرف تین قسم ہین۔ (۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری ومعنوی۔ بعض نے پانچ قسم بیان کرکے تعمیہ و تخرجہ کو بھی اقسام تاریخ مین شمار کیا ہے۔ اور بعض نے بعض صنائع تاریخ کو داخل اقسام کیا ہے۔ بعض حضرات نے اقسام جبل کو بھی اقسام تاریخ قرار دیا ہے۔

ہماری رائے مین مختلف اعتبارات سے تاریخ کے مختلف اقسام ہین اور صنائع تاریخ کو اقسام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ جن صنائع تاریخ کا ذکر ہم اسی فصل کے آیندہ بیان مین کرین گے وہ ہر ایک قسم تاریخ مین آسکتے ہین اور اقسام جبل کو اقسام تاریخ مین ملا دینا تو عام کو خاص کر دینا ہے کیونکہ تاریخ کے مجموعی اقسام یا اقسام جبل سے ہر ایک قسم مین داخل ہوسکتے ہین۔

الغرض ہم نے اقسام تاریخ کو مختلف اعتبارات سے ذیل مین عرض کیا ہے تاکہ شائقین فن کو اقسام کی حقیقت اچھی طرح پر معلوم ہوسکے۔

(الف) باعتبار حقیقت تاریخ کی تین قسم ہین (۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری و معنوی - صاحبان جمل کو ان اقسام ثلاثہ سے اتفاق ہے۔ بعض محققین نے ایک چوتھی قسم تعمیہ کے نام سے بیان کی ہے اور ہم اس کو تمام اقسام سے متعلق خیال کرتے ہین - یہی وجہ ہے کہ ہمنے اس کو ان اقسام ثلاثہ سے خارج رکھا ہے اور آگے چل کر اوس کے مقام پر اوس کو ہدیۂ ناظرین کرین گے -

صوری زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی منسوب بصورت یعنی ظاہر اہل جمل نے اوس لفظ یا اُن الفاظ کو تاریخ صوری کہا ہے جن سے سنہ مطلوب معلوم ہو - محققین نے اگرچہ اس قسم کو من وجہٍ اقسام تاریخ مین داخل رکھا ہے لیکن فی الحقیقت اس کو جمل سے کچھہ تعلق نہین ہے -

اس کی مثال رباعی ذیل سے ظاہر ہے جس کو صاحب ہفت قلزم نے ذکر کیا ہے

سلطان تیمور مثل او شاہ نبود		در ہفصد و سی و نہ آمد بوجود
در ہفصد و ہفتاد و یکے کرد خروج		در ہشصد و ہفت کرد عالم پدرود

اسی طرح سعدی علیہ الرحمہ نے کتاب گلستان کی تاریخ ہی صوری لکھی ہے

در آن مدت کہ ما را وقت خوش بود		ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

اب ہم کہتے ہین کہ قسم صوری مین وہ الفاظ بھی داخل ہین جن سے سنہ مطلوب کے سانہ تاریخ و مہینہ یا روز - یا تاریخ و مہینہ و روز تینون ظاہر ہون جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے -

چون بہ تخت سلطنت بنشست آن شاہ فریس		بستم شوال بود ہشتصد یوم الخمیس

اگرچہ ہماری تعریف کا حصۂ آخرین اوس تعریف قسم صوری سے زائد ہے

جسپر اہل جمل کا اتفاق ہے یعنی اہل جمل نے صوری کی تعریف صرف اسی قدر بیان کی ہے جس کو ہم نے آغاز بیان مین عرض کیا ہے لیکن ہماری راے مین حصۂ آخرین تعریف کے لحاظ سے جو بضمن تعریف ہمارے بیان مین گزرا مثیل آخر الذکر کو بھی تاریخ صوری مین داخل سمجھنا چاہیئے۔

الف کی دوسری قسم۔ تاریخ معنوی ہے۔ معنوی بھی زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی منسوب بہ معنی کے ہین۔ پس اہل جمل نے تاریخ معنوی اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام رکھا ہے جن کے اعداد جمل کے مجموعہ سے سنۂ مطلوب حاصل ہو تاریخ ذیل اس کی مثال ہے

(المؤلفہ)

ای واقف قانون عدالت افسوس		وی ماہر احکام وکالت افسوس
در پیشی حق رفتی و گفتم تاریخ		مقصود علی نمودہ رحلت افسوس ۱۳۰۰ھ

الف کی تیسری قسم۔ (صوری ومعنوی) ہے۔ یہ جامع ہے ہر دو اقسام اول الذکر کی یعنی جس تاریخ کے الفاظ سے صرف سنۂ مطلوب ظاہر ہو یا سنہ کے ساتھ۔ تاریخ و ماہ۔ یا۔ تاریخ و ماہ و روز۔ یا۔ صرف تاریخ و ماہ۔ یا۔ صرف تاریخ و ماہ و روز۔ اور اعداد حروف کے مجموعہ سے بھی وہی سنہ حاصل ہو تو ایسی تاریخ صوری ومعنوی کہلاوے گی۔ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ اس قسم کو بعض اہل جمل نے صنع الصنع بھی کہا ہے جناب مولانا محمد حسن علیشاہ نائطی قدس سرہ کے لوح مزار مبارک پر جو حیدرآباد مین

واقع ہے مولوی عبد القادر مائلی طاہر تخلص کی کہی ہوئی ایک تاریخ کندہ ہے جو صورت اول قسم ہذا کی اعلیٰ مثال ہے۔

(نمبر ۱)

چون عاشق ذات قل ہو اللہ احد		شد واصل رب لم یلد لم یولد
این صوری و معنویست تاریخ وصال		ہشتاد و چہار و یکہزار و دو صد ۱۰۸۴

مندرجہ ذیل مثال مین الفاظ سنہ کے ساتھ ماہ و تاریخ و روز بہی موجود ہے کسی استاد فن نے ۹۱۵ھ مین لکہا ہے۔

(نمبر ۲)

گفت ہاتف سال تاریخ وفات بادشاہ		ہفدہ شعبان و نہصد پانزدہ یوم جمعہ ۹۱۵

نمبر ۳ لمؤلف الکتاب

محمد زمان خان عالی نژاد		سر شام چون مہر گردون نہفت
دلا فکر سال شہادت نمود		فلک ہفتم ماہ ذی حج بگفت ۱۲۹۲

مؤلف حقیر کے فرزند (غازی الدین احمد) کی تاریخ ولادت استادی افضل مغفور نے فرمائی تہی۔

(نمبر ۴)

تاریخ ولادتش رقم زد افضل		شب شنبہ بستم جمادے الاولی ۱۲۹۷

اس تاریخ مین شب کے الفاظ بہی داخل مادہ تاریخ ہین۔ اور محققین نے کہا ہے کہ ساعت اور دقیقہ بہی داخل ہو تو ایک قسم کا حسن ہے۔

حسامی نے ظہیر الدین بابر بادشاہ کی ولادت مین یہ تاریخ کہی ہے۔

(نمبر ۵)

چون در شش محرم زاد آن شہ مکرم	تاریخ مولدش ہم آمد	شش محرم ۸۸۸

جب بابر بادشاہ نے دہلی کو فتح کیا تو کسی استاد نے اس کی تاریخ لکھی۔

(نمبر ۶)

گشت در پانی پت ابراہیم شاہ		شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر		صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین لفظ بود بھی شامل ہے اور ایسا شمول غیر مستحسن ہے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی ولادت کی تاریخ کسی استاد نے لکھی ہے۔

(نمبر ۷)

للہ الحمد کہ آمد بوجود		آن کہ از کون و مکان منتخب ست
بادشاہے کہ ز شاہان جہان		اکبرش نام جلالش لقب ست
سال و روز و مہ و سال میلاد		شب یکشنبہ و پنج رجب ست ۹۴۹

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین واو عطف داخل نہین ہے۔ صاحب معدن الجواہر بطریق افادہ فرماتے ہین کہ تورانیون کی زبان مین پانچوین کو پنج کہتے ہین۔ فصحاے ایران نے لفظ پنجم کا استعمال میم فاعلی کے ساتھ کیا ہے جو ترجمہ ہے خامس کا۔

صاحب ہفت قلزم نے لکھا ہے کہ خواجہ حسین انصاری نے خواجہ عبداللہ احرار کے گنبد کی تاریخ صوری و معنوی کہی ہے وہو ہذا۔

(نمبر ۸)

خسرو عالی گہر عبد العزیز		ساخت این عالی بنا بر ریب و شک
ہست نہ طاق فلک و جنب او		پست چون گوے زمین زیر فلک
معنوی لفظی بود تاریخ آن		سال ہجرت نہ صد و پنجاہ و یک ۹۵۱

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین الفاظ سال ہجرت شریک ہین جو محاسن تاریخ کے خلاف اور من وجہ غیر صحیح ہین ۔

عبد القادر بداؤنی نے کتاب منتخب التواریخ مین بضمن تذکرۂ ہمایون بادشاہ لکھا ہے کہ ذیحجہ ۹۶۱ھ مین بادشاہ سلامت کابل سے راہی ہوکر عازم ہند ہوئے اور یہ اس کی تاریخ ہے ۔

(نمبر ۹)

خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ آنکہ		گوی سبقت بر دار شاہان پیشین بے شک
بہر فتح ہند از کابل عزیمت کردہ شد		سال تاریخ توجہ نہ صد و شصت و یک ۹۶۱

(افادہ) اس تاریخ مین لفظ شصت سین مہملہ کے ساتھ لکھا گیا ہے ۔ فارسی مین لفظ شصت ساٹھ کا ترجمہ ہے ۔ متاخرین املا مین تغیر کرکے صاد مہملہ سے لکھنے لگے ۔

تاریخ ذیل کے مورخ فیضی اکبر آبادی ہین جو غزالی مشہدی کی وفات پر لکھی گئی ہے ۔

(نمبر ۱۰)

قدوۂ نظم غزالی کہ سخن		ہمہ از طبع خداداد نوشت
عقل تاریخ وفاتش بدو طور		سنۂ نہ صد و ہشتاد نوشت ۹۸۰

(نوٹ) اس تاریخ مین لفظ سنہ کے عدد بھی شامل ہین اور یہ قابل اعتراض ہے

یا تو صرف نہ صدو ہشتاد سے تاریخ مکمل ہوتی یا سالم مصرع سے۔ صورت اول مستحسن تھی لیکن یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ لفظ سنہ تو داخل اعداد ہو اور لفظ نوشت خارج۔ مورخ اگرچہ بڑے پایہ کے شخص گزرے ہیں لیکن غالباً فن جمل کی کمی معلومات کی وجہ سے ان سے تسامح ہوا ہے۔

ہم نے اس قسم کے ذیل میں متعدد نظائر کا تذکرہ بے وجہ نہیں کیا ہے۔ طبّاع مورخین اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک تاریخ میں ایک ایک خاص بات ہے اور بدیں وجہ کہ بعض تاریخیں استادان فن کی ہیں ہم نے انکو ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔

محققین فن کا اتفاق ہے کہ صوری معنوی تاریخوں میں ترجیح اُس تاریخ کو ہے جس میں بہرتی کا کوئی لفظ نہ ہو جیسے نظائر بالا سے "تاریخ نمبر (۱)"

واو عاطفہ کو بہرتی نہیں کہہ سکتے اور اس کا ترک ناجائز نہیں ہے۔

سنہ یا سال کا لفظ اس وقت قابل اعتراض نہ ہوگا جب کہ مصرع میں داخل اور الفاظ بیانیۂ مادّہ سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً تاریخ نمبر ۸ میں لفظ سال قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ سالم مصرع مادہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ نمبر ۱ میں لفظ سنہ قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کا تعلق لفظ نوشت سے ہے جو مادہ تاریخ سے خارج ہے۔

مہینہ کے عوض لفظ ماہ یا شہر اسی طرح ایّام کے عوض لفظ روز یا یوم داخل مادّہ ہو سکتا ہے۔

علی ہذا شب یا صبح کے الفاظ کے ساتھ اِن کے موزون اور مناسب الفاظ کا

استعمال بھی خوبی مین داخل ہے۔ مثلاً اوّل شب۔ یا آخر شب۔ یا شب قدر شب برات۔ یا صبح عید وغیرہ

(ب) باعتبار لفظ | باعتبار لفظ تاریخ کے دو قسم ہین۔ (۱) تاریخ مفرد (۲) تاریخ مرکّب۔ تاریخ مفرد وہ ہے جو کسی حرف کے عدد جمل سے حاصل ہو۔ اس قسم کی بعض تاریخین صنائع تاریخ کے استعمال سے حاصل ہوئی ہین جیسا کہ ناسخ نے ایک حکیم کی تاریخ لکھی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم پر شاہی عتاب ہوا جس کی تنخواہ الٰہی بحکم شاہی صما کردی گئی۔ بدقسمتی نے اسی سال پھر اسکو عتاب کا نشانہ بنایا اور تنصیف تنخواہ کا حکم ہوا۔ اب حکیم جی ماہ صہ کے ماہوار دار رہ گئے۔ پھر اسی سال قسمت کی گردش نے تیسری مرتبہ اس کو زک دلائی اور پھر تنصیف ماہوار کی سزا پائی۔ یعنی ماہ صہ ماہوار رہ گئی۔ طبّاع مورخ نے اس کی تاریخ کہی۔ (وہو ہذا)

از حاے حکیم ہشت بر گیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

حرف (ح) کے عدد جمل ۸ ہین۔ اس کی تنصیف کیجیے تو (۴) ہوے پھر تنصیف کیجیے تو (۲) اور تنصیف دہ یہ سوم مین (۱) رہگیا۔ ان چارون ہندسونکو ایک سطر مین لکھیے تو ۱۲۴۸ سنہ واقعہ کے مساوی ہین۔

ہم اس صنعت کو صنائع تاریخ مین تفصیل کے ساتھ بیان کرین گے۔ اس موقع پر تاریخ مفرد کی تعریف مین اس قدر بیان کافی ہے۔

اسی طرح ممکن ہے کہ اور شکلین بھی تاریخ مفرد کی پیدا ہون۔ فرض کرو کہ کسی کا نام غالب ہو اور اوس کی وفات ۱۲۸۵ ہجری مین واقع ہو اور سرنام کے

حرف کو سال وفات قرار دیا جاے ۔ یا کسی کے نام سے حرف اول و آخر لیکر اسکے متعلق کسی واقعہ کی تاریخ قرار دی جائے ۔

تاریخ مرکّب وہ ہے جو ایک یا کئی الفاظ پر شامل ہو ۔ جیسے ابھی ابھی نواب محسن الملک مغفور کی تاریخ کسی شاعر نے یغفرلہ ۱۳۲۵ کہی ہے ۔ یہ دو لفظوں سے مرکّب ہے جن کے اعداد جمل سال وفات یعنی تیرا سو پچیس کے مساوی ہین ۔

ہم نے ایک لڑکی کی ولادت کی تاریخ — صغری بی بی سے لکھی جس کے اعداد ۱۳۲۴ ہین اور یہی ولادت کا ہجری سال تہا ۔ اور اسی نام سے وہ موسوم کیگئی یہ تاریخ دو الفاظ سے مرکب ہے ۔

(ج) باعتبار کلام | باعتبار کلام تاریخ کے دو قسم ہین (۱) تاریخ منثور (۲) تاریخ منظوم

تاریخ منثور وہ تاریخ ہے جو ایک یا کئی جملون یا فقرون کی عبارت سے حاصل ہو اس کی مثال اس کتاب کے دیباچہ کی وہ عبارت ہے جس کے ہر ایک فقرہ سے اس کا سنہ تالیف پیدا ہے ۔

تاریخ منظوم وہ تاریخ ہے جو ایک مصرع یا جزو مصرع یا شعر سالم سے پیدا ہو جیسے ناصر علی سرہندی نے ایک مسجد کی تاریخ لکہی ہے جو سالم مصرع کی تاریخ ہے

(وہو ہذا)

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ	مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بناے او خلی مے گوید	اینک شدہ حسن مطلع بیت اللہ ۱۱۰۵

جزو مصرع کی تاریخ نورالدین جہانگیر بادشاہ دہلی کی وفات کی تاریخ ہے جو لوح مزار پر کندہ ہے (وہو ہذا)

چو تاریخ وفاتش جست کشفی		خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت	۱۰۳۶

سالم شعر سے تاریخ کی مثال ہماری تاریخ ذیل ہے۔ جو بتقریب عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری و معتمد حضور پر نور سرکار نظام دکن ادام اللہ اقبالہم۔ ہم نے لکھی ہے۔

وقع النکاح بجلسۃ		تاریخہ اخ الولا	فلقد تزوج ابنت	۱۳۳۵ھ	احمد حسین عطیب
			۱۰۸۳		۲۴۴۲

اسی طرح نواب وقار الملک بہادر آنریری سکرٹری علی گڈھ کالج کے خطاب نوابی کی تاریخ بھی سالم شعر میں ہم نے لکھی ہے۔

خاطب نائب القیصر	۱۳۲۶	مولانا بالنواب

(نوٹ) اس تمثیل کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کتاب کیا

(د) باعتبار مادۂ تاریخ باعتبار مادہ بھی تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) مستقل۔ (۲) غیر مستقل۔ مستقل مادہ وہ ہے جو بنفسہ کامل ہو۔ اعم از اینکہ مفرد ہو یا مرکب۔ منثور ہو یا منظوم۔ اس کی مثالیں وہی ہیں جو الف اور ب پر گزریں۔ غیر مستقل مادہ وہ ہے جو تعمیہ یا تخرجہ کا محتاج ہو۔ اس کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے تعمیہ اور تخرجہ کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔

تعمیہ و تخرجہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ جمل کا اصطلاحی لفظ تعمیہ ہے بمعنی بنا کردن و پنہان کردن و پوشیدن چیزے و بمعنی ساختن چیزے کہ غریب نماید اور نیز آپکا قول ہے کہ اصطلاح اہل بدیع میں معمّی کہنے کو تعمیہ کہتے ہیں اور اصطلاح اہل جمل میں تعمیہ وہ ہے جس کے ذریعہ سے تاریخ کے اعداد کو درست اور برابر کرنے خواہ زیادتی کے ذریعہ سے

یا کمی کے ذریعہ سے یقول آپکے تعمیہ کی ۳ قسم ہین (۱) اگر مادّہ تاریخ مین کمی ہو تو اسکی بھرتی کرین جس کا نام تدخلہ ہے (۲) یہ کہ اگر مادّہ تاریخ مین اعداد کی زیادتی ہو تو اوسکو کم کرین جس کا نام تخرجہ ہے (۳) یہ کہ مادّہ کی تکمیل عمل تخرجہ و تدخلہ دونون سے کرین (الخ) ۔ بعض اہل جمل نے کہا ہے کہ تعمیہ کی قسم اول کا نام تعمیۂ داخلی اور قسم دوم کو تعمیۂ خارجی کہتے ہین ۔ اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے تعمیۂ داخلی کہین یا تدخلہ ۔ تعمیۂ خارجی کہین یا تخرجہ بہرحال دونون اقسام ہین تعمیہ کے ۔

بعض کا قول ہے کہ اہل جمل نے تدخلہ کا خاص نام تعمیہ رکھا ہے تعمیہ کے لغوی معنی آراستہ کرنے اور ڈھانپنے اور عجیب چیز کے بنانے کے ہین ۔ اگرچہ تعمیہ اور تعمیہ کے معنی قریب قریب ایک ہین ۔ لیکن اہل جمل نے کسی مادّہ تاریخ کی کمی کو مٹانے اور اس کے عیب یا نقص کو ڈھانپنے کا نام تعمیہ رکھا ہے اس کا عکس تخرجہ ہے جس کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے ۔

بہرحال ہماری رائے مین تعمیہ اور تعمیہ ایک ہین ۔ تعمیہ کو تعمیہ کا مرادف قرار دیکر اس کے ذیلی اقسام کا نام تدخلہ یا تخرجہ رکھین یا تعمیہ اور تخرجہ کو بنفسہ دو مستقل اصطلاح قرار دین دونون کا نتیجہ معنًی ایک ہے صرف لفظی فرق ہے ۔ اگرچہ ان الفاظ کی حقیقت کا پتہ کسی قدیم تصنیف سے نہین ملتا لیکن یہ عمل قدیم الایام سے عربی اور فارسی اور اُردو شاعری مین بضمن تاریخ جاری ہے ۔

ہم پہلے تدخلہ کا عمل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین کہ کن طریقون سے جاری ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم کا قول ہے کہ تدخلہ اور تخرجہ مین الفاظ ۔ سر ۔ رُخ لب ۔ تاج ۔ اوّل ۔ ابتدا ۔ بالا ۔ زبر ۔ کے اشارہ سے اُسوقت کام لیا جاتا ہے

جب کہ پہلے حرف کو شریک مادّہ کرنا یا خارج کرنا مقصود ہو۔ اگر الفاظ سہ حرفی سے درمیانی حرف کا تعمیہ کرنا چاہو تو۔ میان۔ جگر۔ قلب۔ روح۔ جان۔ سینہ کمر۔ ناف۔ سے۔ اشارہ کر سکتے ہین۔ اور حرف آخر کا تعمیہ مطلوب ہو تو پا۔ دامن۔ انتہا۔ زیرین۔ آخر۔ غایت۔ نہایت۔ کے اشارہ سے کام لے سکتے ہین۔ اور اسی قیاس پر کلمۂ پنج حرفی مین حرف دوم کو۔ دوش گلو۔ کتف۔ سے تعبیر کر سکتے ہین اور حرف چہارم کو۔ ران۔ زانو۔ ساق سے

ہم کہتے ہین کہ صرف تعمیۂ حرفی مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور تعمیۂ لفظی سے یہ متعلق نہین ہے۔ تعمیۂ حرفی و لفظی کا فرق ناظرین کو اون مثالون سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا جو اسی بیان مین آگے آوین گی۔

لیکن تعمیۂ حرفی مین بھی ان اشارون کا انحصار لازمی نہین ہے اس لئے کہ اور اشارون سے بھی استادون نے کام لیا ہے جو لطیف ثابت ہوئے ہین جیسے چشم بد دور کا تعمیۂ خارجی تمثیل نمبر ۱۲ مین ہے جو ذیل مین آنے والی ہے بہرحال لطافت شرط ہے ورنہ تعمیۂ بے لطافت ہیچ ہے۔ اور باوجود لطافت تعمیہ کو غیر تعمیہ پر ترجیح نہین الّا بحالت خاص جیسے کہ تمثیل ۱ و ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰۔ وغیرہ۔

اشارہ سر کا تدخلہ ایسا ہونا چاہیئے جیسے سر ارادت۔ اور اشارۂ رخ اس طرح پر ہو جیسے رخ انور سے عیان ہے تاریخ۔

اشارہ لب۔ جیسے لب عالم سے یہ دعا نکلی۔ اس ترکیب مین ایک عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ لب عالم سے (ع) کا تدخلہ ہو۔ اور دوسرا عمل

اس سے زیادہ لطیف یہ ہے کہ لب عالم کے سالم اعداد سے دعا کے اعداد خارج کرکے باقی ماندہ عدد مادۂ تاریخ کی تکمیل مین محسوب کرین۔ لب کی عوض زبان یا نوک زبان کا اشارہ بھی مستحسن ہے۔

اشارہ تاج ایسا لطیف ہو جیساکہ تاریخ تمثیل (۱) مین یعنی اگر اس تاریخ مین تاج پر نور سے پ کے عدد بغرض تدخلہ لین تو ایسا تدخلہ لطیف ہوگا۔ اگرچہ مورخ نے اس تاریخ مین تاج پر نور کے سالم اعداد سے کام لیا ہے ہم نے اشارون کی صراحت مزید بغرض تفہیم کی ہے اور روشن خیال مورخین کے لئے اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

لائق مصنف کی آخری رائے سے ہم متفق نہین ہین یعنی الفاظ پنج حرفی مین حرف اول و چہارم کے لئے جو اشارے بیان ہوئے ہین اون کی مثال ہماری نظر سے نہین گزری اور نہ فن معمّا مین حرف دوم کو روش۔ گلو کتف۔ کہا گیا ہے اور نہ حرف چہارم سے۔ ران۔ زانو۔ ساق۔ مراد لی گئی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ایسا تعبیہ دل چسپ بھی نہ ہوگا۔

تاریخ گوئی مین عمل تدخلہ مستحسن نہین ہے۔ اور مجبوری کی حالت مین کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض استادان فن نے اس کو نہایت لطافت کے ساتھ استعمال کیا ہے تاہم تاریخ مستقل کو اسپر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ مادّہ غیر مستقل غیر کا محتاج ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل مین ایک لطیف تعبیہ کی مثال پیش کرتے ہین جس کو خود ہم نے ملک معظم قیصر ہند کے جشن تاجپوشی مین لکھا ہے۔ اور یہ ایک مکمل قصیدہ کا انتخاب ہے۔

(نمبر ۱)

جب تلک نخل ہیں ہو بہو کی خلقت قائم		نخل اقبال شہنشہ رہے سرسبز مدام
صنعت تعبیہ جب تک فن تاریخ میں ہے		تاج پر نور کو ہو فرق شہنشہ پہ قیام

(فرق شہنشہ) کے اعداد ۱۰۴۰ پر (تاج پر نور) کے اعداد ۸۶۲ بڑھانے سے تاجپوشی کا سنہ حاصل ہوتا ہے جو ۱۹۰۲ عیسوی ہے۔

اسی طرح ایک موت کی تاریخ میں ہمنے تعمیہ داخل کیا ہے۔ اور مرثیہ تاریخی کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

(نمبر ۲)

تاریخ او بہ تعبیہ گو ید سروش غیب		خیر النسا + حضو شہ انبیا = رسید ۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱
روح الامین بگفت کہ بنگر مراتبش		خیر النسا + بدرگہ جل وعلا = رسید ۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

(نوٹ) خیر النسا۔ نواب غلام غوث خان بہادر والی کرناٹک کی بی بی تھیں جن کی وفات ۱۳۲۱ ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ جس کی یہ تاریخ ہے۔

بعض مورخین نے مصرع سالم میں تاریخ لکھی ہے اور صرف ایک حرف یا لفظ سے تعمیہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں تواریخ ذیل۔

(نمبر ۳ تاریخ کتاب اشارات بینش)

خوش آمد بے خوشامد چون اشارات		فدائے ہر ادا لیش صد دل وجان
خرد با چشم بینش گفت سالش		پسند خاطر + معنی پسندان = ۱۲۶۳ + ۲ = ۱۲۶۵

اس تاریخ میں مورخ نے چشم بینش یعنی ب کے دو عدد سی تدخلہ

کیا ہے جس کو تاریخی مصرع کے ۱۲۶۳ کے ساتھ ملانیسے ۱۲۶۵ عدد حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ تالیف کتاب ہے۔

کسی شاعر نے تاریخ کہی ہے

(نمبر ۴)

بصدق دل نوشتم مصرع سال ۲۲۸		مبارک باد این جشن عروسی ۱۰۳۰ + ۲۲۸ = ۱۲۵۸ھ

الفاظ صدق دل کے ۲۲۸ عدد مصرع تاریخ مین شریک کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۵۸ حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل تاریخ عربی کا ذکر آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین بضمن ترجمہ مولانا احمد التانیسری فرمایا ہے جس مین ایک نئی قسم کا تدخلہ ہے۔

(نمبر ۵)

صار فکری مستعیناً واحداً		واقتنیٰ تاریخہ فتح قریب ۸۰۰

یہ مادہ تاریخ امیر تیمور کی فتح الہند کا ہے جو سنہ ۸۰۱ ہجری مین واقع ہوئی شاعر نے فتح قریب مین ۸۰۰ عدد پائے اور ایک کی کمی کو واحد سے پورا کیا۔ اور یہان لفظ واحد سے شاعر کا مقصد صرف ایک عدد ہے اور اس قسم کا تدخلہ حسن مین داخل ہے بادی النظر مین ایسا تدخلہ لفظ واحد کے کامل اعداد سے سمجھا جاوے گا۔ جب کہ مورخ نے صرف معنی سے تدخلہ کیا ہے تو اس کا اشارہ مصرع اول مین ضرور تھا۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تدخلہ ایک نئے ڈھنگ پر ہوا ہے۔

(نمبر ۶)

سنیش از لب افضل شنیدم ا		عطائے باغ از محبوب سبحان ۱۲۸۱=۱+۱۲۸۰

لب افضل سے الف مراد ہے ۔ مؤرخ نے ایک کی کمی کو بذریعہ تدخلہ پورا کیا ہے
تاریخ ذیل مین تدخلہ کی ایک جداشان ہے

(نمبر ۷)

باجانِ ادب سروش سالِ تاریخ ہ		گفتا شب گشت بندگان عالی ۱۲۶۴=۴+۱۲۶۰

یہ نواب کرناٹک کی تقریب شب گشت کی تاریخ ہے جو افضل الشعرا شیرین سخن خان راقم مغفور نے لکھی تہی ۔ جان ارب یعنی (د) کے عدد سے مادہ کی بہرلی ہوتی ہے ۔

ہم نے تدخلہ کی متعدد تمثیلین محض اس غرض سے پیش کین کہ ہر ایک مین تدخلہ کا رنگ جدا ہے ۔ شائقین فن اون کے ملاحظہ سے واقف ہو جاوین گے کہ تدخلہ کس کس ڈھنگ سے کیا جاتا ہے ۔

اب ہم ذیل مین تخرجہ کی چند مثالین پیش کرتے ہین ۔ استادان فن کا قول ہے کہ تقاریب تہنیت کی تواریخ مین تخرجہ سے ہرگز کام نہ لینا چاہیئے ۔ اس لئے کہ تخرجہ غیر محمود مانا گیا ہے ۔ خوشی کے مواقع پر غیر محمود طریقہ کا استعمال نامناسب ہے
کسی اُستاد نے تاریخ ذیل مین کیا اچھا تخرجہ کیا ہے ۔

(نمبر ۸)

ارّخ آگاہ من التخرجہ		قد خرج الرّوح عن المرتضیٰ ۱۲ ۳۶

یہ تاریخ ایک بزرگ کی رحلت پر لکھی گئی ہے جن کا نام (مرتضی) تھا۔ مرتضی کے عدد ۱۴۵۰ ہین۔ اور رحلت ۱۳۳۶ھ مین واقع ہوئی تھی لہذا مورخ نے روح کے اعداد ۲۱۴ سے تخرجہ کیا اور بے شک ایسا تخرجہ لطیف ہے۔

اسی طریقہ پر ہم نے فارسی مین ایک تاریخ لکھی ہے

(نمبر ۹)

گفتم تاریخ او روان شد		جان از بدن غلام حیدر

بدن غلام حیدر کے اعداد جمل ۱۳۴۹ ہین اور انکی موت ۱۲۹۵ھ ہجری مین واقع ہوئی تھی لہذا ہم نے لفظ جان کے ۵۴ عدد کا تخرجہ کیا

تاریخ مندرجہ ذیل مین تخرجہ کی ایک دوسری شکل ہے

(نمبر ۱۰)

کنند گریہ خلائق بنالہ افغان		ملائک آہ کشیدار وفات احمد خان

یہ تاریخ احمد خان بنگش کی وفات کی ہے جو ۱۱۹۱ھ ہجری مین واقع ہوئی وفات احمد خان کے عدد ۱۱۹۱ تھے۔ لائق مورخ نے لفظ آہ کے ۶ عدد کا تخرجہ خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔

اسی طرح تذکرہ مرآۃ الخیال مؤلفہ شیر خان لودی کی تاریخ کسی ستادنے تخرجہ کے ساتھ لکھی ہے۔

(نمبر ۱۱)

این چمن زار یکہ مرآۃ الخیالش گفتہ اند		دار و از حسن معانی یک جہان رنگ کمال
صورت تاریخ انجامش توان بے پردہ دید		گر تامل پردہ بردار و ز مرآۃ الخیال

مرآۃ الخیال کے اعداد ۱۳۱۳ ہین جن مین سے لطافت پسند مورخ نے پردہ کے ۲۱۱ عدد کا تخرجہ کیا ہے جس کے بعد ۱۱۰۲ عدد بچ رہتے ہین جو مساوی ہین سنہ تالیف کتاب کے۔

حضرت راقم مغفور راستاد مؤلف نے ایک حوض کی تاریخ لکھی ہے جس مین تخرجہ کی نئی صورت ہے۔ (رہو ہذا)

(نمبر ۱۲)

چو تیار گردید در خانہ باغ		پئی بحر دین خوشنما حوض آب
سنش چشم بد دور راقم بگفت		زہے چشمہ چون چشمہ آفتاب

مصرع تاریخی کے اعداد ۱۲۶۱ تھے جن مین سے مورخ نے چشم بد یعنی ب کے دو عدد کا تخرجہ کیا ہے جس سے ۱۲۵۹ عدد باقی رہجاتے ہین جو سنہ تعمیر کے مساوی ہین۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تخرجہ کی ایک نئی شکل ہے۔ یہ بھی حضرت راقم کی تاریخ ہے۔ (نمبر ۱۳)

زین شہر فنا امیر ممتاز		چون راہی جادۂ فنا شد	
بے پائے شکیب سالش از دل		ممتاز بہشتیان مداشد	

ممتاز بہشتیان کے عدد ۱۲۵۶ ہین اور موت ۱۲۵۴ ہجری مین واقع ہوئی تھی لہذا شاعر نے پائے شکیب یعنی ب کے دو عدد سے تخرجہ کیا۔

صاحب ہفت قلزم نے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارک پر کسی عجمی نے لکھی ہے۔ اس کا تخرجہ بھی پسندیدہ

ہے۔ وہو ہذا (نمبر ۱۴)

سال نقلش خرد بتعمیہ گفت		از محمدؐ زمانہ خالی شد	

زمانہ کے عدد ۱۰۳ ہین اور محمدؐ کے عدد ۹۲ ۔ پس ۱۰۳ سے ۹۲ کا تخرجہ کرنیسے ۱۱ باقی رہ جاتے ہین اور یہی سال ہجری ہے رحلت مبارک کا ۔

شائقین فن حیل کو اپنی بصیرت بڑہانے کے لئے تخرجہ کی اس قدر مثالین بہت کافی ہین جو کہ ہم نے پیش کین اور وہ تخرجہ اور تدخلہ محض لچر ہے جو مُنہ چڑانے کا حکم رکہتا ہے جیسے سرآہ یا سردرد سے کیا جاوے یا سرغم خارج کیا جاے تخرجہ ہو یا تعمیہ ایسی لطافت کے ساتہ ہونا چاہیئے جس سے ہمیشہ دو معنی پیدا ہون ۔ ایک عام معنی بلالحاظ تخرجہ یا تدخلہ اور دوسرے خاص معنی بلحاظ تدخلہ یا تخرجہ ۔ اسی کی مثال امثلہ متذکرۂ صدر کی بعض تاریخین ہین ۔

اب ہم ذیل مین تیسری قسم کی بہی چند مثالین پیش کرتے ہین جن مین تدخلہ اور تخرجہ دونون کا عمل ہوا ہے تاریخ ذیل کے مصنف نعمت خان عالی ہین

(نمبر ۱۵)

زہق الباطل ست و جا رالحق		معنی فتح شاہ عالم گیر
سال تاریخش از خرد جستم		این چنین گفت عقل خوش تقریر
بوالحسن داشت جا بچار محل		بدرش کردزان میان تقدیر
چون برون رفت او بجایش نشست		شاہ اورنگ زیب عالم گیر

چار محل کے عدد ۲۸۲ ہین جن مین سے بوالحسن کے عدد ۱۵۷ کا تخرجہ کرنا چاہیئے ۔ اور باقی ماندہ ۱۲۵ عدد کو مصرع تاریخ کے ۹۷۳ عدد مین داخل

کرنا چاہیئے مجموعہ ۱۰۹۸ ہوگا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

والہ داغستانی نے اپنی تالیف تذکرۃ الشعرا کی تاریخ اسی طریقہ پر لکھی ہے جو کہ ۱۱۶۱ ہجری مین لکھا گیا وھو ہذا

(نمبر ۱۶)

این تذکرہ چون طرب فزاے دل شد		تاریخش راز دل خرد سائل شد
گفتا ز ریاض الشعرا رفت خزان		در وی چو بہار سرزدہ داخل شد

ریاض الشعرا کے اعداد ۱۶۱۳ سے خزان کے اعداد ۶۵۸ کا تخرجہ کیا جائے تو ۹۵۵ بچ رہتے ہین پہر اعداد لفظ بہار ۲۰۸ مین سے بلحاظ الفاظ سرزدہ (ب) کے ۲ عدد کم کرکے باقیماندہ ۲۰۶ کو ۹۵۵ مین داخل کرین تو ۱۱۶۱ عدد حاصل ہوتے ہین ہم کہتے ہین کہ یہ عمل لطیف ہے۔ محاورہ دانان زبان فارسی اس تاریخ کی داد دینگے اسی قسم کی ایک تاریخ موت ہمنے بہی لکھی ہے جس کو ذیل مین عرض کرتے ہین

(نمبر ۱۷)

بندہ سال رحلت خیر النسا بیگم نوشت		شد بگلزار جنان روزیکہ دنیا را گزاشت

خیر النسا بیگم کے عدد ۱۰۲۴ ہین جنکو گلزار جنان کے ۳۶۲ مین بقاعدۂ مدخلہ شامل کرنے سے مجموعاً ۱۳۸۶ ہوتے ہین جس مین سے دنیا کے عدد ۶۵ کو خارج کرنے سے ۱۳۲۱ باقی رہتے ہین اور یہی سنہ وفات ہے۔

اسی قسم کی ایک تاریخ بتقریب مسند نشینی والی سلطنت آصفیہ مولوی عبدالقادر نائطی طاہر تخلص نے لکھی ہے جو ذیل مین عرض کی جاتی ہے۔

(نمبر ۱۸)

افضل الدولہ چو از تخت دکن ۹۸۷ ۱۴۷۴	۱۸۶۹	راہی ملک عدم گردید آہ
گرد از اقبال بر جایش جلوس		میر محبوب علیخان بادشاہ ۱۳۸۳

تخت دکن کے عدد ۱۴۷۴ ہین جن مین سے افضل الدولہ کے عدد ۹۸۷ خارج کئے جاوین تو ۴۸۷ باقی رہتے ہین پہران اعداد باقیہ کو مصرع چارم کے اعداد ۱۳۸۲ مین شریک کرین تو مجموعہ ۱۸۶۹ ہوتا ہے اور یہی سال عیسوی مطلوب ہے

واضح ہو کہ اگر کسی مادّہ تاریخ مین تعمیہ کی جھلک الفاظ سے نظر آئے اور فی الاصل وہ تعمیہ نہ ہو بلکہ کل اعداد مادّہ سے تاریخ حاصل ہوتی ہو تو اس تاریخ کو غلط نہین کہہ سکتے جیسا کہ مرزا دبیر مغفور کی رحلت کی تاریخ میر اسمٰعیل حسین منیر نے لکھی ہے ۔

گفت تاریخ وفاتش را منیر اشکبار		عقل بے دل سدرہ بے جبریل منبر بے دبیر ۱۲۹۲

اس تاریخ کو ہم نے اسکے اشعار بالا کی سیاقہ خاتمہ کے دوسرے حصہ مین نقل کیا ہے صاحب ملخص تسلیم نے بیچارے مورخ پر سخت حملہ کرکے فرمایا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے اس لئے کہ مضمون خود کہہ رہا ہے کہ عقل سے دل کو خارج کرو اور سدرہ سے جبریل کو اور منبر سے دبیر کو اور اگر ایسا کیا جاوے اور سالم مصرعہ کے اعداد محسوب نہ ہون تو صرف ۱۰۶۶ عدد حاصل ہوتے ہین ۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ مضمون تخرجہ کا متقاضی ہے ۔ ہماری رائے مین حملہ اعتراضی قابل افسوس ہے لائق مورخ نے بہت اچھی تاریخ لکھی ہے ۔

بات یہ ہے کہ ہر ایک ترکیب کو اگر تدخلہ اور تخرجہ کے خیال سے دیکھا جاے تو کچھ نہ کچھ اشارہ اسمین پایا جاوے گا ۔ مثلاً اگر کسی شاعر نے یہ مصرع لکھا

کہ (ع) مسرّت سے کہی تاریخ مین نے ؛ تو اُس کو ہم اسپر مجبور نہین کر سکتے کہ لفظ مسرّت کے سالم عدد کو مادّہ تاریخ مین خواہ نخواہ داخل کرے لیکن اگر فی نفسہ مادّہ تاریخ مین اس قدر عدد کم ہین اور مورّخ نے لفظ مسرّت سے تدخلہ کیا ہے تو کہا جاوے گا کہ تدخلہ لطیف ہے تاریخ متذکرۂ بالا کی بالکل یہی شکل ہے اور حضرت تسلیم کا اعتراض درحقیقت ہٹ دھرمی سے کم نہین ہے اس لئے کہ مورخ نے مصرع اول مین کوئی اشارہ تخرجہ کا نہین کیا ہے جس کے لحاظ سے مادّہ کے مصرع مین خواہ نخواہ بال کی کھال نکالنے کی ضرورت ہو۔ فافہم۔

(۲) باعتبار تصنیف | باعتبار تصنیف بھی تاریخ کی دو قسم ہین (۱) تاریخ مصنّفہ مورّخ۔ (۲) وہ تاریخ جو مورّخ کی مصنفہ نہ ہو۔ اور تاریخ کا سہرہ مورخ کے سر قائم کرے۔ ہم کو پہلی قسم کی تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ صرف دوسری قسم کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

یہہ۔ وہ تاریخ ہے جو کسی اوستاد کے مشہور مصرع یا ضرب المثل یا حدیث شریف یا آیہ کلام اللہ پاک سے حاصل ہو۔ اگرچہ اس قسم کی تاریخ مین مورخ کو کلام پر ملکیت کا حق حاصل نہین ہے۔ لیکن اہل جمل نے اس قسم کی تاریخون کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور عموماً عمل یہ رہا ہے کہ جس مصرع کی شہرت عام اُس کے مصنف کے نام سے نہ ہو اُس کے متعلق ذکر کر دینا چاہیئے کہ فلان اُستاد کے کلام سے ہم نے تاریخ پیدا کی ہے۔ ضرب المثل یا حدیث پاک یا آیۂ قرآنی کی نسبت اس صراحت کی ضرورت نہین ہے۔ اُستادان فن کا قول ہے کہ ایسے مادّون مین خفیف سا لفظی تصرّف اصل کلام کے مقابلہ مین باغراض تکمیل عدد

جائز ہے بشرطیکہ اس تغیر کے بعد بھی سامع کا خیال سنتے ہی اصل کلام کی جانب رجوع ہو جائے۔

اب ہم ذیل مین ایسی چند تاریخین بطور تمثیل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

آزاد بلگرامی نے تذکرۂ بیضا مین لکھا ہے کہ نورجہان بیگم نے دم واپسین مین اپنی موت کی تاریخ ایک مشہور مثل سے پیدا کی۔ وہو ہذا۔

تتم عاجزہ در تہ خاک شد		فلک گفت حسن کم جہان پاک شد ۱۰۱۱ھ

ہم نے ایک خاص واقعہ پر اوس کی تاریخ اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۱۲۹۸ سے لکھی تھی۔

کسی بزرگ نے تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ حسب ذیل لکھی ہے۔

گشت تاریخ مصرع اُستاد		امی بسا آرزو کہ خاک شدہ ۱۲۴۳ھ

کسی اُستاد نے (آیہ کریمہ) اولئک مع الذین انعم اللہ سے ۹۵ھ پیدا کرکے تاریخ لکھی ہے۔

اور ایک بزرگ کے مزار شریف پر ہم نے اُن کی رحلت کی تاریخ (آیہ کریمہ) جنّات عدن یدخلونہا (۱۲۸۴) مین کندہ دیکھی ہے۔

اسی طرح ایک مسجد کی تاریخ (آیہ کریمہ) یاایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا (۱۲۹۶) ہجری ہمارے مشاہدہ سے گزری ہے۔

علی ہذا حیدرآباد کی مسجد افضل گنج کی تاریخ ۱۲۸۶ھ ہجری (آیہ کریمہ) وامر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا مین ہے۔

میر عبدالرشید تتوی صاحب فرہنگ رشیدی نے جلوس اورنگ زیب کی تاریخ جو ۱۰۶۸ھ ہجری مین واقع ہوا ایک آیت قرآنی سے حاصل کی ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

ایک بزرگ کی تاریخ موت (۱۱۹۵) حدیث نبوی عائش حمیداً مات شہیداً سے پیدا کی گئی ہے۔ جیساکہ صاحب ملخص تسلیم نے ذکر کیا ہے۔

(و) باعتبار بیان باعتبار طرز بیان تاریخ کی ۳ قسم ہین (۱) بیان واقعی (۲) بیان بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ (۳) دعائیہ۔ قسم اول وہ تاریخ ہے جس مین کسی تقریب یا واقعہ کا بیان بغیر کسی مبالغہ یا بہرتی کے صاف الفاظ مین کیا جاے جیسے مندرجہ ذیل تاریخین ہین جنکو ہم نے لکھا ہے۔ یہ تاریخ ایک مرثیہ کا انتخاب ہے

وہ محسن وہ مہدیعلیخان بہادر		ہوئے آج افسوس دنیا سے رخصت
کہی اس کی تاریخ فکر وولا نے		قیامت ہوئی ہاے مہدی کی رحلت ۱۳۲۵

یہ تاریخ فارسی بہی ایک تاریخی مرثیہ کا اقتباس ہے۔ ولہ

ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار		فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ ۱۳۱۵

تاریخ ذیل ایک ہمارے دوست کی تقریب شادی پر لکھی گئی ہے۔

لو میان آج چڑہی بیل منڈھے		آرزو پوری ہوئی کیجیو چسین
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے		کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

تاریخ ذیل ایک تعمیر سے متعلق ہے۔ ولہ

ہمایون راجۂ بہگوان سنگہ ذی مراتب نے		بنا کی اک عمارت دل کشا در بارنا بہا مین
ولا نے عرض کی تاریخ سمت بر محل اسکی		بنا الکن محل پر فضا سرکار نا بہا مین ۱۹۵۵

تاریخ ذیل خود ہمارے فرزند کی ولادت کی تاریخ ہے ۔

خداوندا لشکر نعمت نتوان سخن گفتن		بکام خود رسد از لطف عامت آرزومندے
بجوش اعتراف مرحمت گوید ولا سالش		خدائے بے نیازم داد طالع مند فرزندے ۱۲۹۹ھ

ہم نے ایک قسم کی متعدد مثالین صرف نوعیت مختلفہ کی وجہ سے پیش کین تاکہ طالبان فن جمل کو بیان واقعی کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آئے ۔

دوسری قسم بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ ہو اگرچہ اس قسم کی بعض تاریخون مین کنایہ یا استعارہ کی وجہ سے لطف سخن دوبالا ہوجاتا ہے لیکن اس کا درجہ بیان واقعی سے کبھی بڑھ نہین سکتا ۔ ہم اس کی کامل صراحت محاسن تاریخ کے بیان مین کرین گے انشاء اللہ ۔

تواریخ ذیل اس قسم کی مثال ہین ۔

سال ولادتش زعطارد شنیدہ ام	ولا	گوئی کہ آفتاب تمنا برآمدہ ۱۲۹۸
کلفت زدہ خاطرم سنش گفت	زکا	ہے ہے سر شام شمع مردہ ۱۲۹۰

تاریخ بقانون معمّا گفتم (شمائل پیغمبر) خورشید قران یافتہ با ماہ تمام ۱۲۷۰

ہم اس تاریخی معمّی کو بیان صنائع تاریخ مین حل کرین گے انشاء اللہ ۔

قسم سوم (دعائیہ تاریخ) سے وہ تاریخ مراد ہے جس مین واقعہ تاریخی کا اشارہ صرف دعا مین ہو ۔ جس کی مثال مادّہ ہائے ذیل سے واضح ہے ۔

کیا خوب لکھی مین نے رسّا عقد کی تاریخ		زہرہ کا قران مہر فلک کو ہو مبارک ۱۲۶۴ھ
مجستہ سال ولادت رقم زند معنی		طلوع نیر برج شرف ہمایون باد ۱۲۹۹
ولا سال وفات او رقم زد		خدایا عاقبت محمود باد ۱۲۹۵

(۳) محاسن تاریخ کا بیان

محققین فن جمل نے تاریخ کے محاسن کا ذکر کیا ہے اور شائقین فن جمل کو نصیحت کی ہے کہ اون کی توجہ اسپر مائل رہے کہ جس قدر ہو سکے محاسن تاریخ کا لحاظ رکھین ہم ذیل مین محاسن تاریخ کی تفصیل کرتے ہین۔ ہماری اس کتاب کا یہ بیان در حقیقت ایک معیار ہے جس سے مورخ کے نتیجہ فکر کی خوبی اور منزلت دریافت ہو سکتی ہے یعنی ایک تاریخ جو ہمارے روبرو رکھی ہے اوس کی نسبت ہم اس بیان کی مدد سے یہ بات معلوم کر سکتے ہین کہ وہ کس پایہ کی تاریخ ہے کتنے محاسن اسمین جمع ہین۔

محاسن تاریخ کے قرارداد کا سہرہ درحقیقت متاخرین ہند کے سر ہے۔ تصانیف و رسائل مین بہت کم اس کا ذکر ہوا ہے۔ ہمارے مرحوم استادون کا صدقہ ہے کہ ہم اون سے واقف ہو کر آج اس کتاب مین اس کا ایک مستقل بیان قائم کر سکے۔ ممکن ہے کہ بعض محاسن مقررہ انہین بزرگون کی ایجاد ہو جیسا کہ بعض محاسن کو متاخرین محقق نے قائم کیا ہے۔

شائقین فن جمل اس کو بے بنیاد سمجھ کر بے توجہی نہ فرماوین اور من قال سے بحث نہ کرین بلکہ اپنی نازک خیالی کو ماقال پر محمول کرین (ع) متاع نیک ہر دکان کہ باشد ؛ جب فہم سلیم ہر امر کے ماننے کے قبل اوس کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لئے موجود ہے تو پھر محاسن سے قطع نظر کرنا گویا سہل انگاری کا عادی بننا ہے۔

(الف) میرے استاد مولوی غلام حسین مغفور بلگرامی المتخلص بہ قدر فرماتے تھے کہ

مادّہ تاریخ منثور پر منظوم کو ترجیح ہے۔ اگر کسی مخصوص عبارت یا آیۂ قرآنی یا حدیث نبوی یا کسی مشہور مثل سے مادّہ حاصل ہو تو حتی الوسع کوشش کرنا چاہیئے کہ اسکو کسی نہ کسی بحر مطبوع کے قالب مین داخل کرین اور تبدیل ترکیب وغیرہ کے سانہ اس خاص مقصد مین کامیابی حاصل کی جائے اور بہ درجۂ لاچاری غیر مطبوع بحر بھی۔ نثر پر فضیلت رکھتی ہے لیکن تبدیل ترکیب مین اس بات کا لحاظ رہے کہ محاورہ اور زبان کے لطف مین فرق آنے نہ پائے۔

اس خاص مقصد کے لحاظ سے مؤرخ کو فن عروض مین بھی کچھہ نہ کچھہ مہارت پیدا کرنا چاہیئے اور ہماری رائے مین اس خاص ضرورت کے لئے زبان اردو مین اُستاد موصوف کی تالیف قواعد العروض بہت مفید اور جامع کتاب ہے جس کی سلاست بیان نہایت سریع الفہم ہے۔ یا اُستادی مولانا مولوی محمد حسین خان شیرین سخن۔ راقم۔ کی تالیف میزان الاشعار۔ سے کام لینا چاہیئے یہ کتاب آخر الذکر اگرچہ زبان فارسی مین لکھی گئی ہے لیکن سلیس عبارت مین مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے۔

(ب) میرے اُستاد شفیق۔ افضل الشعرا شیرین سخن خان مولانا مولوی محمد حسین مغفور راقم تخلص میر مجلس مجلس مشاعرۂ نواب کرناٹک کی تاکید تھی کہ مادّۂ تاریخ منظوم حتی الوسع مصرع سالم مین لکھا جائے۔ جس قدر اُستادان فن سے ہمکو ملاقات کا اتفاق ہوا ہم نے اون سب کو اس کلیہ سے اتفاق کرتے ہوے پایا۔ غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ مادّہ جو مصرع سالم مین ہو اون الفاظ خارج از مادّہ سے معرا رہتا ہے جو تکمیل مصرع کے لئے ناگزیر لانے پڑتے ہین۔ نیز اگر کوئی شخص

صرف مادہ کو لوح مزار پر کندہ کرانا چاہے تو ایسا مصرع جو تمام تر مادّہ تاریخ کا حامل ہو کسی دوسرے مصرع کا محتاج نہیں ہوتا۔ جو مادّہ مصرع سالم میں نہیں ہوتا اوسکا شمار منظوم مادّون میں نہیں ہوتا جو محاسن تاریخ کی پہلی قسم ہے۔

(ج) ہمارے استاد افضل العلما مولانا مولوی سید علی مغفور لکھنوی کامل تخلص کا ارشاد ہر وقت اونکی مبارک تصویر کو ہماری آنکھوں کے روبرو رکھتا ہے کہ محاسن تاریخ میں زیادہ خیال رکھا جاوے کہ مادّہ تاریخ سے واقعۂ زیر تاریخ اور اوس شخص کا نام ظاہر ہو جس کے متعلق تاریخ لکھی گئی ہے اور بیان واقعہ اس خوبی کے ساتھ ہو کہ مادّہ تاریخ کسی صراحت مزید کا محتاج نہ ہو۔ اس کی مثال خود ہمارا مصرع ہے۔ (ع) فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ (۱۳۰۰ ہجری)

آپ ہی کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت میں جزو نام بھی کافی ہے جیسی خود ہماری تاریخ ہے (ع) جہان بگزاشت بیچارہ جہانگیر (۱۲۹۹ھ) بعض مواقع میں خصوصیات کے لحاظ سے جزو نام سالم نام پر فضیلت رکھتا ہے جیسے ہماری تاریخ (ع) قیامت ہوئی ہائے مہدی کی رحلت (۱۳۲۵) اگر اس موقع پر سالم نام یعنی (مہدی علی) شریک مادّہ ہوتا تو معنوی لطافت کم ہو جاتی۔

ہمارے استاد مغفور کا قول تھا کہ اسی کا نام اصطلاح جمل میں بیان واقعی ہے اور بیان واقعی کو کل اقسام تاریخ پر ترجیح ہے اس لئے کہ بیان واقعی کا مادّہ تاریخ جس میں واقعہ کی صراحت باظہار نام صاحب واقعہ ہوتی ہے۔ اُسی واقعہ کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے برخلاف اون تاریخوں کے جن میں یہ پابندی نہ ہو۔ جن کو اُس کے مماثل اور واقعات سے بھی متعلق کر سکتے ہیں۔

مثلاً اگر کسی موقع میلاد پر مورخ نے یہ مادہ لکھا کہ ع گوئی کہ آفتاب تمنا برآمدہ ۱۲۹۲ھ یا کسی سانحۂ موت پر لفظ (بیفضور ۱۳۲۶ھ) سے سنہ برآمد کیا تو ایسا مادہ بوجہ تعمیم مضمون تقریب و سانحۂ مخصوصہ سے خاص نہیں سمجھا جا سکتا اس لئے کہ ایک سنہ کے متعدد تقاریب ولادت یا سوانح موت میں انہیں مادّون کا استعمال ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان میں نام صاحب تقریب و واقعہ نہیں ہے اور نیز یہ مادّے اور مصرعون کے محتاج ہیں جن میں صاحب تقریب کا نام یا واقعہ کا بیان کیا گیا ہو۔

بعض محققین فن کا قول ہے اور ہمکو اس سے اتفاق ہے کہ بادشاہون کے تقاریب غسل صحت میں بیان واقعی سے کام لینا ترک ادب ہے ایسے مواقع پر مادّہ تاریخ میں بصراحت نام صرف دعا دینا چاہیئے جس میں ترقی عمر و اقبال یا ردّ بلا کا مضمون ہو۔ یا غسل صحت پر مبارکباد۔

ایک محقق نے سچ کہا ہے کہ بیان واقعی میں صاحب واقعہ یا صاحب تقریب کی منزلت کا لحاظ ضرور رکھا جائے۔ مثلاً ایک وکیل صاحب کی وفات کی تاریخ (ع) مقصود علی نمودہ رحلت افسوس ۱۳۱۳ھ بہت صاف اور عمدہ تاریخ ہے جس میں نام مرحوم اور واقعۂ رحلت نہایت صاف لفظون میں بیان ہوا ہے۔

لیکن ایک بادشاہ یا امیر کی وفات کی تاریخ ایسے الفاظ میں زیادہ قابل تعریف نہ سمجھی جائیگی بلکہ ایسے مواقع کے لئے ایسا مادّہ زیادہ قابل تعریف ہوگا جس میں جنّت یا اوس کے مماثل الفاظ ہون۔ جیسا کہ ہم نے نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد کے لئے لکھا تھا یعنی (ع) سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ۔ اس تاریخ کی نسبت ۱۳۰۰ھ

کہنے والے کہہ سکتے ہین کہ اس مین بیان واقعی نہین ہے اور ایک حد تک ان کا کہنا صحیح لیکن صاحب واقعہ کی منزلت کے لحاظ سے اہل حکل نے اس کو بھی بیان واقعی ہی قرار دیا ہے ۔

قدر بلگرامی کی رائے تھی کہ بیان واقعی مین الفاظ زائد سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے لیکن مولوی سید علی کامل اس کے مخالف تھے آپ فرماتے تھے کہ مین صرف بہرتی کے الفاظ کا مخالف ہون صفات مین مناسب اور موزون الفاظ کا بڑہانا خصوصاً علما راور امرا کی تاریخون مین کبھی قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ بغیر اون الفاظ کے وہ تاریخ پھیکی کہلائے گی حضرت ممدوح نے ہمارے اس مادہ کو چلدیئے دنیا سے با اعزاز رفعت یار جنگ ۱۳۱۵ بہت پسند فرمایا اور تحریراً ہم کو مطلع کیا کہ اس دوسرے مادہ تاریخ ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۴۲ کے مقابلہ مین پہلا مادہ بہتر ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ دوسرے مادہ کی خوبی مین کچھ کلام نہین ہے ۔ لیکن اگر کچھ اعزازی الفاظ اسمین ہوتے تو زیادہ پر لطف ہوتا

حضرت کامل کا قول ہے کہ اگر صاحب واقعہ یا تقریب کا نام یا جزو نام کثیر الاعداد ہو اور سنہ ہجری کی ایسی تاریخ نہ لکھی جاسکتی ہو جس مین نام یا جزو نام کا لانا ممکن ہو تو ایسی سخت مجبوری مین ترک نام یا جزو نام سے مناسب یہ ہے کہ سنہ ہجری کو ترک کرو اور عیسوی یا سمت یا اور کسی سنہ مین تاریخ لکھو جس کے اعداد مین صاحب واقعہ کا نام یا جزو نام داخل ہوسکتا ہو ۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر مادۂ تاریخ مین سالم نام نہ آسکے اور جزو نام خوبصورتی سے مستعمل نہ ہوسکے تو کم سے کم اس قدر کوشش کی جائے کہ الفاظ مادہ

کوئی خاص اشارہ اسکی جانب ہو جس سے معاصرین فوراً پہچان جاوین کہ یہ تاریخ فلان شخص سے متعلق ہے۔ یا واقف لوگ عنوان تاریخ کی مدد سے مادہ کی خوبی دریافت کرسکین۔ جیسا کہ مؤلف کتاب نے اپنے چچا محمود نواز خان کی رحلت پر دعائیہ تاریخ کہی ہے۔ خدایا عاقبت محمود بادا۔ یا استاد داغ کی رحلت کی تاریخ ہے۔

ہائے وہ داغ دے گئے دل پر ۱۳۲۹

(۵) ہمارے استاد مغفور نواب فصیح الملک داغ دہلوی اگرچہ فن جمل میں بڑے پایہ کے شخص نہ تھے اور وہ خود ہماری ہر ایک تاریخ کی اصلاح کے وقت اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے لیکن سبحان اللہ زبان کے متعلق آپ کی اصلاح کا کیا کہنا۔ آپنے ہمارے بعض اون مادہ ہائے تاریخ کو کاٹ کر پھینکدیا جن کی ترکیب میں مبتدا سے خبر دور پڑی ہوئی تھی اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ حسن کلام یہ ہے کہ مبتدا سے خبر بہت قریب ہو۔ ہمارے بعض تاریخی مادون کی ترکیب آپ نے پلٹ دی اور انکی رونق دوبالا فرمادی اور تعقید الفاظ کے آپ ہمیشہ مخالف رہا کرتے تھے۔

آپ کی تاکید تھی کہ بامحاورہ الفاظ کا لحاظ رکھا جاے اس لئے کہ خوبی بانکا درجہ سب پر مقدم ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ عمدہ مضامین نقصان زبان کی وجہ سے خاک میں مل جاتے ہین اور کم درجہ کا مضمون بھی خوبی زبان کے ساتھ چمک اٹھتا ہے

آپ ہی کا قول تھا کہ اگر کسی مادہ مین زبان کی خوبی ہو اور صاحب واقعہ کا نام نہ آسکے تو ایسا مادہ اوس مادہ پر فائق ہوگا جس مین صاحب واقعہ کا نام تو ہو مگر زبان کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔

(۶) استادان فن جمل نے بالاتفاق کہا ہے کہ محاسن تاریخ مین سب سے بڑی چیز

یہ ہے کہ مادّہ تاریخ بدون تدخلہ و تخرجہ ہو۔ تاکہ مصرع تاریخی کسی دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف تاریخ موت مین اعداد لفظ جان یا روح یا روان کا تخرجہ اعداد نام متوفی سے مستحسن مانا گیا ہے اور ایسی تاریخ بے تخرجہ تاریخ سے بہتر مانی گئی۔ جیسے (ع) قد خرج الروح عن المرتضی ۱۲۳۶=۲۱۴-۱۴۵۰ ۲۱۴

حضرت کامل مغفور کا قول تھا کہ اگر متوفی کے نام کے اعداد سال مطلوب سے بڑھے ہوے ہون تو خود بخود اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مادۂ تاریخ مین مرحوم کا نام داخل نہ ہو سکے گا اور اس مجبوری کی حالت مین مادہ تاریخ کی بڑی خوبی فوت ہو جائے گی۔ پس اس قسم کے تخرجہ کے بغیر چارہ نہ ہوگا اور ایسا لطیف تخرجہ جیسا کہ مثال بالا مین گزرا تاریخ کو محاسن تاریخ کی تعریف سے خارج نہ ہونے دے گا۔

(و) استادان فن جمل کا قول ہے کہ مادّۂ تاریخ مین حتی الوسع بہرتی کے الفاظ آنے نہ پائین۔ مادّہ کی تکمیل کے لئے مربوط الفاظ سے کام لینا چاہیئے جو منشاء تاریخ کے خلاف نہ ہون اور مضمون سے مناسبت رکھتے ہون۔ مثلاً موت کی تاریخ مین افسوس یا آہ یا ہیہات اور اسی قسم کے الفاظ یا صاحب تقریب یا صاحب واقعہ کے صفات۔ مثلاً اس مادّہ مین ہاے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۲۰ھ ہاے کا لفظ بے محل نہین ہے اور مناسب وقت بھی ہے اور غم کی حالت مین بولا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مادّۂ فارسی مین لفظ واے۔ سالار جنگ ۱۳۱۷ھ واے جہان فنا گزاشت۔ لیکن جو مادہ بہرتی کے الفاظ سے پاک و صاف ہو اوسکو ہر حالت مین اور مادون پر ترجیح ہے۔ جیسے کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

اس خاص باب مین حضرت کامل کی راے ہم حرف ج پر عرض کر چکے ہین حاصل یہ ہے کہ صفات ممدوح و صاحب تاریخ مین مناسب الفاظ کا لانا جن سے بہرتی نہ معلوم ہو مستحسنات سے ہے یا کسی واقعہ کے متعلق الفاظ مناسب و متعلقہ واقعہ کا استعمال مستحسن مانا گیا ہے۔

(ز) متقدمین کے پاس محاسن تاریخ مین یہ بات داخل تھی کہ تاریخ سنہ ہجری سے مخصوص رہے لیکن متاخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ سنہ کی خصوصیت محض فضول ہے بلکہ بعض مواقع مین ناخوشنما اور نامناسب ہو جاتی ہے۔ واقعہ یا تقریب کی مناسبت کے ساتھ سنہ کا تعلق ہونا چاہیے مثلاً اگر ایک اسلامی سلطنت مین جہان سنہ ہجری مروج ہے کسی مسلمان کے لئے تاریخ لکھی جائے تو اس مین سنہ ہجری ہی کا لحاظ رہے۔ یا اگر کسی ہندو کے لئے تاریخ مقصود ہے تو اوس کا مذہبی سنہ اولے ہے۔ اسی طرح عیسائیون کے لئے عیسوی سنہ اور پارسیون کے لئے سنہ نوروز۔ یا اگر کسی خاص مقام پر کل اقوام مین ایک ہی سنہ رائج ہے تو اوسی سنہ مین تاریخ کہنا زیادہ مناسب ہے

ہم اس کتاب کے خاتمہ مین حقیقت سنین کو بھی مختصر طور پر لکھین گے جو کہ شائقین فن جمل کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ کا بیان

بیان عام صنائع و بدائع بلاغت سے اگرچہ اکثر صنائع و بدائع کا استعمال تاریخ مین ہو سکتا ہے لیکن تاریخ کے صنائع و بدائع بھی مخصوص ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔ اور ہمارا یہ بیان اقسام مبینہ ذیل پر صنائع کا انحصار نہین کرتا

بلکہ صرف اسیقدر صنائع اس مین بیان ہوئے ہین جن کا تذکرہ یا تو محققین جمل نے کردیا ہے یا عملاً رائج ہین ۔ اور ہمکو اس بات کا افسوس ہے کہ صنائع کی تاریخ کہ کون سی صنعت کس کی ایجاد ہے متحقق نہ ہوسکی ۔

(۱) صنعت عامۃ الورود | صنائع تاریخ سے یہ صنعت نہایت لطیف ہے ۔ اس کو عامۃ الورود اس لئے کہا گیا ہے کہ ہر ایک حرف یا ہر ایک لفظ یا ہر ایک جملہ یا ہر ایک مصرع یا ہر ایک شعر مطلوب سے اس صنعت کی بدولت تاریخ مطلوب حاصل ہوسکتی ہے ۔

بعض محققین جمل کی راے مین یہ شعبۂ تاریخ ہے بعض نے اس کو احسن الصنائع کہا ہے اور بعض نے اس کو سہل الممتنع سے موسوم کیا ہے ۔ بڑی حیرت اسکی ہے کہ جن کتابون سے ہم نے اس کتاب کی تالیف مین مدد لی ہے اون مین سے کسی کتاب مین اس صنعت کا ذکر نہین ہے نام خود بتلا رہا ہے کہ اس کے موجد عرب ہین ہمکو یہ نعمت غیر مترقبہ ہماری قوم کے ایک قابل فخر محقق جمل مولانا مولوی ابوطاہر محمد عبدالقادر طاہر تخلص سے ملی جن کا پایہ فن جمل مین بلند ہے اور جو دکن کے اہل جمل مین ایک سرآوردہ شخص ہین جن کے خاندان مین حساب جمل کا علم اباً عن جد چلا آتا ہے ۔ یہ عربی الاصل ہین انکو اس صنعت کا سبق اون کے والد ماجد سے ملا اور اون کو اون کے بزرگون سے ۔ اس مین کچھ شک نہین کہ یہ صنعت عربی رسائل قدیمہ سے حاصل کی گئی ہوگی ۔ لیکن اس فن کی بدقسمتی سے آج رسائل قدیمہ عرب پردۂ خفا مین ہین اور زبان فارسی کا لٹریچر اس سے خالی اور اردو زبان مین برائے نام اس کی بو باس رہ گئی ہے لہذا اس فن کی ایسی لطیف چیزین صرف عالمان

فن کے سینون مین رہگئی ہین اور جو کچھ باقی ہین وہ علم سینہ بن چکی ہین اور سینہ بسینہ چلی آتی ہین۔ ہمارے مہربان مولوی عبدالقادر طاہر اگر کریم النفس نہ ہوتے تو آج یہ نعمت اس کتاب کے ذریعہ سے پبلک کی نذر نہ ہوسکتی۔

اس صنعت کا استعمال جس سنہ مین مقصود ہو یعنی جس سنہ کی تاریخ اس صنعت مین درکار ہو اول اوسکو ایک کاغذ پر لکھنا چاہیئے اور پھر ایک ایسے عدد پر اس کو تقسیم کرنا چاہیئے جسپر اعداد سنہ بلا کسر تقسیم ہوجائین۔ اور پھر مقسوم علیہ اور حاصل تقسیم دونون کو محفوظ کرلینا چاہیئے۔ یہی دونون اس صنعت کی بنیا دین۔

مثلاً ہم چاہتے ہین کہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین ایک تاریخ اس صنعت مین لکھین تو ہم نے ۱۳۲۵ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۶۵ حاصل ہوئے اور کوئی کسر نہ بچی پس ہم نے ۲۶۵ کو محفوظ کیا اور اس کا نام الف رکھا۔ اسی طرح مقسوم علیہ یعنی (۵) کو بھی محفوظ کیا اور اس کا نام ب رکھا۔ اور ان دونون اعداد الف۔ ب کا نام اصطلاح جمل مین عدد بنیادی ہے۔ اگر سنہ مطلوب کے اعداد کسی ایسے عدد پر تقسیم نہ پاسکتے ہون جس مین کسر نہ بچے یا ہم کو یہ مقصود نہ ہو تو کسرات حاصل شدہ کو بھی محفوظ رکھنا چاہیئے اور اسکو (ج) سے موسوم کرنا چاہیئے۔ اس حالت مین (ج) بھی الف اور ب کے ساتھ عدد بنیادی مین داخل ہوگا۔ مثلاً اگر ہم ۱۳۲۶ کو ۱۰ پر تقسیم کرین تو حاصل تقسیم ۱۳۲ ہوگا اور ۶ کی کسرات بچ رہے گی تو ۱۳۲ کا نام (الف) ہوگا اور ۱۰ کا نام (ب) اور ۶ کا نام (ج) اور یہ تینون اعداد بنیادی ہین۔

فرض کرو کہ ہم ایک ولادت کی تاریخ کسی مولود کے نام سے ۱۳۲۵ مین حاصل کرنا چاہتے ہین اور نام (حامد) ہے تو سب سے پہلے حامد کے اعداد ۵۳ پر ۱۳۲۵ کا اضافہ کیا

تو سب کا مجموعہ ۱۳۷۸ ہوا پہر اس مجموعہ کو ایک ایسے عدد پر تقسیم کیا جس کی کسرات احاد مین بچ رہی - یہ امر بالکل ہمارا اختیاری ہے کہ جس عدد پر چاہین ۱۳۷۸ کو تقسیم کرین - مثلاً ہم نے ۵ پر تقسیم کیا تو ۳ کی کسرات بچی اب اس ۳ پر ہم نے ۱۲ بڑہائے اور پہر مجموعہ سے ۱ گہٹائے - ہمارے اس عمل جمع و تفریق کا مطلب یہ تہا کہ ان عملون کے بعد جو کچہہ بچ رہے وہ (ب عدد بنیادی) کے مساوی ہو اور یہہ فی ذہن المؤرخ رہنا چاہیئے - پہر اس کو ۲۶۵ سے ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوا - یہان تک جس قدر ہمنے عملاً سمجہایا ہے وہ بہت کچہہ ہے شائق صنعت کو بصیرت سے کام لینا چاہیئے اور اعداد بنیادی کو ہمیشہ مخفی رکہنا چاہیئے -

اصل مقصد کو مخفی رکہہ کر اعمال تقسیم و جمع و تفریق سے کام لینا یا اور کچہہ اعمال حسابی کا اس مین شریک کرنا مؤرخ کی فراست پر موقوف ہے - مثلاً ہم اسی مقصد کو دوسری شکل مین بیان کرتے ہین یعنی لفظ حامد کے اعداد ۳ ۵ پر ہم نے ۲۶۵ کو بڑہایا (سمجہہ رکہو کہ یہ عدد بنیادی الف ہے) پہر مجموعہ ۳۱۸ کو ۶ پر ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۹۰۸ ہوا جو سنہ عیسوی ہے - پہر اس مین سے ۱۶۴۳ کو گہٹا دیا اور حاصل تفریق کو پانچ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب یعنی ۱۳۲۵ھ حاصل ہوا -

پہر ہم اصل مقصد کو ایک تیسری شکل مین بیان کرتے ہین کہ لفظ حامد کے اعداد ۵۳ کو ۱۹۰۸ عیسوی کے ساتہ جمع کیا مجموعہ (۱۹۶۱) کو دس سے ضرب دیا تو ۱۹۶۱۰ ہوئے اور مجموعہ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۳۹۲۲ حاصل ہوئے اور اس مین سے ۳۷۹۰ کو خارج کر دیا تو ۱۳۲ باقی رہے اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے ضرب دیا پہر حاصل

ضرب پر ۵ کو بڑہایا تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوا۔

اگر آسان طریقہ سے اس صنعت کو کام مین لانا چاہو تو لفظ یا حرف مطلوب کا عدد حاصل کرو پہر اوس کو ۳۰ پر ضرب دو حاصل ضرب پر ۲۰ کا اضافہ کرو پہر مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کرو اور جو کسرات بعد تقسیم بچ رہین اونکو ۲۶۵ پر ضرب دو تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوگا۔ اور یہ عمل جمع و ضرب و تقسیم کی ہدایت صرف مورخ کی ہدایت پر مبنی ہے جس نے ۱۳۲۵ سنہ ہجری کے لحاظ سے اس کا قاعدہ قائم کر رکھا ہے۔ اگر کسی دوسرے سنہ مین تاریخ مقصود ہوگی تو وہ قواعد صنعت کے لحاظ سے ان اعمال مین بہی ترمیم کر سکتا ہے۔

اس کا اصلی گر اعداد بنیادی کا ضرب ہے اور اس کو ہشیاری اور حاضر مزاجی اور روشن خیالی سے کام مین لانا استاد فن کا کام ہے۔ جس مورخ کو علم حساب مین ید طولیٰ ہوگا وہ اس صنعت مین صرف اسی بیان کے پڑہ لینے سے کامیاب ہوگا جس کو حساب مین دخل نہین ہے اوس کو استاد فن کے سمجہانے کی ضرورت ہوگی

(۲) صنعت خاصّۃ الوجود | یہ صنعت درحقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے کہ اس نے اپنے بندون کو کیسے کیسے علوم سکہلائے ہین اور اون کے ذریعہ سے کس قدر دسترس اور قدرت اون کو حاصل ہوئی ہے۔

اس صنعت کی تخصیص صاحب واقعہ کے نام سے ہے یعنی ہر صاحب واقعہ کا وجود واقعۂ تاریخی کا مظہر ہے خواہ وہ نام کسی زبان کا ہو یعنی صاحب واقعہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یا پارسی اوس کے نام کے کسی ایک حرف یا مجموعۂ حروف کے اعداد سے تاریخ واقعہ حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتہ اظہار

واقعہ کا بھی اشارہ ہو۔ مثلاً میلاد ہے تو میلاد زید یا موت ہے تو موت زید یا شادی ہو تو نکاح زید یا اور کوئی واقعہ ہو تو اسی قسم کا ایک مختصر سا اشارہ اسکے نام کے ساتھ کرکے بقاعدہ صنعت خاصّۃ الوجود اس نام اور اشارہ کے سالم اعداد سے تاریخ حاصل کریں جس کو مورخ پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ کسی اشارہ کی تخصیص بھی نہیں ہے یعنی نکاح زید ہی کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ اختیار ہے کہ نکاح زید کہیں یا زید کی شادی یا زید کا عقد یا زید کی کدخدائی یا اور کوئی اشارہ جس سے زید کی تقریب کا اظہار ہوتا ہو۔

قادران فن و حاکمان جمل نے کہا ہے کہ سائل۔ جس کو تاریخ کی طلب ہو خود اپنے ذہن میں الفاظ بالا فرض کر لیوے اور اون کے مجموعی اعداد صحیحہ سے مورّخ کو آگاہ نہ کرے پھر ان اعداد کو اپنے ہی ذہن میں مضاعف کرے پھر مورخ سے سوال کرے مورّخ بلحاظ سنہ مطلوب صرف ایک عدد بتلا دیگا جس کو اس مجموعہ ذہنی پر بڑھا دیوے۔ پھر اس مجموعہ کی تنصیف اپنے ذہن میں کرے اور حاصل تنصیف سے وہ عدد گھٹا دیوے جو اسنے پہلی مرتبہ اپنے ذہن میں بڑھایا تھا اور جو کچھ اس کے ذہن میں باقی رہجاے اوسکو ایک ایسے عدد سے ضرب دیوے جس کی ہدایت منجانب مورخ ہو نتیجہ یہ حاصل ہوگا کہ حاصل ضرب سال مطلوب کا مساوی ہوگا۔

مثلاً۔ خالد کی شادی کی تقریب ہے۔ اور ۱۳۲۵ ہجری سنہ مطلوب ہے تو سائل نے اپنے ذہن میں الفاظ خالد کی شادی کو تجویز کر لیا پھر اون کے مجموعی اعداد صحیحہ کو اپنے ہی ذہن میں رکھا پھر بقاعدہ مذکورۂ بالا خود ہی اپنے ذہن

ہین اون اعداد کی تضعیف کی اور پہر موّرخ کے حکم سے اون اعداد پر (۱۰) کو بڑہایا اور اوس کے مجموعہ کو بہی اپنے ذہن مین رکہا پہر سائل نے حسب قاعدۂ بالا اس مجموعہ کی تضعیف خود اپنے ذہن مین بلا اطلاع موّرخ کی۔ پہر اضافۂ اوّلین کو حسب قاعدۂ بالا منہا کیا اور اس کے بعد اعداد فی الذّہن کو موّرخ کی ہدایت سے ۲۶۵ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ موّرخ عدد حرف مفروضہ سے محض بے خبر ہے اور جو کچہہ عمل تضعیف و تنصیف ذہن سائل مین ہوا ہے اوس سے بہی بے خبر ہے۔ عدد باقیماندہ سے موّرخ کو اطلاع نہین ہے پہر کیونکر موّرخ کو یہہ قدرت حاصل ہوئی کہ اسکو ایک ایسے عدد پر ضرب دینے کی ہدایت کرے جس سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یہ کوئی قدرت یا معجزہ یا نجوم یا جادو نہین ہے صرف عبور فن و قواعد معینہ کی واقفیت کا نتیجہ ہے جس سے موّرخ کو مافی الضمیر پر واقف ہونے کی دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔ اگر فنّ حساب مین موّرخ کامل نہ ہوا اور اوس کی طبیعت روشن نہ ہوا اور قواعد پر اوسکو عبور نہ ہو تو اوس سے اس صنعت پر ہرگز عمل نہ ہوسکے گا۔

افسوس ہے کہ ہم اس صنعت کے ایسے قواعد مدوّن نہین کرسکتے اور اس کتاب کے ذریعہ سے اون کو عام اذہان کے نذر نہین کرسکتے جن کو پڑہ کر وہ سمجہہ سکین اور صورت ہاے مختلفہ کا حصر بہی ناممکن ہے جن کی تدوین سے قواعد منضبط ہوسکین لہذا ایک ہشت سالہ جنتری ذیل مین ہدیہ ناظرین ہوتی ہے جس کی مدد سے من ابتداے سنہ ۱۳۲۶ الغایۃ سنہ ۱۳۳۳ اس صنعت مین موّرخ عمل کرسکتا ہے ہم نے جن قواعد پر اس جنتری کی ترتیب کو مبنی کیا ہے اونکا اس کتاب مین بیان

کر دینا کچھہ آسان نہین ہے اور ہر درجہ کے مورّخ کو سمجھانے مین کامیاب ہونا بہت مشکل ہے ۔ قواعد اس قدر وسیع ہین اور اعمال حسابی اس قدر کثیر ہین کہ اونکو عبارت مین بیان کرنا ممکن تو ہے لیکن نہایت دقّت طلب ہے اور ایک خاص حصہ اس کتاب کا اون کے بیان کرنے مین صرف ہوگا لہذا ہم نے اس جنتری کو ذریعہ سنہ ۱۳۳۳ آتک مورّخین کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ اس صنعت پر کام کرنے کا پیش کر دیا ہے ۔ سنین الٰہی و عیسوی و سمّت کی مطابقت بھی اسی کے ساتھہ عرض کر دی ہے اور یہی ۴ سنہ زیادہ مروّج ہین ۔ سنہ ۱۳۳۴ ہجری کے لئے یہ جنتری بے کار ہوگی ۔ اگر اُس سنہ مین کسی مورّخ نے محنت شاقّہ کو برداشت کر کے اور کوئی جنتری آیندہ سنین کے لئے شائع کر دی تو عام مورّخین کو اوس سے فائدہ پہونچیگا

ہم امید کرتے ہین کہ ۱۳۳۳ کے بعد کوئی نہ کوئی استاد جمل اس کام کو پورا کر دیگا بشرطیکہ وہ بالطّبع تنگ چشم نہ ہو ۔

واضح ہو کہ جنتری موجودہ مین بمقابلہ سنین صرف دو عدد بیان کئے گئے ہین (۱) وہ جو مورّخ کے حکم سے بڑہایا جاویگا ۔ (۲) وہ جسمین مورّخ کے حکم سے ضرب دی جائیگی باقی عملہاے حسابی کے متعلق وہی اصول عام کافی ہین جن کی صراحت اوپر ہو چکی ہے جس سنہ کے مقابلہ مین صفر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس سنہ کے متعلق اس صنعت کا استعمال متعذر ہے ۔ لیکن جن استاد ان فن کو اس فن مین عبور کامل اور ید طولیٰ حاصل ہے وہ اون سنین مین بھی اس صنعت کو کام مین لا سکتے ہین اور یہ بات استاد فن کی قوّت تمیزی پر منحصر ہے جس کو ہم لکھہ کر نہین سمجھا سکتے ۔

سنہ ہجری			سنہ فصلی			سنہ عیسوی			سنہ سمّت		
سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱۳۲۶	۱۲	۲۲۱	۱۳۱۷	۶	۴۳۹	۱۹۰۸	۸	۴۷۷	۱۹۶۴	۸	۴۹۱
۱۳۲۷	۰	۰	۱۳۱۸	۴	۶۵۹	۱۹۰۹	۰	۰	۱۹۶۵	۱۰	۳۹۳
۱۳۲۸	۱۶	۱۶۶	۱۳۱۹	۰	۰	۱۹۱۰	۴	۹۵۵	۱۹۶۶	۴	۹۸۳
۱۳۲۹	۶	۴۴۳	۱۳۲۰	۱۶	۱۶۵	۱۹۱۱	۶	۶۳۷	۱۹۶۷	۰	۰
۱۳۳۰	۲۰	۱۳۳	۱۳۲۱	۰	۰	۱۹۱۲	۱۶	۲۳۹	۱۹۶۸	۳۲	۱۲۳
۱۳۳۱	۰	۰	۱۳۲۲	۴	۶۶۱	۱۹۱۳	۰	۰	۱۹۶۹	۰	۰
۱۳۳۲	۸	۳۳۳	۱۳۲۳	۰	۰	۱۹۱۴	۴	۹۵۷	۱۹۷۰	۴	۹۸۵
۱۳۳۳	۰	۰	۱۳۲۴	۴	۶۶۲	۱۹۱۵	۱۰	۳۸۳	۱۹۷۱	۶	۶۵۷

اس جنتری کے خانۂ ۲ کا عدد صنعت عائتہ الورد کے عدد بنیادی ب کا مضاعف ہے۔ ہمارے اس اشارہ سے شائقین جمل کو اس جنتری کی تیاری مین بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے۔

جن سنین کے مقابلہ مین صفر ہے اون مین صنعت خاصّتہ الوجود ہی سنہ تاریخ لکھنا مقصود ہو تو۔ طالب فن اوس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ جنتری کے حقائق سے آگاہ ہو کر جنتری تیار کرنے کی صلاحیّت حاصل کرے۔ اور یہ صرف مشق پر موقوف ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اوس سنہ کے مطابق دوسرے سنہ سے کام لیا جائے مثلاً ۱۳۲۷ھ ہجری مین تاریخ نہ لکھہ سکے تو ۱۳۱۸ فصلی مین لکھی جائے یا ۱۹۶۵ سمّت سے کام لیا جائے۔

(۳) صنعت مقطّعۂ ترتیبی | صنعت مقطّعۂ ترتیبی وہ صنعت ہے جس مین حروف تاریخی کے اعداد جدا جدا ایک سطر مین ترتیب کے ساتھہ لکھے جاوین اور بغیر میزان دینے کے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ جیساکہ نواب عبدالباریخان موجد مدراسی نے ہمارے آقائے ولی نعمت دام ظلہم کی سالگرہ چہل سالہ کی تاریخ لفظ (جبلی) سے پیدا کی ہے جُبلی زبان انگریزی کا لفظ ہے اور ایسے ہی تقاریب کے لئے مستعمل ہے اور اُردو مین بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ پس لائق موخ نے چارون حروف لفظ جُبلی کے اعداد بصنعت مقطّعۂ ترتیبی و بسط تنزّل عددی تاریخ حاصل فرمائی ہے ج ۳ ب ۲ ل ۳۰ ی ۱۰ بسط تنزّل عددی کی وجہ سے عشرات کا صفر جاتا رہا۔ اور مقطعۂ ترتیبی کی وجہ سے ۱۳۲۳ھ حاصل ہوا۔ واقعی یہ بڑی عمدہ اور لطیف تاریخ ہے۔

اس کو بلحاظ اجتماع صنعتین۔ مجمع الصنائع بھی کہہ سکتے ہین جو صنائع تاریخ کی ایک خاص قسم ہے۔

شیخ عبدالجلیل بلگرامی نے فتح ستارہ گڈہ کی تاریخ بھی اسی صنعت مین لکھی ہے، جس کا ذکر غلام علی آزاد نے فرمایا ہے۔ و ہوہذا۔

چو شاہ ابہام زیر خنصر آورد		بور و اسم اعظم در شمارہ
زانگشتان شہ بر مدّ ابہام		برابر چار الف کردم نظارہ

چار الف کو یا اس کے اعداد کو جو شا بہ بحرف الف ہین مقطّعۃً ترتیبی کے قاعدہ سے لکھیئے تو سنہ مطلوب ۱۱۱۱ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

رسائل سبوق الذکر مین اس صنعت کا کوئی تذکرہ نہین ہے۔ ہم نے اپنے استاد جمل قدر بلگرامی نوراللہ مرقدہ سے اس صنعت کا یہ نام سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس کے موجد عجم ہین۔

(۴) صنعت تجمّع | یہ وہ صنعت ہے جس مین صرف چند الفاظ مناسب واقعہ جمع کر دینے سے سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ استادی مولوی سید علی کامل تخلص فرماتے تھے کہ اس کے موجد صرف اہل ہند ہین۔ اس صنعت مین بعض تاریخین تو ہماری نظر سے گزری ہین لیکن اس نام کو ہمنے کسی رسالہ مین نہین پڑہا۔ کسی استاد نے اسی صنعت مین ایک موت کی تاریخ لکھی ہے۔ و ہوہذا۔

بسال موت فسارون زمانہ		اثاث و مال و زر آمد فراہم

لفظ اثاث کے عدد ۱۰۰۲ ہین اور لفظ مال کے عدد ۷۱ اور لفظ زر کے عدد ۲۰۷ ان سب کا مجموعہ ۱۲۸۰ ہے اور یہی سال وفات ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے بذیل (مخترعات بندہ) اسی قسم کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کو صرف صنعت سے موسوم کیا ہے۔ و ہو ہٰذا۔

طبع را حرمان گرفت و حال شد مقبول ہیم		دل پسند درد گشت و سینہ را بگزید غم

اعداد لفظ طبع (۸۱) و حرمان (۲۹۹) و حال (۳۹) و ہیم (۵۲) و دل (۳۴) و درد (۲۰۸) و سینہ (۱۲۵) و غم (۱۰۴۰) کو جمع کرنے سے ۱۸۷۸ ہوتے ہین اور یہی عیسوی سنہ مطلوب ہے۔

مورخین ہند سے اکثر بزرگون نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین اور متعدد کتابون مین چھپی ہین۔ صاحب ملخص تسلیم کا عنوان غالباً اس ایجاد و اختراع کی بنیاد پر ہوگا کہ آپ نے طبع کے لئے حرمان کو پسند کیا۔ اور حال کو ہیم کا مقبول قرار دیا۔ اور دل کو درد کی پسندیدگی عطا کی۔ اور سینہ کو غم کی نذر کیا۔ بے شک اسی ترکیب نے اس صنعت کو آپ کے مخترعات مین داخل کیا ہے۔ واہ واہ کیا کہنا یہہ آپ ہی کا حصہ تہا۔

(۵) صنعت تضاعف | اس صنعت مین بہت کم تاریخین ہماری نظر سے گزری ہین مادہ تاریخ کے اعداد کو دوچند کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ صنعت بہی روشن خیالان اور طبّاعان ہند کی ایجاد ہے۔

ہماری رائے مین یہ صنعت صنعت تضارب مین من وجہ داخل ہے۔ یعنی اعداد مادہ کو ۲ سے ضرب دینے کا نام صنعت تضاعف ہے۔

ضیائے حیدرآبادی کی ایک تاریخ اسی صنعت مین ہماری نظر سے گزری ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

مبارک ہو دولہن کی رونمائی		حبیب اللہ مسرت سے ہین مخمور
ضیا نے عرض کی جلوہ کی تاریخ		مضاعف ہو گیا نور علی نور

نور علی نور کے اعداد ۶۲۲ ہین جنکو مضاعف کرنے سے ۱۲۴۴ حاصل ہوتے ہین اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

رفعت حیدرآبادی کی ایک تاریخ بھی ہمنے اسی صنعت مین دیکھی ہے وہ ہذا

سرکار کو ملی ہے وکالت حضور کی		دربار شہ مین آپ کا رتبہ ہوا بلند
جب نذر دی تو شاہ نے تلوار کی عطا		ہاتف نے دی ندا کہ مراتب ہوئے دوچند

لفظ مراتب کے عدد ۶۴۳ کو دوچند کرنے سے سنۂ مطلوب ۱۲۸۶ حاصل ہوتا ہے۔

(۶) صنعت تناصف | مادۂ تاریخ کے اعداد کو ۲ پر تقسیم کرنے یا اونکی تنصیف سے سنۂ مطلوب حاصل ہونے کا نام صنعت تناصف ہے۔ بعض استادون نے تنصیف کا عمل کئی مدارج تک کیا ہے جیسا کہ حضرت ناسخ کی ایک تاریخ ذیل مین بیان ہوئی ہے۔

الغرض اصول صنعت کو سمجھ لینے کے بعد اس مین مزید ندرت کا پیدا کرنا یا ایک تاریخ مین متعدد صنائع سے کام لینا طبّاع مؤرخ کا اختیاری عمل ہے۔

صنعت تناصف کی ایک مثال ہم ذیل مین عرض کرتے ہین یہ تاریخ ہم نے حیدرآباد مین سنی ہے۔ یہ بات متحقّق نہ ہوسکی کہ اس کے مؤرخ کون بزرگ ہین ہذا

جب کمان اتری تو سرداری رنو چکر ہوئی		حور بعد الکور کے معنی ہوئے سب پر عیان
کی جو فکر جانگزا تاریخ کا بیوگل بجا		گھٹ کر آدھی رہ گئے بخشی ذکار الطان

بخشی ذکار اللہ خان کے اعداد ۲۳۵۰ ہین جنکی تصنیف سے ۱۱۷۵ ہجری حاصل ہوتا ہے اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

طبعزاد ناسخ مغفور	
افتاد حکیم از مراتب	تاریخ بطرز نورقم کن
از حاے حکیم ہشت برگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

ظاہر ہے کہ (ح) کے عدد (۸) ہین جب اس کی تنصیف ۳ بار کی گئی تو ۱۲۴۸ ہوئے اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔ اس تاریخ مین صنعت تناصف اور بسط تکسّر دونون سے کام لیا گیا ہے اور بلحاظ صنائع متعددہ اسکو مجمع الصنائع کہہ سکتے ہین۔

چوتھے مصرع مین مرتبہ کا لفظ معنی خیز ہے یعنی ترتیب کے لغوی معنی یکے بعد دیگرے لانیکے ہین اور اصطلاح جمل مین مرتبہ اوس مقام کا نام ہے جو ایک سطر مین ایک عدد کے بعد دوسرے عدد کو حاصل ہو پس تناصف سہ گانہ کے حاصل کو ایک ہی سطر مین لکھنے کے لئے یہ لفظ اشارہ کرتا ہے۔ اور مرتبہ کے دوسرے معنی بھی اس مصرع مین بیکار نہین ہین۔ ہماری راے مین اس صنعت کو صنعت تناصفِ مرتّب کہنا چاہیئے جس مین یہ تخصیص ہے کہ نصف حاصلہ کو ترتیب کے ساتھ ایک سطر مین لکھتے ہین۔ اور صنعت تناصف کی عام تعریف کے مقابلہ مین اسکو خصوصیت ہے۔

(۷) صنعت تضارب | صنعت تضارب وہ صنعت ہے کہ ایک حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد کو دوسرے حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد مین ضرب دینے سے

سنۂ مطلوب حاصل ہو ۔ کہا گیا ہے کہ یہ صنعت عجمیوں کی ایجاد ہے ۔
تاریخ ذیل اقبال استرآبادی سے منسوب ہے جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

فیاض زمانہ از زمن شد		تا رست جہان بماتم او	
اقبال بصنعت تضارب		چار آہ کشید در غم او	

لفظ چار کے عدد ۲۰۴ ہین جن کو عدد آہ ۶ مین ضرب دینے سے ۱۲۲۴ حاصل ہوتے ہین اور یہی سنۂ مطلوب ہے ۔

بعض استادان ہند نے لفظ مطلوب کے اعداد کو ایک خاص ہندسہ مین ضرب دینے کا حکم دیا ہے اور ایسی تاریخ بھی من وجہ اسی صنعت مین داخل ہو سکتی ہے جیسا کہ داغ دہلوی نے طوبیٰ آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین ولیعہد بہادر گورگان کی تاریخ لکھی ہے ۔ وہ یہ ہے ۔

غم فتح ملک سلطان چہ بلای جان و دل شد		دہدش مقام جنت ز کرم کریم غفار	
چو ز داغ سال رحلت دل دردمند پرسید		بکشید آہ حسرت دو صد و دوازدہ بار	

اس تاریخ مین استاد نے صرف لفظ آہ کے اعداد (۶) کو ۲۱۲ مین ضرب دیا ہے جس کا حاصل مساوی ہے سال مطلوب ۱۲۷۲ کا ۔

ہماری رائے مین الفاظ مصرع چہارم اس کے متقاضی ہین کہ (آہ حسرت) کے اعداد تاریخ مین محسوب ہون ۔ لیکن شمار تاریخ مین صرف (آہ) کے عدد محسوب ہوئے ہین اور یہ نازک بات شائقین فن جمل کو ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے ۔

(۸) صنعت اعجام | اعجام زبان عربی کا لفظ ہے جس کے مرادی معنی نقطہ دار حرف سے کام لینے کے ہین ۔ صنعت اعجام فن جمل مین اوس مادۂ تاریخ کا نام ہے

جس مین یا تو صرف حروف معجمہ مین لکھا جاے یا مہملہ کو چھوڑ کر صرف معجمہ سے تاریخ حاصل کی جاے قطعات تواریخ ذیل صورت آخرہ کی مثال ہین ۔

تاریخ فوت شاعر فوقیا نام از جناب باقر گیلانی در صنعت اعجام

سال تاریخ گفت گیلانی		بود در خلق فوقیا فائق	

ب ۔ خ ۔ ق ۔ ث ۔ ق ۔ ی ۔ ف ۔ ی ۔ ق ۔ کے اعداد سے ۱۲۸۲ھ حاصل ہوتا ہے

تاریخ تعمیر بیت العزاے اہل بیت اطہر طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر ۔ اوج ۔ لکھنوی

ساخت چون ناموس آغا حمید جنت مکان		این معلی بارگاہ بادشاہ کربلا
حرف منقوطی شمردہ اوج تاریخش نوشت		شد بنا بیت العزاے اہل بیت مصطفیٰ

حروف معجمہ ۔ ش ۔ ب ۔ ن ۔ ب ۔ ی ۔ ت ۔ ز ۔ ی ۔ ب ۔ ی ۔ ت ۔ ف ی یہی سال مطلوب ۱۲۸۳ حاصل ہوتا ہے ۔

(۹) صنعت اہمال | حروف مہملہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت اہمال کہتے ہین اس صنعت کو مورخین نے دو طرح پر استعمال کیا ہے ۔ بعض نے مادہ تاریخ کو تمام حروف مہملہ سے لکھا ہے ۔ اور بعض نے مادہ سے صرف حروف مہملہ کو محسوب کرکے تاریخ حاصل کی ہے ۔

تاریخ ذیل جناب عنایت حسین بلگرامی کی طبعزاد ہے جو جمل صغیر و وسیط مین لکھی گئی ہے ۔ اور مادہ تاریخ کا سالم مصرع صنعت اہمال کی پہلی قسم مین ہے

خدیو دادگر سلطان عالم ظل سبحانی		چو از فضل الٰہی یافت اکنون صحت کامل
سنش در قطعۂ بے لفظ اند ر مصرع آخر		بخوان در مبنیات و در زبر بے بیش و کم ایدل
یکے در بینات آمد دگر سہ در زبر پیدا		بطرز سہل آوردم بنظم این صنعت مشکل

کسے گر زین نمط شعری تواند گفت بسم اللہ	بشاگردی وخط مید ہم ای خسرو عادل
سحر گاہم دعا الحمد للہ کار گر آمد	کہ آمد سرور اسلام را آرام دل حاصل
معاً در مصرع مدح ملک اعداد سال آمد	سرو سردار دہر اہل کمال و مالک عادل
۱۲۶۹	

(۱) مصرع آخرین کے زبر مین بہی ۱۲۶۹ موجود ہے اور بینات سے بہی ۱۲۶۹ حاصل ہوتا ہے ۔ جس کی صراحت ہم نے نقشہ ذیل مین کی ہے ۔

زبر	س	ر	و	س	ر	د	ا	ر	د
اعداد	۶۰	۲۰۰	۶	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰	۴
بیّنات	ین	ا	او	ین	ا	ال	لف	ا	ال
اعداد	۶۰	۱	۷	۶۰	۱	۳۱	۱۱۰	۱	۳۱

زبر	ہ	ر	ا	ہ	ل	ک	م	ا	ل
اعداد	۵	۲۰۰	۱	۵	۳۰	۲۰	۴۰	۱	۳۰
بیّنات	ا	ا	لف	ا	ام	اف	یم	لف	ام
اعداد	۱	۱	۱۱۰	۱	۴۱	۸۱	۵۰	۱۱۰	۴۱

زبر	و	م	ا	ل	ک	ع	ا	د	ل
اعداد	۶	۴۰	۱	۳۰	۲۰	۷۰	۱	۴	۳۰
بیّنات	او	یم	لف	ام	اف	ین	لف	ال	ام
اعداد	۷	۵۰	۱۱۰	۴۱	۸۱	۶۰	۱۱۰	۳۱	۴۱

میزان حروف زبر ۱۲۶۹	میزان حروف بینات ۱۲۶۹

تاریخ ذیل جناب مرزا محمد جعفر آوج لکھنوی کی طبعزاد ہے جو کسی بزرگ کی جلیپر بصنعت اہمال قسم روم مین لکھی گئی ۔

گفتم بحروف مہملہ سال		در قصر ارم نمود آرام
		۱۲۷۰

(۱۰) صنعت مسروری و ملفوظی و مکتوبی | صنعت مسروری وہ صنعت ہے جو صرف حروف مسروری کے شمار کرنے سے مادّۂ تاریخ پیدا کرے ۔

حروف مسروری بقول صاحب ہفت قلزم ۔ ب ۔ ت ۔ ث ۔ ح ۔ خ ۔ ر ۔ ط ۔ ظ ۔ ف ۔ ھ ۔ ی ۔ ہین ۔ جن کے تلفّظ مین صرف حرف الف اون کے ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح ۔ ا ۔ ج ۔ د ۔ ذ ۔ س ۔ ش ۔ ص ۔ ض ع ۔ غ ۔ ق ۔ ک ۔ ل ۔ کا نام حروف ملفوظی ہے ۔ اور م ۔ ن ۔ و ۔ کو صاحب ہفت قلزم نے مکتوبی نام رکھا ہے ۔ پس اگر مادّۂ تاریخ صرف حروف ملفوظی یا مکتوبی مین لکھا جائے تو اس کو صنعت ملفوظی یا مکتوبی کہتے ہین ایک شادی کی تقریب پر ہم نے تاریخ ذیل صنعت مسروری مین لکھی ہے جو ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ۔

در صنعت مسروری گفتم سنۂ شادی		خورشید فلک راشد مسعود قران ماہ
		۱۲۹۵ھ

مصرع آخر سے ہم نے صرف ۔ خ ۔ ر ۔ ی ۔ ف ۔ ر ۔ ر ۔ ہ ۔ کو محسوب کیا ہے ۔ اور اس مصرع مین حروف مسروری یہی ہین ۔

(۱۱) صنعت تحریک | صنعت تحریک وہ صنعت ہے کہ مادّۂ تاریخ کو صرف حروف متحرک کے عدد شمار کیے جاوین اور ساکن حروف کو چھوڑ دین ۔ جیسا کہ ہندوستان کے جناب تمیز شاگرد مرزا جلال نے ایک تصنیف کی تاریخ لکھی ہے ۔

میرے استاد نے حقیقت میں		یہ رسالہ لکھا عجیب و غریب
فکر تاریخ اے تمیز جو کی		مادّہ مل گیا عجیب و غریب
متحرک حروف کو جو لیا		ہوئی تاریخ کیا عجیب و غریب ۱۲۹۳ھ

موّرخ نے اس مادّہ تاریخ سے صرف ۔ ک ۔ ع ۔ ج ۔ ع ۔ ر ۔ کو محسوب کیا ہے ۔ ہماری رائے مین واو بہی محسوب ہونا تہا اس لیئے کہ اس کا شمار اس مصرع مین حروف متحرکہ مین ہوگا نہ ساکنہ مین ۔ صاحب افادہ تاریخی نے بہی اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے ۔ اس کے موجد اور مخترع غالباً اہل ہند ہین ۔

(۱۲) صنعت تسکین | صنعت تسکین ۔ صنعت ماضیہ کا عکس ہے یعنی صرف حروف ساکنہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت تسکین کہتے ہین ۔ ہماری رائے مین غالباً یہ صنعت بہی طبّاع موّرخین ہند کی ایجاد ہے ۔ کلام عرب و عجم مین اس کی کوئی مثال نہین ملی ۔ ایک موّرخ دکن نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکہی ہے ۔

جہان سے چلا ۔ بندۂ نیک ذات		کرم اس پہ کر اے غفور الرّحیم
ملی حرف ساکن سے تاریخ فوت		خدا بخش کو بخشدے اے کریم ۱۸۷۶ء

اس مادّۂ تاریخ مین جو سنہ عیسوی مین لکہا گیا ہے صرف حروف ساکنہ یعنی ا ۔ خ ۔ ش ۔ و ۔ خ ۔ ش ۔ ی ۔ ی ۔ م ۔ کے عدد محسوب ہوئے ہین جو مساوی ہین ۱۸۷۶ عیسوی کے ۔ (افادہ) ہماری رائے مین اس بات کا اظہار مصرع سوم مین ضروری تہا کہ یہ تاریخ سنہ عیسوی مین لکہی گئی ہے ۔

مادۂ تاریخ حروف ساکن سے حاصل ہوتا ہے موّرخ نے حرف ساکن کا اشارہ کیا ہے ۔ ہم کہین کہین اس قسم کے نوٹس بطور (افادہ) صرف اس لیئے کر رہے ہین

کہ طالبین و شائقین فن کو بیراہی نہ ہونے پائے اور امثلہ پیش شدہ کی سند پر وہ اپنے کلام مین غلطی کرنے نہ پاوین۔ ہمکو ہرگز حرف گیری مقصود نہین ہے۔

(۱۳) صنعت مفردہ و مرکبہ | صنعت مفردہ وہ صنعت ہے جو صرف مفرد حروف سے تاریخ حاصل کرتی ہے۔ اسی کو صنعت منفصل بھی کہتے ہین۔ اور صنعت مرکبہ وہ جو حروف مرکبہ سے تاریخ پیدا کرے جس کو اہل جمل نے صنعت متصل بھی کہا ہے اس کے موجد مورخین عجم ہین۔ مولانا وحشی یزدی نے مثنوی ناظر و منظور کی تاریخ ایک مصرع مین چار صنائع سے حاصل کی ہے۔ وہو ہذا۔

کتاب ناظر و منظور ہین کہ ہر بیتش	ز آسمان کمال ست آیتے منزل
چو درس دولت و اقبال میرسد بنظام	ازین کتاب کہ در بے مثالیست مثل
سزد کہ از پی تاریخ نظم وے گویم	دہی نظام در درج درس درج دول ۹۶۶
گرہ کشاے خیالم ز مصرعے کہ گزشت	چہار عقدۂ تاریخ مے کند منحل
یکے ز جملہ حروفے کہ داخل نقطہ است	دوم از انچہ درو نیست نقطہ را مدخل
سوم ازان کلماتے کہ واصل اند بہم	چہارم آنکہ در آیند عکس آن بعمل

منقوطہ حروف مادۂ تاریخ ین ی ن ظ ج ج ہین ان کے اعداد ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۳ + ۳ مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے غیر منقوطہ حروف د ہ ا م د ر د ر س د ر د ول ہین ان کے اعداد کا مجموعہ ۴ + ۵ + ۱ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہے ۹۶۶ کا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

حروف متّصلہ یعنی مرکّبہ کے الفاظ (ہے ۔ نظا) سے ۔ ہ ۔ ی ۔ ن
ظ ۔ ا ۔ حاصل ہوتے ہین جن کے اعداد ۔ ۵ + ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۱
مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنۂ مطلوب ہے ۔

حروف منفصلہ یعنی مفردہ د ۔ م ۔ د ۔ ر ۔ د ۔ ر ۔ ج ۔ د ۔ ر ۔ س ۔ د
ر ۔ ج ۔ د ۔ و ۔ ل ۔ کے اعداد ۴ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰ +
۳۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۳ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہین
۹۶۶ کے اور یہی سنۂ مطلوب ہے ۔

یہ بے بہا تاریخ نہ صرف اس خاص صنعت کی مثال ہے بلکہ صنائع گزشتہ سے صنعت نمبر ۸ ۔ اعجام اور صنعت نمبر ۹ ۔ اہمال کی بھی مثال ہے اور نیز اس کو مجمع الصنائع کی بھی تمثیل خیال کرنا چاہیئے جس کا بیان آگے آویگا

(۱۴) صنعت تعریب | صاحب ملخص تسلیم نے اسکا ذکر کیا ہے یہ وہ صنعت ہے کہ مادّۂ تاریخ کے کل الفاظ مین اتّحاد اعراب کی پابندی کی جاوے یعنی یا تو مادّہ کے کل الفاظ مفتوح ہون یا مکسور یا مضموم ۔ ہماری راے مین یہ بھی ممکن ہے کہ شعر یا اشعار سے صرف مفتوح الفاظ لین جن سے تاریخ نکلے یا صرف مکسور و مضموم الفاظ ہی سے تاریخ حاصل کی جاے ۔

ایک بزرگ نے اس صنعت مین خود اپنے دیوان کی تاریخین لکھی ہین جن کو ہم نے ملخّص تسلیم سے نقل کیا ہے ۔

جو سلطان مطابع کا ہی جب وہان سے	یہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا
بُرا یا بھلا الغرض ہے یہ جیسا	جگر کا لہو دل کا پیارا چھپ آیا

خطا اپنی اور سہو کاتب کا جو تھا | گوارا و یا ناگوارا چھپ آیا
مناسب یہ جانا کہ تاریخ لکھوں | لبوں کا محب دل کا پیارا چھپ آیا
قبول اس کی تاریخ پر فتح کر کے | خطا کار کا قول سارا چھپ آیا ۱۲۷۲

ولہ تاریخ دیگر بقید کسرہ

صد شکر کہ دیوان یہ مطبوع ہوا | تعجیل ہوئی لگی نہ کچھ اسمین دیر
ہر بیت محب کی خانۂ دل مین بسی | ہر مصرع ہوگیا عدو کو شمشیر
ہاتف نے ندا یہ دی کہ تاریخ تو لکھہ | صنعت کی طرف تو سنِ خامہ کو پھیر
جب غیب سے یہ حکم ہوا مجھہ کو قبول | چاہا حرکت نہ آسے کوئی جز زیر
ناگاہ میرے سینہ سے آئی آواز | دل کی اقلیم کس نے ۱۲۷۲ کی شعر سے زیر

ولہ تاریخ دیگر بقید ضمہ

این نظم شیرین آنقدر شد روبرویش شہد و شکر | روشن نگاہ دوستان چشم حسودان باد کور
ہر کس چشد شیر مینیش مشہور گردد شہد خور | در قید ضمہ سال مین از حسن و لطف زور و شور ۱۲۷۲

تاریخ سوم کے عدد ۹۵۶ حاصل ہوتے ہین - ہم خیال کرتے ہین کہ شاید غلطی کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ غلط چھپا ہو۔

(افادہ) تاریخ دوم وزن رباعی پر ہے جس مین متاخرین اور متقدمین نے چار مصرعون سے زائد لکھنا پسند نہین فرمایا اور قواعد عروض کی رو سے پہلے مصرع مین قافیہ ہونا شرط ہے۔

(۱۵) صنعت ازدواج | صنعت ازدواج وہ صنعت ہے جس مین ایک شعر کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لین اور اسی شعر یا دوسرے شعر کے پہلے یا دوسرے

مصرع سے حروف مہملہ لین اور دونون کے اعداد مجموعی سے سنۂ مطلوب حاصل کرین۔ یا

انہین دونون مصرعہاے متذکرۂ بالا سے حروف مفردہ و مرکبہ لیکر اون کے اعداد سے تاریخ نکالین۔ یا

انہین دونون مصرعہاے متذکرۂ صدر سے حروف ساکنہ و متحرکہ یا حروف مسروری و ملفوظی یا حروف ملفوظی و مکتوبی یا حروف مسروری و مکتوبی لے کر اونکے اعداد سے تاریخ نکالین۔

اس صنعت کے موجد مورّخین عجم ہین۔ بابر بادشاہ کی وفات کی تاریخ سنجر اصفہانی نے لکھی ہے جس مین صنعت ترصیع کے سوا (جس کا بیان آگے آوے گا) صنعت ازدواج اور اعجام اور اہمال بہی ہے اور اسی تاریخ کو مجمع الصنائع بہی کہہ سکتے ہین۔ و ہو ہذا

بادشاہ دہر بابر بکمال عدل بود	واقف احسان عالم مصدر لطف الٰہ
۹۳۷ھ	۹۳۷ھ
سال جان او گزیدن جابفردوسش بگوے	جاے فردوس ابد بگزید بابر بادشاہ
۹۳۷ھ	۹۳۷ھ

اس قطعۂ تاریخ مین (۱) تو صنعت ترصیع ہے یعنی ہر مصرع کے اعداد مجموعی سے سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے مصرع اول سے حروف مہملہ لئے جاوین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف معجمہ تو دونون کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت

ازدواج سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف مجموعہ مصرعۂ اول	ا	ط	—	ہ	ہ	ط	ر	ر	ر	ر	ر	ا	م
	۱	۴	۱	۵	۴	۵	۲۰۰	۱	۲۰۰	۵	۱	۲۰	۴۰
حروف مجموعہ مصرعۂ ثانی از شعر اول	ا	ل	ع	ط	ل	ط	ر	ق	ن	ن	ن	ا	۰
	۱	۳۰	۷۰	۴	۳۰	۶	۴	۱۰۰	۵۰	۸۰	۵۰	۸۰	۰
میزان اعداد ۹۳۷													

(۳) تیسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف مہملہ۔ تو دونوں کے مجموعۂ اعداد سے سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف منقوطہ مصرعۂ اول از شعر اول	ا	ب	ش	ا	ا	ا	ا	ا	ہ	—	—	ح	س	—	ع
	۲	۳۰۰	۲	۲	۲	۲	۲	۶	۱	۱	۸	۶۰	۱	۷۰
حروف مہملہ مصرعۂ ثانی از شعر اول	ا	ل	م	م	ص	ط	ط	ر	ل	ا	ل	ل	۵	۰
	۱	۳۰	۴۰	۴۰	۹۰	۴	۲۰۰	۳۰	۹	۱	۳۰	۵	۰	
میزان اعداد ۹۳۷															

(۴) چوتھا لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعوں سے صرف حروف معجمہ لین نقطوں کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت اعجام سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

حروف مجموعہ مصرعۂ اول از شعر دوم	ج	ن	ن	ی	ن	ج	ا	ن	ش	ا	ی		
	۳	۵۰	۷	۱۰	۵۰	۳	۲	۸۰	۳۰۰	۲	۱۰		
حروف مجموعہ مصرعۂ ثانی از شعر دوم	ج	ی	ن	ا	ا	ن	ی	ا	ا	ا	ش		
	۳	۱۰	۸۰	۲	۲	۷	۱۰	۲	۲	۲	۳۰۰		
میزان اعداد ۹۳۷													

(۵) پانچوان لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونون مصرعون سے صرف حروف مہملہ لین تو اون کے مجموعی اعداد سے بصنعت اہمال سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

| حروف مہملہ مصراع اول دوم | س | ا | س | ا | ا | د | ا | د | ا | د | ا | د | ا | د | س | ا | س | ا | د | ا | د | ا | د | ا | د | ا | د

جس کا بیان بضمن بیان (بسط) آوے گا۔

اس تاریخی مصرع مین (آلہی بخش) کا نام عَلَم کی حیثیت سے نہین مستعمل ہوا ہے بلکہ اجزاء عَلَم اپنے خاص معنون مین مستعمل ہین۔

ہم نے بہی اس صنعت مین اپنے دوست میر قربان حسین مغفور کی رحلت پر ایک تاریخ لکہی ہے جو ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

یوم عاشورہ زد نیا شد روان		مؤمن ذاکر ثنا خوان حسین
گفت تاریخش ولائے دردمند		نعمتِ جان کرد قربان حسین

اسی صنعت کی ایک تاریخ (محمد کالے) نام ایک شخص کی شہادت کے متعلق بنگلور مین لکہی گئی ہے جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔

فانی سے ہوا باقی کو روان موت ایسی بہلا ملتی ہے کہان	
	اسنے تو حیات ابد پائی ہے راہ خدا مین جان دے کر
تاریخ شہادت۔ عیسائی عیسی سے سنا روح اللہ نے	
	بستان بہشت مین جا پہنچا وہ نام محمد کالے کر

(۱۸) صنعت ترصیع | ترصیع زبان عربی کا لفظ ہے بقول صاحب منتہی الارب بمعنی درنشاندن جواہر و چیزے و اندازہ کردن و یافتن و بترتیب نیک درست درنشاندن چیزے و شادمانی و خوشدلی کردن و سخن را بخش بخش کردن و ہر کلمہ بہ مقابلہ خود در وزن و روی یکسان۔ اصطلاح اہل جمل مین صنعت ترصیع اوس صنعت کا نام ہے جو ایک قطعہ یا قصیدے یا مرثیے یا عبارت وغیرہ کے ہر رکن یا ہر مصرع یا جملہ سے ایک ہی سنہ یا مختلف سنین کے مادّے پیدا کرے۔

اکثر محققین و استادان جمل نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین ۔
یہ صنعت متاخرین عجم کے اختراعات سے ہے ۔ باقر گیلانی ۔ سنجر طہرانی ۔ ذکی مراد آبادی ۔ قدر بلگرامی ۔ معنی حیدرآبادی ۔ وغیرہ نے اکثر تاریخین اس صنعت مین لکھی ہین اور ہم نے بہی اون کی زلہ ربائی کی ہے ۔ خاتمۂ کتاب کے دوسرے حصہ مین اس صنعت کی متعدد مثالین موجود ہین ۔ بناءً علیہ ہم نے اس موقعپر عرض مکرر کی ضرورت نہین سمجہی ۔

(۱۹) صنعت ذو تاریخین | یہ وہ صنعت ہے جو ایک مادّہ سے دو تاریخین پیدا کرے بعض نکتہ پرورون نے دو تاریخی ایک مصرع کو صنعت ذو تاریخین کہا ہے جیسے دو بہائیون کی موت کی تاریخ (جنہون نے دو سنون مین رحلت کی) کسی استاد نے لکہی ہے ۔ (ع) داغ جگر آن و این بود داغ دگر
۱۲۲۸ ۱۲۲۹

لیکن ہم کو اس سے اتفاق نہین ہے ۔ اس مصرع کو مصرع ذو تاریخین کہنا تو غلط نہین ہے ۔ لیکن صنعت ذو تاریخین مین یہ داخل نہین ہے جس مین ایک ہی مادّہ سے دو مختلف تاریخون کا نکلنا شرط ہے ۔ جیسا کہ پنڈت بیجناتہہ مالک مطبع ثمر ہند نے کلیات منیر کے طبع کا ایک تاریخی دوہرہ لکہا ہے جس مین دو ہری تاریخ ہی ہے ۔ وہ یہ ہے

دِگ کلیات منیر شہر ۔ رہت شہتر مین ہار ۱۲۸۵ف ۱۸۰۱ساکی	بت سرس سن گرہ شش رس نو رب شت دہار ۱۲۹۶ ہجری ۱۹۳۶ سمت ۱۸۷۹
سن فصلی ساکی بہرت سر دوادہن جگت ۱۲	موت عیسوی تت مین ہجری پانچوان اکت

(ترجمہ)

اطراف دنیا مین منیر کا کلام مثل تیر کے پہنچگیا۔ اور اس سے کل دشمنون کا دل چھوٹ گیا یعنی وہ من ہار گئے۔ یہ بات سمت ۱۹۳۶ - ۱۲۹۶ ہجری مین واقع ہوئی۔

سنہ فصلی اور ساکی نکلتا ہے اور دواہن کے ۱۲ عدد ملنے سے عیسوی سنہ اور پانچوان سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

(شرح تاریخ)

دگ کلیات منیر شر کے اعداد جمل سے ۱۲۸۵ فصلی حاصل ہوتا ہے رہت شتر من ہار کے اعداد جمل سے ساکی ۱۸۰۱ نکلتا ہے۔ بت سر رس گن گرہ ششن مین بت سر سمت کے معنون مین ہے اور بموجب قاعدہ جمل سنسکرت یعنی جمل لفظی رس کے عدد (۶) ہین اور گن کے عدد (۳) اور گرہ کے عدد (۹) اور ششن یعنی چاند کا عدد (۱) جس کا مجموعہ بقاعدہ صنعت مقطعات ترتیبی ۱۹۳۶ ہے یعنی سنہ سمت اور پھر اسی عبارت بت سر رس گن گرہ ششن کے اعداد حروف بحساب جمل حرفی جمع کرین تو اس سے ۱۸۶۷ حاصل ہوتے ہین اور مصرع سوم کی ہدایت کے لحاظ سے دواہن کے ۱۲ عدد کا تدخلہ اس مین کرین تو ۱۸۷۹ عیسوی سنہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ فقرہ صنعت ذوتاریخین مین لکھا گیا ہے رس نور ب شت دہار مین بموجب قاعدہ جمل لفظی مروجہ سنسکرت رس کے عدد ۶ ہین اور نو سے نون گرہ۔ رب بمعنی سورج جس کے بارا راس ہین اور شت بمعنی سنو۔ پس رب شت کے معنی ۱۲ سو ہین صنعت مقطعات ترتیبی سے ۱۲۹۶ ہجری حاصل ہوتا ہے۔ لفظ دہار برائے بیت ہے۔

ہم نے اس کتاب کی تاریخ بھی اسی صنعت ذوتاریخین مین لکھی ہے جو اسی

موقع پر ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد پایۂ این کتاب در خلق بلند	قدرش ز اندازۂ خیالم دہ چند
یک مصرع سال او دو تاریخ آورد	شد طبع غرائب الجمل ملک پسند

سالم مصرع مین سنہ عیسوی ۱۹۰۸ ہے۔ اور صرف غرائب الجمل مین سنہ فصلی ۱۳۱۷۔

(۲۰) صنعت مراتب | مراتب اعداد سے تاریخ کو مخصوص کرنے کا نام صنعت مراتب ہے یعنی صرف احاد یا صرف عشرات یا صرف مآت یا صرف الوف سے تاریخ حاصل کرین سنہ ۱۳۰۰ ہجری کے سالگرہ مبارک مین کسی حیدرآبادی موّرخ نے ایک تاریخی قطعہ لکھا تھا جس مین اسی صنعت کا استعمال ہوا ہے یعنی صرف مآت سے تاریخ حاصل کی گئی ہے وہ ہو ہذا۔

پھر آج جشن سالگرہ ہے حضور کا	کل جس طرح تھی دہوم زمانے مین بار سال
سنتے ہین سیکڑون کی زبان سے یہی دعا	قائم ہمارے پھر یہ رہو تم ہزار سال

۱۳۰۰

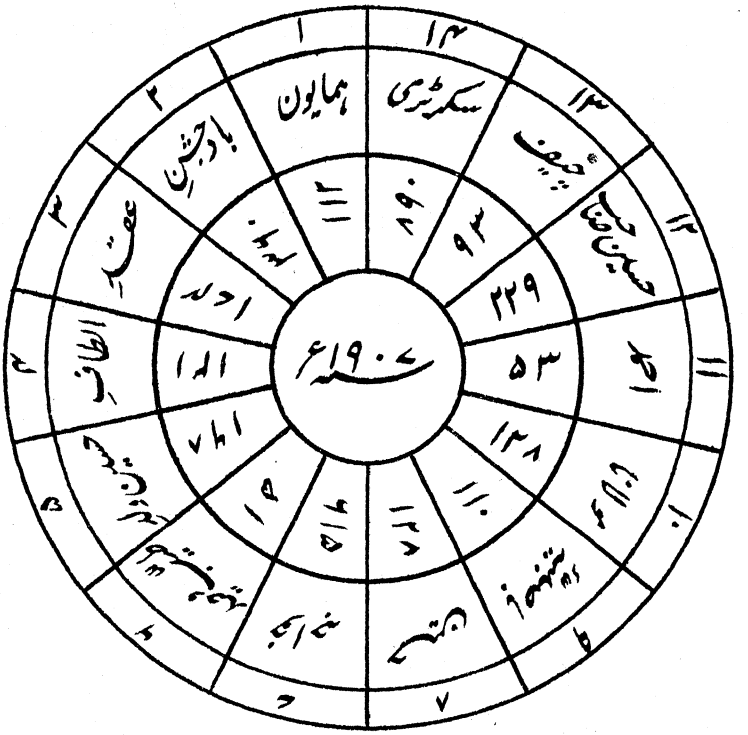
(افادہ) موّرخ نے سیکڑون سے مآت کا اشارہ تو کر دیا ہے لیکن تاریخی اشارہ صراحت کے ساتھ نہین ہے۔ محتاط موّرخین کو ہمیشہ اس بات کا لحاظ رہنا چاہیئے کہ مصرع ثالث مین بالضرور کوئی ایسا اشارہ کیا کرین جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ تاریخ ہے۔ بادی النظر مین یہ قطعہ صرف دعائیہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۱) صنعت دائرہ | صنعت دائرہ ایک عجیب صنعت ہے جس سے بیشمار تاریخین نکلتی ہین دائرہ مین چودہ خانے ہوتے ہین اور ہر ایک خانہ مین ایک لفظ اور ہر لفظ کے دہلی خانہ مین اوس کا عدد لکھا جاتا ہے۔ ان خانون سے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیکر

اور کوئی ایک ایسا عدد دل مین فرض کیا جاے جو ۱۔۱۴۔ اور ۱۴ کے اضعاف (پہاڑون) اور نیز ۱۵۔ کے سوا ہو۔ بعد ازآن عدد مفروض کو دیکھا جاے اگر وہ طاق ہے تو اوسی خانۂ مبدأ سے جس کو آپ نے تجویز کیا ہے عدد مفروض کے موافق شمار کیا جاے اور جس خانے پر شمار ختم ہو اوس کے مندرجہ اعداد کو ایک کاغذ پر لکھہ لیا جاے اور پہر اسی خانہ کو ملا کر عدد مفروضہ کے مطابق شمار کیا جاے پہر جس خانہ پر شمار ختم ہو اس کے اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا جاے اسی طرح شمار اوسوقت تک جاری رکھا جاے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبدأ پر نہ ہو۔ پہر اون اعداد کو جو جداگانہ کاغذ پر لکھے گئے ہین جمع کر لیا جاے تو اونکا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا اگر عدد مفروضہ جفت ہو تو خانۂ مبدأ سے شمار کا آغاز کرنا چاہیئے اور جس خانہ پر شمار ختم ہو اوس کے عدد کو ایک جدا کاغذ پر لکھہ لینا چاہیئے اور پہر اوسکے مابعد کے خانہ سے شمار کرنا چاہیئے اور عدد حاصلہ کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھنا چاہیئے اور پہر شمار کا آغاز اوس کے مابعد کے خانہ سے ہونا چاہیئے یہی سلسلہ اوس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ سلسلۂ شمار کا اختتام خانہ مبدأ کے ماقبل پر ہو پس میزان اعداد مذکور سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

ہمارے مہربان جناب منشی فاضل۔ و مولوی فاضل محمد یحییٰ قاصد تخلص نے بتقریب عقد نکاح صاحبزادی جناب مولوی احمد حسین۔ یم اے۔ بی ایل (مقیم سرکار نظام دام اقبالہم وچیف سکرٹری سرکار عالی) ایک تاریخ اسی صنعت مین لکھی ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

و ہو ہذا


۱
۱۴
۱۳
۱۲
۱۱
۱۰
۹
۸
۷
۶
۵
۴
۳
۲
ہمایون
سکندری
چیف
حسین خان
اعظم
۱۱۲
۸۹۰
۹۲
۲۲۹
۵۳
۱۳۸
۱۱۰
۱۲۷
۵۱۷
۱۹
۱۸۱
۱۸۷
۱۸۱
۱۸۱
۱۸۱

ہم نے ایک جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۸ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۱۲۸ ہین جن کو جدا کاغذ پر لکھہ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۸ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۱۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۲۲۹ ہین جن کو ہم نے جدا کاغذ پر لکھہ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۱۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۲ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۳۶۰ کو ہم نے اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۶ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۵۱ ہین اور ان اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا۔

پھر شمار کا آغاز خانۂ ۶ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۱۰ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۱۲۸ ہین ان اعداد کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھہ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۱۰ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۱۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۸۹۰ ہین پس ان اعداد کو کاغذ جداگانہ پر لکھہ لیا۔

اب آیندہ شمار کی ضرورت نہین ہے اس لئے کہ شمار کا اختتام اسی خانۂ ۱۴ پر ہوا ہے جس سے ہم نے آغاز شمار کیا تہا اور یہی ہمارا مبدأ ہے اب ہم نے اون اعداد کی میزان دی جو جدا کاغذ پر لکھے گئے ہین وہی یہ

۱۲۱ + ۱۲۸ + ۲۲۹ + ۳۶۰ + ۵۱ + ۱۲۸ + ۸۹۰ = ۱۹۰۷

اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

مخفی نرہے کہ عدد مفروضہ کے طاق اور جفت مین یہ فرق ہے کہ طاق کی

گنتی کے آغاز مین خانۂ منتہی کو بھی محسوب کیا جاتا ہے۔ اور ہفت کی گنتی مین خانۂ منتہی کے مابعد سے شمار ہوتا ہے۔

شائقین فنّ جمل کو معلوم کرنا چاہیئے کہ صنعت دائرہ دو ایسے مادّہ ہائے تاریخ پر مبنی ہوتی ہے جن مین سے ہر ایک مادّہ کے ۷ جزو ہون پھر دونون مادّون کے ۱۴ اجزا سے دائرہ کی خانہ پری اس طرح پر کرنی چاہیئے کہ مادّۂ اول کا پہلا جزو ایک خانہ مین لکھنے کے بعد مادّۂ دوم کا پہلا جزو دوسرے خانہ مین لکھین پھر مادّۂ اول کا دوسرا جزو تیسرے خانہ مین اور مادّۂ دوم کا دوسرا جزو چوتھے خانہ مین پھر مادّۂ اول کا تیسرا جزو پانچوین خانہ مین اور مادّۂ دوم کا تیسرا جزو چھٹے خانہ مین یہی دور تسلسل آخر تک قائم رکھا جائے۔

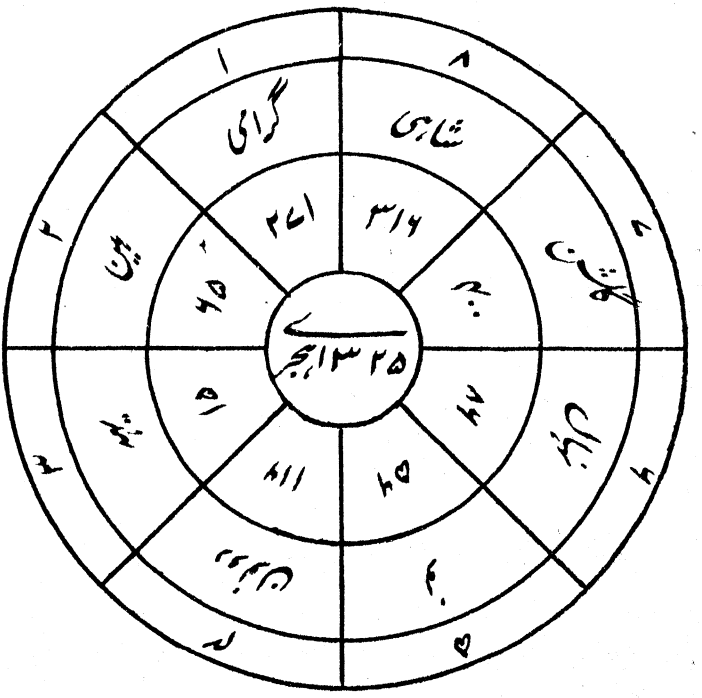
ملاحظہ ہو کہ دائرہ تمثیلی کے خانہ ۱ - ۳ - ۵ - ۷ - ۹ - ۱۱ - ۱۳ - کی میزان ۱۲۲۵ ہجری ہے اور اسی طرح خانۂ ۲ - ۴ - ۶ - ۸ - ۱۰ - ۱۲ - ۱۴ - کی میزان ۱۹۰۸ء پس معلوم ہوا کہ اس دائرہ کے مجموعی ۱۴ خانے دو مادۂ تاریخ پر مبنی ہین ایک ہجری دوسرا عیسوی جن کو اس صنعت نے بے شمار تاریخون کا ماخذ قرار دیا ہے جن مین سے بعض مادّے عیسوی سنہ کے متعلق حاصل ہونگے اور بعض ہجری کے متعلق

روشن خیال مورّخ ایک دائرہ سے دو مختلف اقسام کے سنہ بھی پیدا کر سکتا ہے عیسوی اور ہجری ہی پر کچھ موقوف نہین ہے اور ایک دائرہ مین متعدّد صنائع سے کام لے سکتا ہے جو کہ اہل بصیرت اور روشن خیالون کا حصّہ ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف ۸ خانون کا ایک ایسا دائرہ بنایا جاوے جس کے آٹھون خانون مین (۸) اعداد ہون جس کسی خانہ سے آپ چاہین شمار اور سنۂ

مطلوب حاصل کرین۔ اس دائرۂ مابعد الذکر کا نام استادانِ فن نے دائرۂ مثمنہ رکھا ہے اور اہل فن نے اس کو دائرۂ اول الذکر پر ترجیح دی ہے اس لئے کہ اسکے عمل مین عدد مفروضہ کے لئے کسی استثنار کی ضرورت نہین ہے جیسا کہ دائرۂ اول الذکر مین ۱ و ۱۴ وغیرہ کا استثنار شرط ہے۔

ہم نے اس دائرۂ مثمنہ مین شاہزادگان بلند اقبال حضرت آقا مخدومی النعمت سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کی تاریخ ولادت لکھی ہے جس کے مادۂ تاریخ کا مصرع گرامی ہین یہ دونون نونہال گلشن شاہی ؛ اسی دائرہ مین تقسیم پاتا ہے اور قاعدۂ مقررہ سے بے شمار تاریخین اس سے حاصل ہوتی ہین۔



اس دائرہ سے کثیر تاریخون کے حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد فرضی تسلیم کرو جو دو صورتون سے خالی نہ ہوگا یا تو طاق ہوگا یا جفت۔

پہر اسی دائرہ سے کسی ایک خانہ کو جس کو آپ کا جی چاہے مبدأ قرار دو یعنی شمار اس خانہ مبدأ سے شروع کرو۔

اگر عدد مفروضہ طاق ہے تو برعکس طریقہ دائرۂ اول الذکر شمار کا آغاز خانۂ مابعد (مبدأ) سے ہوگا۔

پس جس خانہ پر عدد مفروضہ کا شمار ختم ہو اس خانہ کا عدد ایک کاغذ پر لکھہ لو پہر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری کرو جس خانہ پر شمار ختم ہو اوس کا عدد اسی کاغذ پر لکھتے جاؤ پہر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری رکھو۔ یہ دور تسلسل اوس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ شمار کی انتہا خانہ ماقبل مبدأ پر نہ ہو۔ پہر اس کے بعد اون اعداد کو جو آپ الگ کاغذ پر لکھتے رہے ہین جمع کرو تو سال مطلوب حاصل ہوگا۔

اگر عدد مفروضہ جفت ہے تو شمار کا آغاز ہمیشہ اسی خانہ سے ہوگا جس خانہ پر شمار ختم ہوا ہے۔ اور یہ دور شمار اس وقت تک جاری رہیگا جب تک شمار کا اختتام خانۂ مبدأ پر نہ ہو۔

مثلاً ہم نے ایک فرضی عدد ۵ قرار دیا اور نقطۂ بالا سے خانۂ ۳ کو مبدأ تجویز کیا اور بدین وجہ کہ عدد مفروضہ طاق ہے شمار کا آغاز خانۂ مابعد مبدأ یعنی خانۂ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۸ پر ختم ہوا اور اس کے عدد (۳۱۶) محفوظ کیے گئے پہر اس کے مابعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۵ پر قرار

پایا جس کے اعداد (۵۶) محفوظ کئے۔

پھر اس کے بعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانہ ۲ پر جس کے اعداد (۶۵) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۷ پر جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۴ پر جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ (۱) پر جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۶ پر جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۳ پر جو مبدأ ہے اور اس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اب شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ مبدأ پر اختتام ہوا پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۳۱۶ + ۵۶ + ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اب ہم نے دوسرا عدد فرض کیا جو چھ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عدد جفت ہے اور مبدأ خانہ ۵ کو قرار دیا اور حسب قاعدۂ متذکرۂ بالا اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو ۶ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) کو ہم نے محفوظ کیا۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۷ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۴ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ (۱) پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۶ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانۂ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۳ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانۂ ۸ پر شمار ختم ہوا اور اس کے اعداد (۳۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز ہوا تو خانۂ ۵ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۵۶) ہین چونکہ شمار خانۂ مبدأ پر ختم ہوا لہذا اب شمار زائدہ کی ضرورت نہین ہی

پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ + ۳۱۶ + ۵۶ ۔ مساوی ہین ۱۳۲۵ کے اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

اس دائرہ کی ترتیب جسپر ایک مصرع کے الفاظ کو تقسیم کیا گیا ہی محض مؤرخ کی روشنی طبیعت پر منحصر ہے کوئی خاص امر قابل بیان نہین ہے۔ ایک تجربہ کار اور مشّاق مؤرخ اون آٹھہ الفاظ سے مادّہ تاریخ تجویز کر سکتا ہے جن سے یہہ

مقصد حاصل ہو۔

فنّ جمل اُستاد سے مستغنی نہیں ہے۔ ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ اگر فن جمل کو صرف زور طبیعت سے بذریعہ کتاب سمجھنا چاہو تو کامل مقصد حاصل نہ ہوگا اس لئے کہ استادان فن نے بعض صنائع کے بیان کرنے میں طرز بیان کو نہایت آسان اور سریع الفہم الفاظ میں نہیں رکھا۔ اگرچہ ہمنے اپنی اس کتاب کی ہر ایک بحث میں حتی الامکان مربوط اور معمولی بول چال میں سمجھانے کی کوشش کی ہے تاہم بعض صنائع کی تعریف تفہیم اُستاد کی محتاج ہے۔ اگر ہمارے اس خیال کے برخلاف کوئی طبّاع اور روشن خیال شخص اوس کے سمجھنے میں بدون امداد اُستاد کامیاب ہو جائے تو وہ الا ماشاء اللہ کا مصداق ہوگا۔ صنعتِ دائرہ کے موجد طبّا عان عجم ہیں۔

(۲۲) صنعت معمّا | معمّا زبان عربی کا لفظ ہے۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ معمّا بمعنی پوشیدہ شدہ و کور و نابینا و بقول صاحب لطائف مکان پوشیدہ اصطلاح میں وہ رمز و ایما جو کہ طبع سلیم کو پسند ہو۔ بعض صاحبان مصطلحات نے لکھا ہے کہ معمّا اوس کلام کو کہتے ہیں جو بطرز رمز و ایما ایک ایسے کلام پر دلالت کرے جو بطریق تشبیہ یا قلب ہو یا بحساب جمل۔ معمّائے جمل سے وہ صنعت مراد ہے جس میں معمّا کے سانہ تاریخی مادّہ بھی ہو۔ جیساکہ میر شمس الدین فقیر نے ایک شادی کی تاریخ لکھی ہے

تاریخ بقانونِ معمّا گفتم		خورشید قران یافتہ با ماہ تمام	

ماہ سے بقاعدہ ترادف شہر مراد ہے اور ماہِ تمام ۳۰ دن کے مہینے کو کہتے ہیں اور تیس کا ترجمہ فارسی (سی) اور لفظ سی کے اعداد جمل ۷۰ ہیں پس ۷۰ کو اعداد

خورشید ۱۱۲۰ پر بڑھانے سے ۱۱۹۰ ہوتے ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
بعض محققین نے لکھا ہے کہ مورخ کو صنعت معمّا سے احتراز کرنا اولےٰ ہے
اس لئے کہ تاریخ کا اصلی مقصد معمّے کی بدولت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔
اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ جمل مین اس صنعت کے موجد یہی بزرگ ہین جن کی تاریخ
اوپر لکھی گئی۔

(۲۳) صنعت تکثیر | یہ وہ صنعت ہے کہ جس کے ذریعہ سے مادّہ تاریخ کے ارکان
بدلتے ہین اور ۴۳۲۰ مادّے ایک ہی مصرع تاریخی سے حاصل ہوتے ہین۔
مولانا عبدالجلیل بلگرامی نے بتقریب جلوس محمّد شاہ غازی اسی صنعت مین تاریخ لکھی ہے
اور قاعدہ کو بھی منظوم فرمایا ہے وہو ہذا۔

بحمداللہ بہار آمد جہان سرسبز شد یکسر		بتخت سلطنت بنشست شاہنشاہ دین پرور
محمد شاہ غازی بادشاہ کشور احسان		بجاہی ہمچو جمشید و بشانے ہمچو اسکندر
وجودش آیۂ رحمت نگاہش مایۂ عزّت		بنامش زینت سکّہ بذکرش رفعت منبر
بمیدان شجاعت دشمنان را تیغ سر افگن		بدیوان عدالت تشنگان را موجۂ کوثر
من از بہر جلوس آن شہ اورنگ خرسندی		نوشتم مطلع پر نور ہمچون مطلع خاور
ظل افشان شد بہار خرمی زین مژدۂ رنگین		بہر سو بلبل موزون ترنّم تہنیت گستر
برآید چل ہزار و سہ صد ابیات لطیف آوری		بر آن مجموع بست افزون کن و دریاب این مضمر
شہ عادل مہ کامل یم سائیل جم والا	۱۱۴۰	بدل دانا بید دامابجو دانی بجد او فی
ازین پیش از برای ہیچ شاہی اندرین صنعت		برون نادر دغوّاصی بحرے اینچنین گوہر
کتب موجود یاران مورّخ ہر ہمہ حاضر		بدعوی گر عزیزی پیش آید واکند دفتر

بود فال مبارک این همه تکثیر اعدادش | بطول عمر شاه دین پناه وسعت کشور
دعاے شاه از عبد الجلیل و از ملک آمین | همیشه باد روشن اختر شاه جهان پرور
اگر خواهی که استخراج این اعداد دریابی | ببرهان مے کنم خاطر نشین طبع دانشور
بود ترکیب این بیت طرب افروز شش ارکان | که در ارکان او ممکن بود تقدیم یکدیگر
پس از رکن سوم نسبت بهر دو شش صور گردد | که از ضرب سه در دو بے تکلف شش بود ظاهر
درین شش باز چون کن چهارم را بضرب آری | برآید بست ابیات و چهار افزون بر و بنگر
برین منوال گر ارکان باقی را بهم قبلش | بضرب آری همین اعداد بیشک میشود منجر
چو تفصیل صور در ده مجلد میتواند شد | ازین رو کرده ام مجمل مطلب رهنمون پی بر
اگر خواهی نخواهی ضبط تفصیل صور خواهی | دبیر چند چابکدست آرد کاغذ و مسطر
که من این نسخه رنگین مرتب کرده ام زین رو | نشانے تا بود باقی بعالم تا دم محشر
الهی تا جهان باشد شه ما کامران باشد | بتخت و تاج و عدل و داد و جود و بخشش افزر

اس صنعت کا بہبد صرف ارکان کا وزن مساوی ہے جن کے اولٹ پھیر اور تقدیم و تاخیر سے وزن شعر مین نقصان نہ آئے اعداد ارکان مین کوئی خاص قاعدہ مقرر نہین ہے۔ اون کے اعداد جو کچھ بھی ہون۔ تقدیم و تاخیر سے اصل مادہ مین کوئی نقصان پیدا نہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ عبد الجلیل بلگرامی پہلے شخص ہین جنہون نے اس صنعت مین تاریخ لکھی۔

(۲۴) صنعت تنقیط | صنعت تنقیط اوس عمل کا نام ہے کہ مندرجہ ذیل حروف مہملہ کو جو مادۂ تاریخ مین واقع ہون نقطہ دار فرض کرکے اون کے عدد محسوب کرین یعنی (ح) کو (خ) فرض کیا جائے اور (د) کو (ذ) (ر) کو (ز) (س) کو (ش) (ص) کو (ض)

(ط) کو (ظ) (ع) کو (غ)۔

جس مصرع یا فقرہ یا لفظ کو مادّہ قرار دیا جاویگا اوس کے مجموعی حروف سمیت حروف متذکرہ بالا کو صنعت تنقیط کے ساتھ حساب مین شمار کیا جاویگا اور باقی حروف حساب مین داخل نہ ہون گے۔ بعضون نے کہا ہے کہ باقی حروف بحال خود رہ کر داخل حساب ہون گے۔ اس اختلاف کا تصفیہ جبتک نہ ہو لے اور جب تک ایک قاعدہ کے ہم پابند نہ ہو جاوین صنعت تنقیط پر عمل نہو سکے گا بدین وجہ کہ یکسوئی لازم ہے لہذا ہم صورت اوّل کے پابند ہین اگر دو علی قائم رکھی جائے تو ہر مادّہ کے ذیل مین اس کی صراحت کرنی ہوگی کہ فلان طریقہ پر عمل ہوا ہے اور صرف صنعت تنقیط کا اشارہ کافی نہ سمجھا جائے گا اور صراحت کی احتیاج صنعت کو ناقص قرار دے گی بنا علیہ ہماری راے یہ ہے کہ شائقین جمل اس صنعت کی تعریف مین صورت اول الذکر کے پابند رہین۔

مندرجۂ ذیل تاریخ اسی صنعت مین لکھی گئی ہے جو کسی دکھنی کی طبعزاد ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

نوکری کہو کر بنے محتاط آپ	دشمنون نے آپ کو چوکس کیا
کرد کہا یا ایک تنکے کو پہاڑ	ان حریفون نے تہین بے بس کیا
جو ہوا قاصد تیری ابداد کا	دیکے جُمل بیرنگ اُسے واپس کیا
پھنس گیا آفت مین بے چارہ غریب	گھر گیا حملون مین اور بس بس کیا
صنعت تنقیط مین ہے اس کا سال	ایک کو نقطہ لگا کر دس کیا

مصرع تاریخی مین صرف (ط) کے عوض (ظ) محسوب ہوئی ہے اور (ر)

کے عوض (ز) اور (د) کے عوض (ذ) اور (س) کے عوض (ش) حروف معیّنہ سے صرف اسی قدر حروف اس مادّہ مین قابل تنقیط ہیے۔

تمثیلی تاریخون مین اگر محاورہ کی کوئی غلطی ہو تو ہم معذور ہین مؤرخ خود اس کے ذمہ دار ہین ہمکو صرف مادّۂ تاریخ کے تمثیل سے کام ہے۔

یہ صنعت صرف ہندیون کی ایجاد ہے۔ فارسی کوئی تاریخ اس صنعت مین ہماری نظر سے نہین گزری۔

(۲۵) صنعت سلب نقط | صنعت سلب نقط حروف ذیل سے متعلق ہے یعنی اگر مادۂ تاریخ مین (ج) یا (خ) واقع ہو تو اس کا نقطہ سلب کرکے دونون کے لئے (ح) کے عدد محسوب ہون گے اسی طرح (ذ) کو (د) فرض کرنا یا (ز) کو (ر) یا (ش) کو (س) اور (ض) کو (ص) یا (ظ) کو (ط) یا (غ) کو (ع) فرض کرنا صنعت سلب نقط مین داخل ہے۔ اس صنعت کے موجد اہل ہند ہین۔ سلب نقط کی کوئی تاریخ ہماری نظر سے نہین گزری۔

بعض اہل فن نے ایک ہی مادّہ مین دونون صنائع کو جمع کیا ہے ایک ایک عجمی شاعر نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکہی ہے۔ وہو ہذا

نور النساء بہر علی از دواج یافت	نوشاہ را عروس بود حسن انتخاب
سلب نقط بصنعت تنقیط گشتہ سال	با مشتری خجستہ بود وصل آفتاب

(تشریح)

حروف اصلی	ش	ر	خ	ج	س	د	ص	میزان
حاصل صنعت تنقیط وسلب نقط	س	ز	ح	ح	ش	ذ	ض	
اعداد	۶۰	۷	۸	۸	۳۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۱۸۸۳

(۲۶) صنعت طلسمی | صنعت طلسمی ایک عجیب صنعت ہے جس کو کام مین لانے سے لوح طلسمی متعدد تاریخون کو پیش کرتی ہے۔

۲۱ مدارج اور ۲۱ امراتب کے ایک نقشہ کا نام لوح طلسمی ہے۔ جس کے ہر ایک خانہ مین مفردات و مرکّبات سے خانہ پُری کی جاتی ہے اور وہ تمام مفردات اور مرکّبات در حقیقت حامل تاریخ ہوتے ہین۔ سائل کو اختیار ہے کہ اون کل خانون سے جس خانے کو وہ چاہے مبدأ قرار دے اور اسی مبدأ سے اکیس خانے شمار کرکے اکیسوین خانہ کی تحریر کو ایک کاغذ پر لکھہ لیوے پھر اُس کے بعد کے خانہ سے شمار کا آغاز کرے اور ہر اکیسوین خانہ کا نوشتہ اوسی کاغذ پر ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے سطرون مین لکھتا ہوا چلا جاے تا آنکہ اس شمار کا سلسلہ خانۂ ماقبل مبدأ پر ختم ہو۔

لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ حروف حاصلۂ خانہ ہاے سطور فوقانی مبدأ کو اس سلسلۂ ترتیبی سے جو ایک جدا کاغذ پر جاری ہے مقدم رکھنا چاہیئے جب شمار ختم ہو جاوے گا تو حروف محفوظہ سے ایک ایسا فقرہ یا مصرع حاصل ہوگا جس کے اعداد مجموعی سنۂ مطلوب کے مساوی ہون گے۔

نقشۂ مندرجۂ ذیل اس صنعت کی مثال ہے جس کو استادی مولوی وجہ الدین خان معنی تخلص نے نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ مشیر الدولہ مختار الملک مغفور وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کی تقریب وزارت پر مرتّب فرمایا تھا۔

وہو ہذا

لوح طلسمی الموسوم بیادگار معنی

بج	ب	خ	مبا	ز	بجو	ز	بگر	مدا	ب	فد	لا	سر	بر	ز	ع	ج
ال	ب	س	بیا	م	ش	ہے	ہ	گو	ش	بر	د	را	شد	ا	لی	ا
ا	ا	جب	ہا	ہی	گر	کو	دا	د	دسا	س	ا	ہر	دل	ق	د	کر
دا	ے	را	عد	یو	ہل	نب	نے	تا	د	ن	د	ا	ل	ا	تے	با
ش	د	د	د	را	و	ح	ا	ا	ح	و	ا	بو	او	ا	و	سد
ار	لا	بے	ر	دہ	ا	ر	ہ	ب	جہ	صو	بیا	ن	ک	د	مد	د
بو	ین	لت	از	د	ر	ک	ی	گر	نش	حجا	با	ان	ا	ل	ے	ب
مت	ا	ہ	سا	د	ر	و	اف	ا	کز	عا	د	یا	عا	ب	حجا	د
و	اب	و	ل	ال	گر	بر	کن	ما	یا	جا	ضا	لا	من	لم	ست	ن
لم	ا	ب	ر	جا	و	ے	ند	حق	مع	خو	چو	ن	ست	ہ	ل	شا
سو	کن	عطا	بس	فر	بر	عا	گا	نم	جا	بہر	و	نا	فی	ا	مر	ند
از	ا	ع	ن	ب	دسا	ے	از	و	مہر	لی	ہ	کہ	نے	سو	ے	م
ہم	ن	کز	پر	و	بد	ز	با	ی	لا	با	بے	ز	نو	م	اق	د
ی	ی	کہ	س	از	جو	ا	کا	جو	در	یز	قبا	اس	ر	م	ما	لم
ر	نز	صی	ر	ا	فت	بعد	لم	دو	دو	ین	را	د	گر	و	ل	م
ی	ر	ی	عہ	د	لت	جا	عز	ف	د	لا	سل	لت	ے	ز	نف	او
د	ا	عج	جز	د	ا	گی	ز	ہ	ا	ہ	نثا	تہ	چو	ت	ی	بر
کنو	م	لک	ہم	وے	ہب	ب	ی	و	د	نے	یب	پ	ل	او	ر	مر
ن	نا	بر	د	ن	ین	گر	یشہ	قر	سجا	دیو	لو	را	و	س	ا	نہا
ح	در	ا	جا	گو	ہی	ہا	ز	مہا	یک	دا	با	با	ن	ان	ی	ن
ے	ان	و	ن	ق	بان	و	ن	ے	شد	ن	لہ	ن	رہ	ن	د	ن

اس لوح طلسمی کے تیار کرنے کے لئے ۲۱ مادۂ تاریخ کا لکھنا ضرور ہے خواہ وہ ۲۱ فقرے ہون یا ۲۱ مصرعے پہر اکیسون مادّون کو ۱۷۱ اجزا پر تقسیم کرین اور ۱ سے ۱۷۱ اجزا اس لوح کی خانہ پری اس ترتیب کے ساتہ کی جائے کہ کل کا جزو اول لکہا جاوے اور اس کے بعد اسی قاعدہ سے کل کا جزو دوم پہر جزو سوم اسی طرح ۲۱ کے ۱۷۱ اجزا کی ترتیب سے اس لوح کے خانے بہر دین۔

اس عمل مین حواس برجا رہنے چاہییں۔ اگر کسی ایک حرف کی بہی غلطی ہوگی تو ساری لوح بے کار ہو جائے گی۔

(۲۷) صنعت مجمع الاقسام | مجمع الاقسام اوس صنعت کا نام ہے جس کے مادّۂ تاریخ کی الفاظ سے بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل صغیر لین۔ اور بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل وسیط اور بعض مین جمل کبیر یعنی ایک ہی مادّہ مین بر یا بیّنات یا زبر و بیّنات کا استعمال ہو صاحب میزان الاشعار کے حوالہ سے فاضل مؤلّف ارمغان نے لکہا ہے کہ یجوز فی المعمّی والتاریخ ان یوخذ اعداد الحروف بحساب الجمل وان یوخذ بطریق الزبر والبیّنات وان یوخذ اعداد بعض الکلمات بحساب الجمل وبعضہا بالزبر والبیّنات وح یجب ان یشار الیہما بوجہ مّا لئلا یلزم خلاف المقصود یعنی جائز ہے معمّے اور تاریخ مین یہ کہ لئے جائین اعداد حروف کے بحساب جمل صغیر یا یہ کہ لئے جائین اعداد بطریق زبر و بیّنات یا یہ کہ لئے جائین اعداد بعض اونہین کلمات کے بحساب جمل صغیر اور اعداد بعض کے بطریق زبر و بیّنات (یعنی جمل کبیر) اور اس وقت مین واجب ہے یہ کہ اشارہ کیا جائے ان دونون کی طرف کسی اشارہ کے ساتہ تاکہ نہ لازم آئے خلاف مقصود اور التباس نہ ہو۔

اس صنعت کی مثال جناب مرزا دبیر مغفور کی تاریخ ہے جسپر صاحب ملخص تسلیم نے ناحق و نا روا حملہ فرمایا ہے اور ہماری رائے مین یہ تاریخ نہایت قابل تعریف ہے

سال تاریخش بہ زبر و بیّنہ شد زیب نظم		طور سینا بے ۹۱ کلیم اللہ ۱۲ منبر بے انیس

فاضل مؤلف نے اس تاریخ مین بعض الفاظ کا زبر لیا ہے اور بعض کا بیّنہ بعض مین دونون اور مختلف طریقون سے تاریخ نکالی ہے۔

(الف) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنہ (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) منبر بے انیس کا زبر و بیّنات (۷۷۵) اور ان سب اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۱ اور یہی سال نوت ہے۔

(ب) طور سینا بے کا زبر و بیّنات (۵۸۶) کلیم اللہ کا زبر (۱۷۲) منبر کا زبر و بیّنات (۴۰۰) بے انیس کا زبر (۱۳۳) اور کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنۂ مطلوب

(ج) طور سینا کا زبر و بیّنات (۵۷۲) بے کلیم اللہ کا زبر (۱۸۴) منبر بے کا زبر و بیّنات (۴۱۴) انیس کا زبر (۱۲۱) کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنۂ مطلوب

(د) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنات (۲) پھر کلیم اللہ کا زبر و بینات (۵۳۲) پھر منبر کا زبر (۲۹۸) لیا اور پھر بے کا بیّنہ (۲) لیا اور انیس کا زبر (۱۲۱) شریک کیا تو مجموعہ (۱۲۹۱) ہوا اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

(ہ) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنہ (۲) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) منبر بے کا زبر (۳۰۴) انیس کا بیّنہ (۲۲۷) ان سب اعداد کا مجموعہ (۱۰۳۵) جو سنہ ۱۲۹۱ کا مساوی سال یزدجردی ہے۔

(و) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنات (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و کا بیّنہ (۷) منبر کا زبر و بینہ (۴۰۰) بے کا بیّنہ (۲) انیس کا زبر (۱۲۱)

ان کل اعداد کا مجموعہ (۱۰۴۶) ہے جو ۱۲۹۱ ہجری کا مساوی سال ہندی ہے،
اب محققین فن انصاف فرماوین کہ کیا یہ تاریخ معمولی چیز ہے ہرگز نہین۔
سچ یہ ہے کہ اس مین طبّاعی کو بھی کامل دخل نہین ہے بلکہ تائید ایزدی اس مین شریک اور
وہ میر انیس مغفور (صاحب واقعہ) اور مرزا دبیر مرحوم (مورخ لاثانی) کی نیک نیتی
کا سبب ہے کہ اون کے لئے انکی استادی سے ایسی تاریخ لکھی گئی۔ سبحان اللہ شاعر اللہ
ایسی تاریخین کہان ہوتی ہین۔ ہم ۳۰ برس سے اس فن کے ساتھ خاص دلچسپی کہتے
ہین تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تاریخین خود ہم نے لکھین اور کئی ہزار تاریخین متقدمین
اور متأخرین کی ہماری نظر سے گزرین ہم کہہ سکتے ہین کہ اون سب مین یہ تاریخ
اپنی ہی آپ مثال ہے۔ جزاہ اللہ فی الآخرۃ
جن حضرات نے اپنی تالیف مین اس کو بگاڑ کر دکھلایا ہے اونہون نے اپنی
تالیف کی عزت گھٹائی ہے خدا اونکو بخشے۔

(۲۸) مجمع الصنائع | جس مادّۂ تاریخ مین متعدّد صنائع جمع ہون اوس کا نام مجمع
الصنائع ہے۔ متاخرین سے باقر گیلانی نے اس فن مین اپنے معاصرین پر تفوق
حاصل کیا ہے اور متاخرین نے ان کو امام الجمل کہا ہے آپ نے نعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مین ۱۷۸ تاریخی مسجّع فقرے کہے ہین جن مین سے ہر ایک حامل
تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر ہے اور ۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہا ہے جس سے چار ہزار
پانسو بارہ تاریخین حاصل ہوتی ہین۔
فقرہ ہائے تاریخی مین گیارہ فقرے ایسے ہین جن مین پہلے فقرہ کے حروف
مساوی ہین دوسرے فقرہ کے۔

ہم نے قصیدۂ متذکرہ کو کتاب ہذا کے حصۂ دوم کا عنوان قرار دیا ہے جس کے نو اشعار مین یہ صنعت ہے کہ ہر ایک مصرع مین سنۂ مطلوب ہے اور ہر ایک مصرع کے حرف معجمہ اور مہملہ تعداداً مساوی ہین اور عدد کے اعتبار سے بھی مساوی ۔ ہر مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کو کسی اور مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بھی سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے

صنائع تاریخ کے گزشتہ حصّہ مین بعض بعض تاریخین گزری ہین جنپر مجمع الصنائع کی تعریف صادق آتی ہے ہم نے اوسی مقام پر اس کا اشارہ بھی کر دیا ہے بناءً علیہ اس موقعپر ہم کسی خاص تمثیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہین خیال کرتے

(۲۹) صنعت بسط صاحبان لغت نے بسط کے معنی فراخی اور کشادگی کے لکھے ہین لیکن اصطلاح اہل جمل و جفر و تکسیر وغیرہم مین بسط اوس عمل کا نام ہے جو ایک حرف سے دوسرا حرف پیدا کرے ۔ صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون نے لکھا ہے اور صاحبان معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ قواعد بسط (۳۶۰) ہین یعنی صنعت بسط کا استعمال (۳۶۰) طریقون پر ہو سکتا ہے لیکن ان اقسام کا مکمّل بیان نہ مصنفین قدیم نے کیا ہے اور نہ متأخرین سے کسی نے اس کی جانب توجہ کی یہی وجہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے اس تعداد کو مبالغہ پر محمول کیا ہے ۔ بہرحال ہم اس کتاب مین انہین (۲۸) اقسام کا ذکر کرین گے جو ہمکو تصانیف متعددہ سے حاصل ہوئے اور گنتی مین (۲۸) حروف ابجد کے مساوی ہین ۔

مقدمہ تاریخ ابن خلدون اور شمس المعارف کبریٰ اور جواہر خمسہ و کتاب نقش خاطر و معدن الجواہر و کتاب المداخل و ملخص تسلیم وغیرہ سے جس قدر اقسام معلوم ہوتے ہین وہ حسب ذیل ہین ۔

صاحبان تحقیق نے بسط کو صنائع تاریخ سے موسوم نہیں کیا ہے بلکہ جہاں کہیں اونہون نے جمل کا ذکر کیا ہے اسی کے ساتھ بسط کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ بھی فرما دیا ہے صاحب معدن الجواہر نے بسط کے لئے ایک معلّق باب قائم فرمایا ہے ہم نے اپنی طرز نیز اور سلسلۂ بیان اور نیز حقیقت بسط کے لحاظ سے یہی مناسب خیال کیا کہ اس کو صنائع و بدائع تاریخ مین جگہ دین۔

(الف) بسط کی پہلی قسم بقول صاحب معدن الجواہر بسط عددی ہے۔ اور یہ دو اقسام پر منقسم ہے (۱) بسط عددی حرفی (۲) بسط عددی ترکیبی۔

(۱) بسط عددی حرفی۔ وہ ہے کہ جس کلمہ یا کلمات کو بسط کرنا چاہین انکے حروف کو ایک دوسرے سے جدا کرین۔ اور پھر اون حروف کے اعداد جمل کو لکھین اور جمع کر لین اور مجموعہ اعداد سے پھر حروف بنا دین۔ اس عمل آخرین کو اہل جمل نے استنطاق کہا ہے۔

پس عمل استنطاق سے جو لفظ حاصل ہوگا وہ نتیجہ ہے بسط عددی حرفی کا مثلاً ہم چاہتے ہین کہ لفظ حامد پر یہ عمل جاری کرین تو اس کے حروف کو جدا جدا لکھا یعنی۔ ح۔ ا۔ م۔ د۔ پھر ان چارون حروف کے اعداد ۸۔ ۱۔ ۴۰۔ ۴۔ کو جمع کیا ۵۳ حاصل ہوئے پھر ۵۳ مین عمل استنطاق کیا تو ۳ سے ج حاصل ہوا۔ اور ۵ سے ہ پس (ج ہ) بسط عددی حرفی ہے لفظ حامد کا۔ اس قسم کو جمل سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہم نے تکمیل بیان کے لئے اس کو ہدیۂ ناظرین کیا البتہ بسط عددی کی دوسری قسم سے ہمارا مقصد متعلق ہے۔

(استنطاق کی تعریف) استنطاق زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بات کرانے کے

ہین ۔ اور اصطلاح اہل جمل مین سطر اعداد سے بقاعدۂ خاص حروف پیدا کرنے کو استنطاق کہتے ہین ۔ مثلاً ۔ (۶۵۲) ۔ کا استنطاق ب ۔ ہ ۔ و ۔ ہے ۔ اگر درمیان سطر اعداد مین ایک یا کئی صفر واقع ہون تو صرف دو صفر سے کام لیا جائیگا اور باقی صفر چھوڑ دیئے جائین گے ۔ مثلاً (۲۰۰۷) کا استنطاق ۔ و ۔ ر ز ۔ ہے ۔ اور ۲۰۰۰ ۔ کا استنطاق ب ۔ ش ۔ یعنی عدد ۲ سے (ب) حاصل ہوئی اور ۳۰۰۰ سے بقاعدۂ بالا ایک صفر ترک کرکے ۳۰۰ کا (ش) محسوب ہوا ۔ دو سے زیادہ صفر اس لئے ترک کر دیتے ہین کہ اوس سے کوئی حرف مستقل نہین حاصل ہو سکتا اگرچہ ایک کے ہندسہ کے ساتھ تین صفر ہونے کی حالت مین اوس سے (غ) حاصل ہو سکتا ہے لیکن چون کہ الوف کے درجہ مین (غ) کے سوا کوئی اور حرف نہین ہے لہذا اصول عام کے لحاظ سے یہی قاعدہ قرار پایا کہ تیسرے صفر سے کام نہ لین ۔

صاحب معدن الجواہر نے اگرچہ لفظ استنطاق کی اصطلاحی تعریف سے کنارہ فرمایا ہے ۔ لیکن آپ نے استنطاق کا جو عمل کیا ہے اوس سے یہ بات مترشح ہے کہ آپ نے اعداد کے مراتب کے لحاظ سے حروف حاصل فرمائے ہین مثلاً ۶۵۲ سے ب ۔ ن ۔ خ (بَ) اس لئے کہ ۲ کا ہندسہ درجہ احاد مین ہے اور نَ اسلئے ۵ کا ہندسہ درجۂ عشرات مین ہے ۔ اور خَ اس لئے کہ ۶ کا ہندسہ درجۂ مآت مین ہے ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ اگر استنطاق مین مراتب سے کام لیا جاوے تو پھر استنطاق کی ضرورت ہی باقی نہین رہتی اعداد حاصلہ گویا حروف مستنطقہ کے اعداد ہین ۔ پھر استنطاق کا طول عمل بے کار اور بے ضرور ٹھہرا ۔

اسی طرح آپ نے اعداد ۳۰۰۰ ہزار سے تین غین حاصل فرمائے ہین

اور ہندسہ ۳۰۰۰۰ مین نہ معلوم آپ کیا عمل فرمائین گے اس لئے کہ آپ کے اختیار فرمودہ اصول سے تیس ۳۰ غین حاصل ہونگے اور جب تیس غین مستنطقہ کے عدد لئے جائین گے تو وہی ۳۰۰۰۰ ہون گے۔ پس استنطاق کا عمل تحصیل حاصل ٹہرا۔

ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے اور دیگر محققین نے اس نازک بحث سے مطلق کنارہ کشی کی ہے اور یہ کبھی مناسب نہ تہا اس لئے کہ متعدد صنائع مین استنطاق کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

پس شائقین فن جمل کو چاہیئے کہ ہماری عرض کی ہوئی تعریف کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالین تاکہ عمل مین کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔ اور استنطاق کا مطلب فوت نہ ہو۔

پس ہمکو بسط عددی حرفی کی تعریف سے تو صاحب معدن الجواہر کے ساتہ اتفاق ہے لیکن تمثیل کے نتیجۂ حاصلہ سے اتفاق نہین ہے یعنی ہماری رائے مین ۵۳ کا استنطاق ج۔ ہ۔ ہے نہ۔ ج۔ ن۔ جیسا کہ لائق مؤلف موصوف نے لکہا ہے کیون کہ آپکا عمل تعریف استنطاق کے مغائر ہے۔

اگر یہ سمجہا جاے کہ یہ صنعت صرف ایسے لفظ پر جاری ہوسکتی ہے جس کے اعداد ہزار کے درجہ سے نہ بڑہین۔ تو ایسی تخصیص اس تعریف عام سے پیدا نہین ہوتی جس کو صاحبان فن نے بیان کیا ہے اور پہر ایسے استنطاق سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ یعنی اگر ہم نے لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کی اور اس کے اعداد مجموعی (۵۳) کے استنطاق سے لفظ جن حاصل کیا اور پہر لفظ جن سے عدد تاریخ مین (۵۳) محسوب کیے تو استنطاقی عمل محض بے کار قرار پایا۔

بناءً علیہ ہماری رائے مین وہی عمل صحیح ہے جس کو اسی تعریف کی بنیاد پر ہمنے کیا ہے
پس عمل استنطاق مین ہم کو مراتب اعداد سے کچھہ سروکار نرکھنا چاہیئے۔

(۲) بسط عددی ترکیبی۔ وہ عمل ہے کہ اعداد کلمہ کو بقاعدۂ متذکرۂ قسم اول
جمع کرکے استنطاق کرنے کے بعد جو حروف حاصل ہون اون کو بپابندی سلسلہ
مرکب کرکے لفظ بنا دین۔

پس واضح ہو کہ بقول صاحب معدن الجواہر لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کرکے
بعد اس کے استنطاق سے حروف ج۔ ن۔ حاصل ہوئے اور ان دونون حروف
سے لفظ (جن) مرکب ہوا اور ہماری رائے کے مطابق جس کی صراحت بضمن تعریف
قسم اول ہوئی ہے حروف مستنطقہ سے لفظ (جہ) حاصل ہوا۔

محققین فن نے جابجا اپنی تصانیف مین اس کا ذکر تو فرمادیا ہے مگر کسی بندگ
نے یہ نہ بتایا کہ اس صنعت کا استعمال تاریخگوئی مین کس طرح ہوسکتا ہے۔
ہم نے بڑی غور کے بعد کئی صورتین اس کے استعمال کی پیدا کی ہین جن کو ذیل مین
ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اس صنعت کی قسم دوم ایک طبّاع مورّخ کو کام دیسکتی ہے
یعنی جب روشن خیال مورّخ کسی واقعۂ تعزیت پر مرثیۂ تاریخی لکھنا چاہے تو وہ اسی
صنعت کے ذریعہ سے مادّہ تاریخ اور نام مرحوم یا مادّہ تاریخ اور اشعار مرثیہ مین تعلق
پیدا کرسکتا ہے۔

فرض کرو کہ ابوطالب نام ایک بزرگ کی رحلت سنہ ۶ ہجری مین واقع ہوئی
تھی جس کی تاریخ ہم نے لفظ آہ سے لکھی تو یہ تاریخ صنعت (بسط عددی ترکیبی) کہلائیگی
اس طرح پر کہ

ابوطالب کے ۷ حرف ہین ا۔ ب۔ و ط۔ ا۔ ل۔ ب۔ اوران ساتون حروف کے عدد ۱۔ ۲۔ ۶۔ ۹۔ ۱۔ ۳۰۔ ۲ ہین انکا مجموعہ (۵۱) ہے اور (۵۱) کا استنطاق الف اور ہا۔ اوران دونون حرف کا مجموعہ لفظ آہ ہے اور آہ کے عدد جمل ۶ ہین جو سنۂ وفات کی خبر دیتے ہین۔ اسی صنعت مین ہم نے ایک منظوم تاریخ ہدیۂ ناظرین کی ہے۔

زین جہان وای سوی ملکِ بقا شد راہی		صائم الدہر ابوطالبِ فرخندہ صفات
نام مغفور بہ (بسط عددی ترکیبی)		صورت آہ بود حامل تاریخ وفات

اس صنعت پر عمل کرنے کے لئے طبّاع مورّخ کو اول مادّہ تاریخ لکھہ لینا چاہیئے۔ پھر اوس کے حروف جدا جدا قائم کرکے ہر ایک کے ذیل مین اوس حرف کا عدد لکھہ دینا چاہیئے اور اون اعداد کو بقاعدۂ مقطعہ ترتیبی اعداد اشعار مرثیہ یا قصیدہ کا مجموعہ قرار دینا چاہیئے۔

ہم اسی مضمون کو ایک مختصر سی تمثیلی تاریخ کے ذریعہ سے جو ۱۳۰۶ ہجری مین لکھی گئی ہے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین تاکہ سمجھنے مین آسانی ہو۔

ایزد از لطف بسید علی ماہ جبین		داد آرام دل و راحتِ جان۔ نورِ نگاہ
۴۴۶		۱۲۸۶
سال تاریخ ببسط عددی ترکیبی		شد زاشعار ہمین قطعہ ہویدا چون ماہ
۲۱۰۵		۱۳۰۳

اس قطعہ کے تمام الفاظ مین یہ صنعت جاری کی گئی ہے یعنی مصرع اول کے اعداد (۴۴۶) ہین۔ اور مصرع ثانی کے اعداد (۱۲۸۶)۔ اور مصرع ثالث کے اعداد

(۲۱۰۵) اور مصرع رابع کے اعداد (۱۳۰۳) ان سب کو جمع کیا تو میزان (۵۱۴۰) ہوئی اور ان اعداد کا استنطاق (م۔ا۔ہ) ہے۔ ان تین حروف سے لفظ ماہ حاصل ہوتا ہے اور ماہ کے اعداد (۴۶) ہین جو مساوی ہین سنۂ تاریخ ولادت کے

ہم نے پہلے اس ولادت کا مادّہ تاریخ لفظ ماہ سے حاصل کیا۔ پہر (ماہ) کے حروف کو جدا جدا لکہا۔ م۔ا۔ہ۔ پہر ان حروف کے اعداد کو مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے۔ ۵۱۴۰۔ اب اس کی فکر کی کہ چار ایسے مصرعے لکہین جن کے مجموعی اعداد ۵۱۴۰ ہون۔ پس ہم نے ہر چہار مصرعہاے متذکرہ بالا تصنیف کئے جن کے اعداد مجموعی ۵۱۴۰ ہین تو کہا جاویگا کہ الفاظ مجموعی ہر چہار مصرعہاے بالا کا (بسط عددی ترکیبی) لفظ (ماہ) ہے جس کے عدد ۴۶ سنۂ مطلوب کے مساوی ہین۔ پس مادّۂ تاریخ کو بوجہ صنعت ہذا اشعار بالا کے ساتہ ایک خاص صنعتی تعلق ہے۔

اسی صنعت سے ایک اور کام بہی لیا جاسکتا ہے یعنی ایسے الفاظ سے جن کے اعداد بہت زیادہ ہین تاریخ مطلوب حاصل کی جاسکتی ہے۔

مثلاً ایک شخص سنہ ۲۰ ہجری مین عازم سفر تہا اور مؤرخ نے اس کی تاریخ فالله خیر حافظا لکہی جس کے مجموعی عدد ۱۹۴۶ ہین جب ان اعداد سے استنطاق کیا گیا تو حروف ۔ و۔ د۔ ط۔ ا۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی عدد ۲۰ ہین اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

(ب) بسط کی دوسری قسم کا نام بسط الحروف ہے اور بقول صاحب معدن الجواہر یہ صنعت "تلفّظ اعداد حروف سے متعلق ہے۔ اس کی تین قسم ہین۔ قسم اول کا نام زبر ہے اور قسم دوم کا نام بیّنات اور قسم سوم کا نام زبر و بیّنات جس کو بسط لفظی و

بسط ظاہری بھی کہتے ہیں (انتہی) ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بسط نہیں ہے بلکہ یہ تینوں اقسام جمل سے ہیں جن کا بیان جمل صغیر و وسیط و کبیر کے نام سے گزر چکا ہے اور خود صاحب معدن الجواہر بضمن اقسام جمل اس کو لکھ چکے ہیں۔ استادان فن نے اس کو ایک خاص عمل استنطاق کے لئے بسط میں داخل کیا ہے جیسا کہ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے اس کا اصلی نام بسط عددی ملفوظی ہے یعنی جب حرف کو ملفوظ کر کے اسم حرف کے اعداد سے بقاعدۂ استنطاق دوسرا حرف حاصل کریں تو اس کو بسط عددی ملفوظی یا بسط الحروف یا بسط لفظی و ظاہری کہتے ہیں۔ مثلاً لفظ واحد سے (و) لیا جس کا اسم ملفوظ واو ہے اور واو کے اعداد ۱۳ ہیں اور ۱۳ کا استنطاق ج - ا۔

پھر (ا) لیا جس کا اسم ملفوظ الف ہے اور الف کے اعداد ۱۱۱ ہیں جس کا استنطاق تین الف ہے یعنی (۱۱۱)

پھر (ح) لیا جس کا اسم ملفوظ حا ہے اور حا کے اعداد ۹ اور ۹ کا استنطاق ط ہوا۔

پھر (د) لیا اور د کا اسم ملفوظ دال ہے جس کے اعداد ۳۵ ہیں اور ۳۵ کا استنطاق ہ - ج۔

اب کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج - ا - ا - ا - ط - ہ - ج۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۲۴ ہیں پس لفظ واحد کو بسط عددی ملفوظی کرنے سے اس کے عدد ۲۴ محسوب ہوئے۔ صاحب معدن الجواہر نے غالباً اسپر غور نہیں فرمایا آپ کا اجمال بیان اس تفصیل سے ساکت ہے جس کی صراحت اہل فن نے کی ہے۔

اس صنعت کی ایک تاریخ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

عارفِ کامل شد از ملک فنا سوے الٰہ	گفتش خلد آشیان خلد برین ماوای اوست
ہاتفِ غیبم بسال رحلتش ارشاد کرد	در جوار رحمت خلاق اکبر جای اوست ۱۲۴۸

(التشریح)

حرف	د	ر	ج	ہ	ا	ر	ر	ح	ہ	ہ	ا
اسم حرف	دال	را	جیم	واو	الف	را	را	حا	ہا	لام	الف
عدد	۴	۲۰۱	۵۳	۱۳	۱۱۱	۲۰۱	۲۰۱	۵	۵	۱۰۱	۱۱۱
استنطاق	د ج	ا ک	ج ہ	ج ا	ا ا ا	ک ا	ک ا	ہ	ہ	ا ن	ا ا ا
عدد	۴	۲۱	۸	۴	۳	۲۱	۲۱	۵	۵	۵۰	۳

حرف	ن	ا	ک	ب	ر	ج	ا	ی	ا	ہ	ا
اسم حرف	نون	الف	کاف	با	را	جیم	الف	یا	الف	واو	الف
عدد	۱۵۱	۱۱۱	۱۰۱	۲	۲۰۱	۵۳	۱۱۱	۱۱	۱۱۱	۱۳	۱۲۰
استنطاق	ا ح ا	ا ا ا	ا ک ا	ب	ا ک	ج ہ	ا ا ا	ا ا	ا ا ا	ا ج ا	ا ک ا
عدد	۱۰	۳	۲۱	۲	۳	۸	۳	۲	۳	۴	۲۱

سیستان

یہ صنعت درحقیقت صنعت الف کی دوسری قسم ہی ہے جو جمل کبیر میں

جاری ہوئی ہے بدین وجہ کہ تمام صنائع کو محققین نے جمل صغیر مین بیان کیا ہی بناءً علیہ اس کو ایک خاص نام سے موسوم کرکے داخل جمل صغیر کیا گیا ہے۔

(ج) بسط کی تیسری قسم بسط المربّی ہے جس کو محققین فنّ جمل نے بسط المقوّی بھی کہا ہے پس بعوض حروف مطلوب حروف مربّیہ ومقوّیہ سے کام لینے کو بسط المربّی یا بسط المقوّی کہتے ہین جس مین پابندی مراتب لازمی نہین ہے جیسا کہ بسط غریزی مین لازمی ہے۔ اس کتاب کے باب اول مین بذیل بیان الفاظ جمل ہم لکھہ آئے ہین کہ کون کون حروف ناریہ اور مائیہ اور ہوائیہ اور ترابیہ ہین پس اہل جمل نے حروف ناریہ کو حروف ہوائیہ کا مربّی ومقوّی قرار دیا ہے اور حروف ہوائیہ کو مربّی و مقوی ناریہ مانا ہے۔ اسی طرح حروف مائیہ کو مربّی ومقوّی حروف ترابیہ مانا ہے اور ترابیہ کو مربّی ومقوّی مائیہ۔

صاحب معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے اور تمثیل مین آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی تمثیل خلاف تعریف ہے۔

اب ہم چاہتے ہین کہ لفظ حامد کا (بسط مربّی ومقوّی) کرین تو پہلے ہم نے اس کے حروف جدا جدا لکھے (ح ا م د) پہر ح کو جو مائی ہے بلالحاظ مرتبہ ب سے بدلا جو ترابی ہے۔

پہر الف کو جو ناریہ ہے اوسی کے ہم مرتبہ حرف ہوائیہ (ج) سے بدلا اور اسی طرح م کو جو کہ ناریہ ہے بلالحاظ مرتبہ ق سے بدلا جو ہوائیہ ہے اور د کو جو مائیہ ہے ب سے بدلا اس لئے کہ وہ ترابیہ ہے۔

پس لفظ حامد کا بسط مربّی ومقوّی ب ج ق ب ہے جس کے اعداد ۷، ۱۳

جب کبھی اس صنعت مین تاریخ لکھی جائے تو مورّخ کو ضرور ہے کہ اسکے ذیل مین ایک نقشہ لکھدیوے جس مین اس امر کی صراحت رہے کہ کس حرف کے عوض کونسا حرف مقوّمی قرار دیا گیا ہے اور حساب مین محسوب ہوا ہے۔ اس نقشہ اور صراحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک ایک حرف کے عوض سات سات حرف ہین جن مین سے کسی ایک کا تبادلہ اُس حرف کے ساتھ جائز ہے۔

باب اول کی فصل دوم سے ابجد عناصر ملاحظہ ہو تو ہمارا یہ بیان آسانی کے ساتھ سمجھہ مین آوے گا۔

اب ہم ذیل مین دو تاریخین عرض کرتے ہین (۱) بسط مقوّمی کی تاریخ ہے اور (۲) بسط مربّی کی تاریخ۔ (۱) کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کر دیا ہے

(۱) تاریخ بسط مقومی جو ہم نے نواب افسر الملک بہادر کے سی آئی ئی کے صاحبزادہ کے غرقابی کے موقعپر لکھی ہے۔

او غرقِ تہ آب شد و غرقِ غمش ما	ای وای کہ این زندہ و صد حیف کہ آن مرد
ای مادر فرزندکش از دست تو فریاد	تو پیر کہن سالہ بمانی و جوان مرد
جان بود مگر زندگی جسم جہان را	تن زندہ بگورست اگر جان جہان مرد
استاد شنا بود و کمندش مددی کرد	ہیہات چہ افتاد ندانم کہ چسان مرد
ای سلسلہ جنبان قضا دست تو کوتاہ	زین حادثہ استاد شنا می نتوان مرد
ای کاتب تقدیر چرا فاش نکردی	آن راز نہفتہ کہ تہ آب نہان مرد
واداز ستم دور سبک سیری افلاک	کشتی بسرش آمد و زین بار گران مرد
حیف ای فلک سفلہ کہ دستش نگرفتی	غربت بسفر داشت کہ بی تاب و توان مرد

حیف ست اگر شمع بمیرد سر مغرب	زانسان کہ چراغ سحری وقت اذان مرد
خاموش و لا نوحہ بفریاد و انیست	کز حکم قضا چارہ نمیداشت ازان مرد
شد مصرع سعدی سنہ بسط مقوی	این ماتم سخت است ۱۳۲۶ کہ گویند جوان مرد

نقشہ تبادلہ حروف مقوی

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س
نتیجہ بسط مقوی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س
اعداد	۲۰	۴	۴	۲۰	۴	۳	۲۰۰	۲۰	۴۰	۹۰	۲۰۰	۱	۳	۹	۲۰۰	۴۰

حروف اصلی	۰	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	۰
نتیجہ بسط مقوی	ج	ب	ا	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	۰
اعداد	۳	۴۰	۳۰	۴	۳۰	۹۰	۹	۳۰	۷	۳۰	۲۰	۹۰	۹۰	۹۰	۹۰	۰

میزان اعداد حروف (نتیجہ بسط مقوی) ۱۳۲۶ ہجری

تاریخ (۲) بصنعت بسط مربی طبعزادیکے از شعرائے دکن

برادر زنت حق مارا گرفت	مربی از من اے دوست الحق مر
بہ بسط مربی نوشتم سنش	مربی بیار و مربی بخور ۱۳۲۶

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
نتیجہ بسط عربی	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

حروف اصلی	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
نتیجہ بسط عربی	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

حروف اصلی	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
نتیجہ بسط عربی	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰

حروف اصلی	غ								
نتیجہ بسط عربی	غ								
اعداد	۱۰۰۰								

حروف اصلی	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
نتیجہ بسط عربی	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸	۲۰	۵۰	۴

حروف اصلی	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
نتیجہ بسط عربی	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸	۴	۵۰	۱۲۸۴

(د) بسط عربی۔ بسط کی چوتھی قسم ہے۔ حروف ناریہ وہوائیہ کا ایکدوسرے کے ساتھ بدرجۂ مساوی بلحاظ مراتب تبالہ یا حروف مائیہ وترابیہ کو باہمد یگر بلحاظ مراتب مساوی درجہ مین بدلنے کا نام بسط عربی ہے صنعت ماضیہ اور اس صنعت مین فرق اسی قدر ہے کہ اس مین مدارج ومراتب کی پابندی مشروط ہے اور اوسمین من مانے عمل کیا جاتا ہے۔

(مثال بسط عربی) اگر ہم چاہین کہ لفظ (حامد) پر بسط عربی کا عمل کرین تو اس کے حروف جدا جدا لکھین ح ا م د پس (ح) کو جو مائی ہے اور دوسرے مرتبہ مین واقع ہے (و) سے بدلین جو خاکی ہے اور جس کا مرتبہ بھی دوسرا ہے پھر (ا) کو جو ناری ہے اور مرتبۂ اوّل مین واقع ہے (ج) کے ساتھ بدلین جو ہوائی اور مرتبۂ اوّل ہی مین ہے۔

اسی طرح (م) کو جو ناری ہے اور مرتبہ چہارم مین واقع ہے (س) ابجد مین بدلین جو ہوائی ہے اور اسی مرتبہ چہارم کا حرف ہے۔

علی ہذا (د) کو جو مائی ہے اور مرتبۂ اوّل مین ہے (ب) کے ساتھ بدلین جو ترابی ہے اور اسی مرتبۂ اوّل مین ہے۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کا بسط غریزی (وجب) ہو جائیگا جس کے عدد ۱۷ ہین۔

جہان تک ہم نے غور کیا ہے اہل جمل نے اس صنعت کو ایک خاص غرض کے لئے ایجاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مورخ کو اعداد حروف کے برابر کرنے مین زیادہ گنجایش حاصل ہو۔

اسی صنعت کی مثال مین ہم تاریخ ذیل کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو کسی طبّاع مورّخ کی طبع زاد ہے

الٰہی بخش۔ شیخ وفق دعوت	جعفر آباد تھا جن کے کرم سے
کسی شیطان کو شیشہ مین اتارا	کسی ابلیس کو مارا قلم سے
فلیتہ سے کیا مفتون کسی کو	کوئی زندہ ہوا حضرت کے دم سے
گرا فالج تو سمجھے چڑھ گیا بھوت	گرے بیت الخلا مین آپ وہم سے
مریدون نے کئے لاکھون اتارے	چڑھائے بھیٹ بارا ایک دم سے
شیاطین کو ہوئی بے حد مسرّت	کمر ٹوٹی پریزادون کی غم سے
غرض ناچار دنیا سے سدھارے	ہوئی فرمایش تاریخ ہم سے
کہا بسط غریزی مین رسانے	الٰہی بخشدے ۱۳۲۲ اپنے کرم سے

(نوٹ) مادہ تاریخ مین علاوہ صنعت بسط غریزی کے صنعت سجع بھی ہے۔

اس مادّہ کے عدد معمولی شمار سے ۱۳۵۵ ہین مگر صنعت بسط غریزی سے ۱۳۲۲ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ل	ہ	ی	ب	خ	ش	د	ی
نتیجۂ بسط غریزی	ج	ی	ز	ل	د	ت	ث	ب	ل
اعداد	۳	۱۰	۷	۳۰	۴	۴۰۰	۵۰۰	۲	۳۰

حروف اصلی	ا	پ	ن	ی	ک	ر	م	س	ی
نتیجۂ بسط غریزی	ج	د	ع	ل	ط	ص	س	م	ل
اعداد	۳	۴	۷۰	۳۰	۹	۹۰	۶۰	۴۰	۳۰

میزان اعداد (نتیجۂ بسط غریزی) ۱۳۲۲ھ

نقشۂ بالا کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ مادّۂ تاریخ کے حروف مین بلحاظ مراتب۔ ناریہ کا تبادلہ ہوائیہ سے یا ہوائیہ کا ناریہ سے اور مائیہ کا تبادلہ ترابیہ سے یا ترابیہ کا مائیہ سے ہوا ہے۔ اور دستور العمل مین وہی نقشہ ہے جو باب اول کے بیان الفاظ جمل مین ابجد عناصر پر گزرا ہے گویا وہ اس عمل کی جنتری ہے۔

(۵) بسط ترفّع عددی۔ بسط کی پانچوین قسم ہے۔ بسط ترفّع عددی سے مراد عدد حروف کا اپنے درجۂ اوّل مرتبہ سے درجہ دوم مرتبہ اعلیٰ مین ترقی کرنا ہے یعنی

اگر ایک حرف کا عدد درجہ احاد کا ہے تو اوس کو درجہ عشرات کے اوسی مرتبہ مین ترقی دین جس مرتبہ مین وہ احاد مین تہا اور اگر اس کا عدد درجہ عشرات کا ہے تو اوس کو اوسی مرتبہ کے درجہ مآت مین لے جاوین اسی طرح اگر اس کا عدد درجہ مآت کا ہے تو اوس کو الوف کے اوسی مرتبہ مین پہونچا دین محققین فن نے اسی کو بسط مراتبی بہی لکہا ہے اور اس بسط کے لئے ابجد ترفع سے کام لیا ہے جس کو ہم نے باب اول مین بذیل الفاظ جمل بیان کیا ہے اور ایک خاص نقشہ کے ذریعہ سے مراتب اور مدارج کو دکہلایا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم اور معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔

پس اگر ہم الف کو بسط ترفع عددی کرین تو (ی) ہوجاویگا اور اس کا عدد ۱ کے عوض ۱۰ ہوجاویگا اسی طرح اگر (ی) کو بسط ترفع عددی کرین تو (ق) ہوجاویگا اور اس کے عدد ۱۰۰ محسوب ہون گے۔ علیٰ ہذا (ق) کا بسط ترفع عددی ہونے سے (غ) ہوجاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰۰ محسوب ہون گے۔

(تمثیل) اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع عددی کرین جس کے عدد اس وقت ۵۳ ہین تو ح۔ ف۔ سے بدل جاویگی اور الف۔ ی۔ سے اور میم۔ ت۔ سے اور دال م۔ سے۔ پس (حامد) کے عدد ۵۳۰ ہوجاوین گے۔

تاریخ مین اس صنعت کا استعمال اعداد حروف کو دہ گونہ کر دیتا ہے اور سادہ طریقہ پر جس قدر عدد مادہ تاریخ کے حاصل ہوتے ہین وہ اس صنعت مین دہ گونہ بڑہ جاتے ہین۔

ہم تاریخ ذیل کو جو اسی صنعت مین لکہی گئی ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

تاریخ تعمیر مکان مؤلف در عزیز باغ طبعزاد مؤلف کتاب

اک مختصر مکان کی تعمیر ہم نے کی		چھوٹا سا خانہ باغ بھی ہے جس مین پر بہار
بسط ترفع عددی سے کہو ولا		فصلی کا سنہ عزیز ۱۳۱۰ ولا سے ہے آشکار

(تشریح)

حروف اصلی	ع	ز	ی	ز	و	ل	ا	
بسط ترفع	ذ	ع	ق	ع	س	ش	ی	
اعداد	۷۰۰	۷۰	۱۰۰	۷۰	۶۰	۳۰۰	۱۰	۱۳۱۰

(نوٹ) ہمارا نام احمد عبدالعزیز اور ہمارا خطاب عزیز جنگ اور ہمارا تخلص ولا ہے اور لفظ ولا انگریزی مین اوس مکان کو کہتے ہین کہ جو باغ کے ساتھہ وسیع رقبہ مین واقع ہو۔

پس شائقین فن جمل اس تاریخ کی خوبی کو خود سمجھہ سکتے ہین۔

(و) بسط ترفع حرفی۔ بسط کی چھٹی قسم ہے۔ ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے مابعد کے حرف سے بدلنے کا نام بسط ترفع حرفی ہے۔ اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد مین بسط ترفع حرفی کرین تو ح کو ط سے بدلین گے اور الف کو ب سے اور م کو ن سے اور د کو ہ سے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کر بعد ۶۶ ہو جاوین گے۔ صاحبان معدن الجواہر و ملخص تسلیم نے اس کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے کہ ترفع حرفی بدل کردن حرف ست بحرف ماقبلش۔ ہم عرض کرتے ہین کہ آپ سے بیان تعریف

مین تسامح ہوا ہے یہ تعریف تنزّل حرفی کی ہے جس کا بیان آگے آوے گا۔
ترفّع حرفی مین ایک حرف کا حرف مابعد سے تبادلہ ہونا چاہیئے نہ ماقبل سے۔
اس صنعت مین ہم نے ایک تاریخ لکھی ہے جو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

رحمت اللہ خان نام آور		ساخت حوضے نمونہ صنعت	
شد بہ بسط ترفّع حرفی		سال تاریخ چشمۂ رحمت ۱۳۱۹	

(تشریح)

حروف اصلی مادہ	چ	ش	م	ہ	ر	ح	م	ت	میزان
حروف بعد بسط ترفع حرفی	د	ت	ن	و	ش	ط	ن	ث	
اعداد	۴	۴۰۰	۵۰	۶	۳۰۰	۹	۵۰	۵۰۰	۱۳۱۹

(ر) بسط ترفّع طبعی۔ بسط کی ساتوین قسم کا نام ہے۔ حروف کو بحسب طبیعت ترقی دینے کا نام بسط ترفّع حرفی ہے یعنی حروف مائیہ کو ہوائیہ سے بدلا جاے اور حروف ہوائیہ کو ترابیّہ سے اور حروف ترابیہ کو ناریہ سے۔ اس عمل مین حروف ناریہ بحال خود رہین گے۔ اس لئے کہ ناریہ سے زیادہ عالی درجہ نہین ہے جس مین اس کا ترفّع ہو سکے۔ باب اول کی پہلی فصل مین بذیل الفاظ جمل جو نقشہ ابجد عناصر کا گزرا ہے اوس کے معاینہ سے معلوم ہوگا کہ سب سے آخری درجہ حروف مائیہ کا ہے اور اس سے بالاتر حروف ہوائیہ کا اور اس سے بالاتر حروف ترابیہ اور اس سے بلند تر درجہ مین حروف ناریہ۔
مثلاً اگر لفظ حامد کو بسط ترفع طبعی کرنا چاہین تو (ح) کو جو مائی ہے اسی کے

ہم رتبہ بالاتر درجہ ہوائی ہین (ز) سے بدلین اور (ا م) کو بحال خود رکہین اس لئے کہ دونون ناریہ ہین اور ناریہ کے ترفع کے لئے کوئی بالاتر درجہ نہین ہے پہر (د) کو جو مائیہ مرتبۂ اوّل ہے اس کے درجۂ بالا مین (ج) سے بدلین جس کا مرتبہ ہوائیہ مین اول ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس عمل سے لفظ حامد کا بسط ترفع طبعی ز ا م ج ہوا جس کے عدد ۵۱ ہین پس اس صنعت کا یہ نتیجہ ہے کہ جب ہم نے لفظ حامد کا استعمال کیا جس کے عدد اصلی ۵۳ ہین تو اس صنعت کی وجہ سے اس کے عدد ۵۱ محسوب ہوئے۔

بعض محققین نے اس صنعت کے متعلق کہا ہے کہ اربعہ عناصر مین سب سے پہلا اور فائق درجہ ناریہ کا ہے اور اس کے بعد ہوائیہ کا اور پہر مائیہ کا اور سب سے آخر ترابیہ کا پس بسط ترفع طبعی مین حروف ترابیہ کو مائیہ سے بدلنا چاہیئے اور مائیہ کو ہوائیہ سے اور ہوائیہ کو ناریہ سے اور ناریہ حروف بحال خود قائم رہین گے۔

صاحب معدن الجواہر نے بہی اسی سلسلہ کو بیان فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم بہی اسی کے ساتہ متفق ہین۔ نقشۂ متذکرۂ الفاظ جمل مین جو ترتیب قائم ہوئی ہے وہ باعتبار خاص ہے۔

ہم کو بہی محققین بالا سے اتفاق ہے۔ ہم نے اس صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے جس کو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

ہجرت کی مُلّا واعظ نے		افسوس وکن سے چلے واعظ	
لو بسط ترفع طبعی سے		تاریخ سفر ہے خدا حافظ ۱۲۹۲	

(تشریح)

حروف لفظ خدا حافظ	خ	د	ا	ح	ا	ف	ظ
حروف بعد بسط ترفع طبعی	ث	ج	ا	ز	ا	ف	ذ
اعداد	۵۰۰	۳	۱	۷	۱	۸۰	۷۰۰

میزان ۱۲۹۲

الفاظ خدا حافظ کے حقیقی اعداد ۱۵۹۴ ہیں لیکن بسط ترفع طبعی کے بعد اس کے اعداد ۱۲۹۲ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ح) بسط کی آٹھویں قسم بسط ترفع بالطبع ہے۔ یہ اس عمل کا نام ہے کہ ہم ایک طبیعت کے حروف سے ایک حرف کو اسی طبیعت کے بلند مرتبہ حرف کر ساتھ بدلیں یعنی اس کو ترقی دیں۔

ملاحظہ ہو نقشہ متعلقہ ابجد عناصر۔ مندرجہ فصل دوم باب اول جس میں حروف ناریہ۔ ا۔ ہ۔ ط۔ م۔ ف۔ ش۔ ذ۔ ہیں۔ اگر ہم کو الف کا ترفع بالطبع مقصود ہو تو اُس کو ہ سے بدلیں گے۔ جس کا درجہ باعتبار اعداد الف سے فائق ہے اسی طرح ہ کو ط سے بدلیں گے اور ط کو م سے اور م کو ف سے اور ف کو ش سے اور ش کو ذ سے۔

پس اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع بالطبع چاہیں تو ح۔ ل سے بدلیں گے اور الف۔ ہ سے اور م۔ ف سے اور۔ د۔ ح سے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ ہیں اس عمل کر بعد ۱۲۳ ہو جاویں گے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت کی مثال ہے۔

ببین یہ نسخۂ نادر بفنّ طبعیّات ضیا بصنعت بسط ترفّع بالطّبع		رسالہ ایست کہ تعلیم را بود موضوع رقم زدہ سنہ طبعش صحیفۂ مطبوع ۱۱۲۵

(تشریح)

حروف اصلی مادۂ تاریخ	ا	ح	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
حروف بعد بسط ترفیع بالطبع	ا	ح	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱	۸	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
میزان	۱	۸	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰		
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰		

۱۱۲۵	۲۰۰ ۱۰ ۶ ۴۰ ۸۰ ۹ ۳۰۰ ۵۰ ۳۰ ۴۰۰

(ط) بسط کی نوین قسم۔ بسط ترفیع اوتار ہے۔ اوتار عربی زبان کا لفظ جمع ہے وتر کی بمعنی عدد طاق و فرد۔ اور اعداد جمل کے ہر مرتبہ مین ۔ ۱ ۔ ۳ ۔ ۵ ۔ ۷ ۔ ۹ اوتار ہین۔ پس آحاد مین۔ ا ۔ ج ۔ ہ ۔ ز ۔ ط ۔ اور عشرات مین۔ ی ۔ ل ۔ ن ع ۔ ص ۔ اور مآت مین۔ ق ۔ ش ۔ ث ۔ ذ ۔ ظ ۔ اور الوف مین غ حروف اوتار کہلاتے ہین۔ ترفیع اوتار اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین الف کے عوض ج لین اور ج کے عوض ہ اور ہ کے عوض ز اور ز کے عوض ط لیکن اگر ط واقع ہو تو وہ بحال خود رہے گی اس لئے کہ آحاد مین اس سے فائق درجہ اوتار کا نہین ہے۔

اسی طرح عشرات مین ی کی جگہ ل اور ل کے عوض ن محسوب ہوگا اور ن کے عوض ع اور ع کے عوض ص اور ص بحال خود رہیگا علی ہذا مآت مین ق کی جگہ ش اور ش کے عوض ث اور ث کے عوض ذ اور ذ کے عوض ظ اور ظ بحال خود قائم رہے گی۔

اور الوف مین غ بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ اس سے فائق عدد کا حرف نہین ہے۔

اور حروف ازواج بحال خود قائم رہین گے۔ حروف ازواج وہ ہین جو اوتار کے سوا ہون۔ جن کا بیان آگے آوے گا۔

مثلاً لفظ حامد کا بسط ترفع اوتار ح ج م د ہے۔ حرف اول بحال خود رہا اس لئے کہ اوتار سے خارج ہے۔ اور الف کو ج سے بدلا اس لئے کہ الف سے فائق درجہ جیم کا ہے اور م اور د بحال خود رہے اس لئے کہ دونون اوتار نہین ہین۔ نتیجہ اس عمل کا یہ ہوا کہ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے بعد اس عمل کے ۵۵ ہوگئے۔

ہم تاریخ ذیل تمثیلاً عرض کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

گشت تعمیر مسجد عالی		بایدم گفت ای ولا تاریخ	
من بصنع ترفّع اوتار		گفتمش خانۂ خدا تاریخ ۱۲۸۷	

(تشریح)

حروف اصلی	خ	ا	ن	ہ	خ	د	ا	میزان
حروف بعد ترفّع اوتار	خ	ج	ع	ز	خ	د	ج	
اعداد	۶۰۰	۳	۷۰	۷	۶۰۰	۴	۳	۱۲۸۷

نقشۂ بالا مین خ۔ د۔ دونون بحال خود رہے اس لئے کہ وہ حروف اوتار نہین ہین بلکہ ازواج ہین اور ا۔ ج سے بدلا اور ن کے عوض ع محسوب ہوا۔ اسی طرح ہ کے عوض ز اور پھر اسکے عوض ج۔ اس صنعت کی وجہ سے الفاظ خانۂ خدا کے اعداد اصلی جو ۱۲۶۱ تھے۔ ۱۲۸۷ ہوگئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ی) بسط ترفع ازواج ۔ وسوین قسم ہے بسط کی ۔ ازواج ۔ زبان عربی مین زوج کی جمع ۔ اور زوج ۔ وتر کا ضد ہے جو اعداد طاق نہین ہین بلکہ جفت ہین اون کے حروف کو ہر مرتبہ مین ترقی دینے کا نام بسط ترفع ازواج ہے ۔ اعداد ازواج ۔ ۲ ۔ ۴ ۔ ۶ ۔ ۸ ۔ ہین ۔ اور حروف آحاد مین ب ۔ د ۔ و ۔ ح ۔ اور عشرات مین حروف ۔ ک ۔ م ۔ س ۔ ف ۔ اور مآت مین حروف ۔ ر ت ۔ خ ۔ ض ۔ حروف ازواج سے موسوم ہین ۔

پس ترفع ازواج اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین ب کے عوض دلین اور د کے عوض و ۔ اور و کے عوض ح ۔ اور ح بحال خود رہے گی اسلئے کہ اس سے زیادہ آحاد مین کسی زوج کا درجہ نہین ہے ۔

اسی طرح عشرات مین حرف ازواج کا شمار ک کے عوض م اور م کے عوض س اور س کے عوض ف اور ف بحال خود رہیگی ۔ اس لئے کہ عشرات مین ف سے فائق کوئی حرف زوج نہین ہے ۔

علیٰ ہذا مآت مین حروف ازواج کا شمار ر کے عوض ت اور ت کے عوض خ اور خ کے عوض ض ۔ اور ض بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ مات مین ض سے فائق کوئی زوج نہین ہے ۔

اور الوف مین غ اس لئے بحال خود رہے گا کہ اس سے ازواج کو کوئی تعلق نہین ہے ۔

اور اس عمل مین اور تمام اوتار بھی بحال خود رہین گے اُسی طرح جس طرح صنعت ماضیہ مین تمام ازواج بحال خود تھے ۔

اب ہم لفظ حامد کا بسط ترفع ازواج کرتے ہین ۔ح۔ بحال خود ہے۔ کیونکہ احاد مین اس کا درجہ سب سے عالی ہے ۔ اور (الف) بھی بحال خود چھوڑا گیا کیونکہ اوتار سے ہے اور (م) حسب قاعدۂ بالاس سے بدلا گیا ۔ د ۔ و ہوگئی حاصل یہ ہوا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس صنعت سے ۷۵ ہوگئے۔

مندرجہ ذیل تاریخ ایک مشہور شادی کے متعلق کسی نے اسی صنعت مین لکھی ہے

حکمت اللہ خان طبیب دکن	بقدوم عروس شد خوش حال
من بہ بسط ترفع ازواج	کہ خدا شد حکیم گفتم سال ۱۲۷۷ھ

نقشۂ ذیل سے مادۂ تاریخ مین صنعت کا عمل ظاہر ہوتا ہے ۔

حروف اصلی مادۂ تاریخ	ح	ا	م	ا	ـ	ی	ا	ح	ا	ح	ی	ح
حروف بعد بسط ترفع ازواج	ح	ا	ی	ا	ـ	ی	ا	ح	ا	ح	ی	ح
اعداد	۴۰	۶	۸۰۰	۶	۱	۳۰۰	۶	۸	۴۰	۱۰	۶۰	۷۷۱۲
میزان												

بعض ائمۂ جمل نے لکھا ہے کہ ایک ہی تاریخ مین بسط ترفع اوتار و ازواج ہوسکتا ہے ہم یہ کہتے ہین کہ اس کی کیا تخصیص ہے ایک ہی تاریخ مین متعدد صنائع سے کام لیا جاسکتا ہے

(ک) صاحب مفتاح الاستخراج نے فرمایا ہے کہ بسط تنزل بھی تاریخ کی ایک صنعت ہے

صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ اس کی چار قسم ہین (۱) بسط تنزل عددی (۲) بسط تنزل حرفی (۳) بسط تنزل طبعی (۴) بسط تنزل بالطبع ۔ اور یہ برعکس ہے بسط ترفع کے ۔ آپ نے اپنے اس بیان کو اس عبارت پر ختم فرمایا ہے قس علی ذلک فی کل الامثلۃ لان العاقل تکفیہ الاشارۃ ۔ یعنی تمام امثلہ

مین اسی پر قیاس کر لو بدین وجہ کہ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پھر آپ ہی کا قول ہے کہ بسط تنزّل اوتار و بسط تنزل ازواج بھی ایک قسم ہے جس کو صاحب مفتاح الاستخراج نے لکھا ہے من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ یعنی جو شخص اسکو معلوم کرنا چاہے پس رجوع کرے اس کی جانب۔ ہم نے اس کے بیان کو کتاب محوّل علیہ مین بھی غیر صریح پایا لہذا یہی مناسب خیال کیا کہ اپنے طرز کے مطابق ہر ایک قسم کا بیان صراحت کے ساتھ کر کے آگے بڑھین۔

پس بسط تنزل عددی بسط کی گیارھوین قسم ہے۔ اس سے مراد عدد حرف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبۂ ادنیٰ مین تنزل پانا ہے یعنی اگر ایک حرف کا عدد درجۂ آحاد کا ہے تو اوس کا تنزل نہ ہو سکے گا اس لئے کہ آحاد سے کمتر کوئی درجہ نہین ہے۔

لیکن اگر وہ عدد حرف جس کا تنزل مقصود ہے عشرات کا عدد ہے تو اسکا تنزل درجۂ آحاد مین بلحاظ مرتبہ ہو سکیگا جیسے کاف کے عدد کا مرتبہ درجہ عشرات مین دوسرا ہے تو اوس کا تبادلۂ تنزّلی درجہ آحاد مین ب کے عدد کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ ب کا مرتبہ بھی درجۂ آحاد مین دوسرا ہے۔

اسی طرح مآت کا تنزل عشرات کے درجہ مین بلحاظ مرتبہ اور الف کا تنزل درجہ مآت کے پہلے مرتبہ مین۔

مثلاً (غ) کے عدد کا تبادلۂ تنزّلی ق کے عدد کے ساتھ۔

پس اگر ہم لفظ زید مین بسط تنزل عددی کرنا چاہین تو ز کا عدد بحال خود رہے گا اس لئے کہ وہ خود درجہ آحاد کا عدد ہے۔ اور ی کا عدد ۱۰ جو درجۂ

عشرات کے مرتبۂ اوّل کا عدد ہے درجۂ احاد کے مرتبۂ اوّل یعنی الف کے عدد کے ساتھ بدل کر بعوض ۱۰ کے (۱) رہجائے گا۔ اور دال کا عدد (۴) بحال خود رہیگا اس لئے کہ وہ بھی درجۂ احاد کا ہے۔ جیساکہ پہلے حرف کا عدد۔ پس اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زید کے مجموعی اعداد (۲۱) اس صنعت سے (۱۲) ہو جائین گے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے جو ایک خمسہ ہجو کا آخری بند ہے مصنّف تاریخ سے ہم آگاہ نہین ہین۔ (ع) متاع نیک ہر دکّان کہ باشد ؎

خدمت گھٹی تو ظلم بڑھا ہائے رے غضب	تنخواہ کم ہوئی تو زیادہ ہوئی طلب
بسط تنزّل عددی کا ہے یہ سبب	خمسہ کا بند داخل تاریخ سب کا سب

سچ ہے حرامزادی کی رسّی دراز ہے

اس سالم بند کے حروف مین بسط تنزل عددی کرنے سے ۱۳۰۴ ہجرے حاصل ہوتا ہے۔

(تشریح)

مصرع اول

حروف	خ	د	م	ت	گ	ہ	ٹ	ی	ت	و	ظ	ل	م
اعداد	۶۰۰	۴	۴۰	۴۰۰	۲۰	۵	۴۰۰	۱۰	۴۰۰	۶	۹۰۰	۳۰	۴۰
تنزّل عددی	۶۰	۴	۴	۴۰	۲	۵	۴۰	۱	۴۰	۶	۹۰	۳	۴

حروف	ب	ڑ	ہ	ا	ہ	ے	ر	ے	غ	ض	ب	
اعداد	۲	۲۰۰	۵	۱	۵	۱۰	۲۰۰	۱۰	۱۰۰۰	۸۰۰	۲	
تنزّل عددی	۲	۲۰	۵	۱	۵	۱	۲۰	۱	۱۰۰	۸۰	۲	

مصرع دوم

حروف	ت	ن	خ	و	ا	ه	ک	م	ه	و	ی	ی	ت
اعداد	۴۰۰	۵۰	۶۰۰	۶	۱	۵	۲۰	۴۰	۵	۶	۱۰	۱۰	۴۰۰
تنزل عددی	۴۰	۵	۶۰	۶	۱	۵	۲	۴	۵	۶	۱	۱	۴۰

حروف	و	ز	ی	ا	د	ه	ه	و	ی	ی	ط	ل	ب
اعداد	۶	۷	۱۰	۱	۴	۵	۵	۶	۱۰	۱۰	۹	۳۰	۲
تنزل عددی	۶	۷	۱	۱	۴	۵	۵	۶	۱	۱	۹	۳	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع دوم (۲۲۷)

مصرع سوم

حروف	ب	س	ط	ت	ن	ز	ل	ع	د	د
اعداد	۲	۶۰	۹	۴۰۰	۵۰	۷	۳۰	۷۰	۴	۴
تنزل عددی	۲	۶	۹	۴۰	۵	۷	۳	۷	۴	۴

حروف	ی	ک	ا	ه	ا	ی	ه	س	ب	ب
اعداد	۱۰	۲۰	۱	۵	۱	۱۰	۵	۶۰	۴	۲
تنزل عددی	۱	۲	۱	۵	۱	۱	۵	۶	۲	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع سوم (۱۱۳)

مصرع چہارم

حروف	خ	م	س	ہ	ک	ا	ب	ن	د	د	ا	خ
اعداد	۶۰۰	۴۰	۶۰	۵	۲۰	۱	۲	۵۰	۴	۴	۱	۶۰۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۶	۵	۲	۱	۲	۵	۴	۴	۱	۶۰

حروف	ل	ت	ا	ر	ی	خ	س	ب	ک	ا	س	ب
اعداد	۳۰	۴۰۰	۱	۲۰۰	۱۰	۶۰۰	۶۰	۲	۲۰	۱	۶۰	۲
تنزل عددی	۳	۴۰	۱	۲۰	۱	۶۰	۶	۲	۲	۱	۶	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع چہارم (۲۹۸)

مصرع پنجم

حروف	س	چ	ہ	ی	ح	ر	ا	م	ز	ا	د	ی
اعداد	۶۰	۳	۵	۱۰	۸	۲۰۰	۱	۴۰	۷	۱	۴	۱۰
تنزل عددی	۶	۳	۵	۱	۸	۲۰	۱	۴	۷	۱	۴	۱

حروف	ک	ی	ر	س	ی	د	ر	ا	ز	ہ	ی	
اعداد	۲۰	۱۰	۲۰۰	۶۰	۱۰	۴	۲۰۰	۱	۷	۵	۱۰	
تنزل عددی	۲	۱	۲۰	۶	۱	۴	۲۰	۱	۷	۵	۱	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع پنجم (۱۲۹) صد جملہ ۱۳۴۴ ہجری

(ل) بسط تنزل حرفی۔ بسط کی بارہوین قسم ہے اور یہ عکس ہے بسط ترفع حرفی کا یعنی ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے ماقبل کے حرف سے بدلنے کو بسط تنزل حرفی کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک حرف کے ماقبل کا حرف باعتبار عدد مابعد سے کم رتبہ رکھتا ہے۔ اسی سے اس قسم کی وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے۔ اس صنعت مین الف بحال خود رہتا ہے اس لئے کہ اس سے کم مرتبہ کا کوئی حرف نہین ہے جس کے ساتھ اس کا تنزل ہو سکے۔

پس اگر لفظ بکر کا بسط تنزل حرفی کرین تو ب۔ الف سے بدلی جائیگی اور کاف ی سے اور ر۔ ق سے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ بکر کے اعداد بعوض ۲۲۲ کے ۱۱۱ رہجاوین گے۔ اسیطرح لفظ حامد مین ح۔ ز۔ سے بدلی جائیگی اور الف بحال خود رہے گا اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہین ہے۔ اور م۔ ل سے بدلا جاوے گا اور د کی جگہ ج قائم ہوگا۔ پس لفظ حامد کے اعداد مجموعی جو فی الحقیقت ۵۳ تھے اس قاعدہ سے ۴۱ رہ جاوین گے۔

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

فضل[1] حق نے بچا لیا اون کو	رہ گیا سارا طمطراق یہان
ہوا سال تنزل حرفی	گرے گھوڑے سے برکت اللہ خان ۱۳۰۳

حروف اصلی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک
نتیجہ بسط تنزل حرفی	ا	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی
اعداد	۱	۱۰۰	۹	۱۰	۴	۵	۱۰۰	۹	۵۰	۹	۱

[1] فضل حق خادم خاص کا نام تھا۔ جس نے آقا کو گرتے ہوئے تھام لیا تھا۔

حروف اصلی	ا	ل	ف	ـ	ح	ح	ـ	ه	ل	ا	ح
نتیجہ بسط تنزل حرفی	ح	ی	ه	ـ	ا	ا	ـ	ه	ی	ح	ا
اعداد	۱۰۰	۱۰	۳۰۰	۱	۲۰	۲۰	۱	۳۰۰	۱۰	۱۰۰	۱
میزان	۱	ـ	۲۰۰	۰	۲	۲	ـ	۳۰۰	ـ	۱	۱
	۱	ـ	۲۰۰	۰	۲	۲	ـ	۳۰۰	ـ	۱	۱
	۴۰	۱	۵۰۰	۴	۲۰	۲۰	۱	۳۰۰	۱۰	۱۰۰	۱

۱۳۰۱۳

(م) بسط تنزل طبعی۔ یہ اقسام بسط کی تیرھویں قسم ہے۔ یہ وہ ہے کہ حروف ناریہ کو ہوائیہ کے ساتھ اور ہوائیہ کو مائیہ کے ساتھ اور مائیہ کو ترابیہ کے ساتھ تنزل کیا جائے یعنی بدلا جائے۔

ہم نے بسط ترفع طبعی میں بیان کیا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ناریہ کا ہے اور پھر ہوائیہ کا اور اس کے بعد مائیہ کا پھر ترابیہ کا۔ پس بڑے درجہ کے حرف کو اس سے کم درجہ کے حرف کے ساتھ بدلنے کا نام بسط تنزل طبعی ہے۔ اس عمل میں حروف ترابیہ کسی اور حرف کے ساتھ بدلے نہ جاویں گے بلکہ بحال خود رہیں گے اسلئے کہ ترابیہ سے کم درجہ کوئی نہیں ہے یعنی ترفع میں ناریہ کے ساتھ جو عمل تنہا وہی عمل تنزل میں ترابیہ کے ساتھ ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ خالد میں بسط تنزل طبعی کریں تو (خ) جو کہ آبیہ میں چھٹے مرتبہ کا حرف ہے خاکیہ کے اسی مرتبہ کے حرف (ت) کے ساتھ بدلا جائے گا۔ اور (الف) جو ناریہ کے پہلے مرتبہ کا حرف ہے (ج) ہوائیہ کے پہلی مرتبہ کے حرف سے بدلے گا۔ اسی طرح (ل) جو آبیہ کے تیسرے مرتبہ کا حرف ہے (ی) سے تبدل ہوگا اس لئے کہ خاکیہ میں (ی) کا مرتبہ بھی تیسرا ہی ہے۔ اور علی ہذا القیاس (د) کا تبادلہ اور تنزل (ب) سے ہوگا۔

اس عمل سے حاصل یہ ہوگا کہ خالد کے عدد حقیقی ۶۳۵ صرف ۴۱۵ رہجائیں گے

تاریخ ذیل اسی صنعت مین پائی گئی ہے ۔

وہ زور و شور اب نہین باقی رہا جناب	خدمت جو آج ہاتہ سے اِن کے نکل گئی
وہ نخوت و غرور کہان اور یہ انکسار	آثار اس کے ہین کہ طبیعت سنبہل گئی
اچھے رہین وہ ہم کو کسی سے ہو کیا غرض	شکر خدا کہ کالی بلا سر سے ٹل گئی
لکھو فوا تنزل طبعی سے اس کا سال	بگڑی ہوا تو صاف طبیعت بدل گئی ۱۲۹۳ھ

حروف اصلی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م
اعداد	۲	۳۰	۹۰	۱۰	۷	۶	۳	۴۰۰	۶	۹۰	۳	۱۰۰	۲۰

حروف اصلی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م
اعداد	۲	۱۰	۵۰	۴۰۰	۵	۲	۱۰	۳۰۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۲۹۳

میزان

(ن) بسط تنزل بالطبع ۔ اقسام بسط کی چودہوین قسم ہے ۔ ایک ہی طبیعت کے حروف مین ایک حرف کا تنزل حرف ماقبل کے ساتہ کرنے کو بسط تنزل بالطبع کہتے ہین

نقشۂ متعلقۂ ابجد عناصر مندرجۂ الفاظ جمل متذکرۂ فصل ۲ باب اول کے دیکہنے سے واضح ہوگا کہ ا ہ ط م ف ش ذ حروف ناری ہین پس ہ کا تنزل الف کے ساتہ اور ط کا تنزل ہ کے ساتہ اور م کا تنزل ط کے ساتہ

اور ف کا تنزل م کے ساتھ اور ش کا تنزل ف کے ساتھ اور ذ کا تنزل ش کے ساتھ ہو سکتا ہے اور الف کا تنزل اس لئے نہ ہو سکے گا کہ اس سے کم درجہ کوئی حرف حروف ناریہ مین نہین ہے۔

پس اگر ہم چاہین کہ لفظ ہاشم کا بسط تنزّل بالطبع کرین تو ہ کو الف کے ساتھ بدلین گے اور الف بحال خود رہے گا اور ش کا تبادلہ ف کے ساتھ ہوگا اور م کو ط سے بدلین گے اور اس عمل کی وجہ سے ہاشم کے اعداد بجای ۳۴۶ کے صرف ۹۱ رہ جاوین گے۔

تاریخ ذیل کسی نے اسی صنعت مین لکھی ہے۔

ستم شعار نہ کردی بجور وظلم دریغ	برین نتیجہ کشیدت مآل افعالت
نوشت شوق بہ بسط تنزّل بالطبع	شدہ تنزل خدمت سزاے اعمالت ۶۶۸

حروف اصلی	ی	ط	ہ	ا	ح	ز	ی	ف	ا	ش	ا	م
نتیجہ بسط تنزّل بالطبع	ا	ط	ـ	ہ	ا	ح	ی	ہ	ا	ف	ا	ہ
اعداد	۸۰۰	۴	۱	۹۰	۱۰	۸	۳	۹۰	۹	۹۰	۴	۲۰

حروف اصلی	ا	ـ	ا	ـ	ہ	ـ	ح	ـ	ح	ا
نتیجہ بسط تنزّل بالطبع	ی	ـ	ط	ـ	ا	ـ	ح	ـ	ح	ہ
اعداد	۳	۱	۶	۱	۳۰	۹	۸	۱	۹۰	۶۶۸

میزان

(س) اقسام بسط کی پندرہوین قسم بسط تنزل اوتار ہے ۔ اور (ع) سولہوین قسم بسط تنزل ازواج ۔ حروف اوتار اور ازواج کی تعریف ہم نے بسط ترفع اوتار و ازواج کے ذیل مین بیان کی ہے (دیکھو صنعت ط و ی) پس اس خاص موقع کے لئے ہم ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو انہین تعریفات ماضیہ کا لبّ لباب ہے ۔

مدارج	حروف اوتار								حروف ازواج				
احاد	ا	ج	ہ	ز	ط	ب	د	و	ح
	۱	۳	۵	۷	۹	۲	۴	۶	۸
عشرات	ی	ل	ن	ع	ص	ک	م	س	ف
	۱۰	۳۰	۵۰	۷۰	۹۰	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰
مآت	ق	ش	ث	ذ	ظ	ر	ت	خ	ض
	۱۰۰	۳۰۰	۵۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

پس ط کا تنزّل ز کے ساتھ اور ز کا تنزّل ہ کے ساتھ اور ہ کا تنزّل ج کے ساتھ اور ج کا تنزّل الف کے ساتھ بسط تنزّل اوتار کہلائے گا ۔ وقس علی ہذا فی العشرات والمآت والالوف ۔

اسی طرح ح کا تنزّل و کے ساتھ و کا تنزل د کے ساتھ د کا تنزّل ب کے ساتھ بسط تنزل ازواج سے موسوم ہوگا ۔ اور یہی عمل عشرات اور مآت مین ہوگا ۔

سمجھ رکھنا چاہیئے کہ حروف اوتار سے ۔ ا ۔ ی ۔ ق ۔ غ ۔ کا تنزل نہوگا علی ہذا حروف ازواج سے ۔ ب ۔ ک ۔ ر ۔ کا بھی تنزل نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حروف اپنے اپنے مرتبہ مین کمترین حروف ہین جن سے زیادہ ۔ کم درجہ کا کوئی دوسرا حرف نہین ہے ۔

اگر ہم ایک ہی لفظ مین یہ دونون صنعتین جاری کرین تو ہوسکتا ہے لیکن جب صرف ایک صنعت تنزل اوتار ہی جاری کرین تو ازواج بحال خود رہینگے یا اگر ہمکو صرف صنعت تنزل ازواج سے کام لینا مقصود ہو تو حروف اوتار مین کوئی تبدیلی نہ ہوگی ۔

مثلاً ہم نے لفظ ہندہ کا بسط تنزل اوتار کیا تو ہ ۔ ج سے بدلیگی اور ن ۔ ل سے اور د بحال خود رہے گی اس لئے کہ حروف ازواج سے ہی اور دوسری ہ بھی ج سے بدل جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) کے عوض ۴۰ محسوب ہون گے ۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ مین بسط تنزل ازواج کرین تو ہ اور نون بحال خود رہین گے اس لئے کہ یہ دونون حروف اوتار سے ہین اور د ب سے بدل جائیگی ۔ اور دوسری ہ بھی بحال خود رہے گی پس (ہندہ) کے اعداد اس صنعت مین بعوض ۶۴ کے ۶۲ محسوب ہون گے ۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ مین دونون صنعتین جاری کرین تو ہ ۔ ج سے بدل جائیگی ۔ اور ن ۔ ل سے اور د ۔ ب سے اور ہ ۔ ج سے پس لفظ ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) ۔ اس عمل کے بعد ۳۸ ہو جاوین گے ۔

اب ہم ذیل مین دو ایسی تاریخین پیش کرتے ہین جن مین ان دونون صنعتون کا استعمال ہوا ہے۔

تاریخ بصنعت بسط تنزّل اوتار

چور تہا کون کس نے پائی سزا	ہائے کس کی بلا ہے کس کے سر
مثل مفقود کی منیجر نے	ذمہ داری مین پٹ گیا ریٹر
نزلہ ریزد مگر بعضو ضعیف	ہمچو خاک ست بندۂ بے زر
زید ہے یہ تنزّل اوتار	آفت آتی ہے بے وسیلون پر
	۱۲۴۱

حروف اصلی	—	ن	ا	—	ا	ن	ا	ن	ا	ن
نتیجہ بسط تنزل اوتار	—	ن	ا	—	ا	ن	ا	ن	ا	ن
اعداد	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۴۰۰	۱۰	۳	۱۰	۲	۱۰

حروف اصلی	ا	ن	ن	ا	ا	ن	ا	ن	ا	ن
نتیجہ بسط تنزل اوتار	ا	ن	ن	ا	ا	ن	ا	ن	ا	ن
اعداد	۶	۶۰	۱۰	۱۰	۶	۳۰	۲	۲۰۰	۱	۱۲۴۱

تاریخ بصنعت بسط تنزّل ازواج

مرد با آب و تاب شمس الدین	جو کہ ذرّے سے آفتاب ہوا
زور بازو سے وہ بنا تیراک	اپنے فن مین وہ لاجواب ہوا

تھا وہ استاد ایسا لاثانے — میر مچھلی جسے خطاب ہوا
نقش اک بہ چلی جو دریا مین — دیکھہ کر اسکو پیچ و تاب ہوا
چور تھا شہ جوانی مین — شام تھی مست نیمخواب ہوا
طرفۃ العین مین وہ کود پڑا — ایک عالم کو اضطراب ہوا
ہاے تقدیر سے لڑی تدبیر — ملک الموت کامیاب ہوا
تھی قضا اوس کے سر پہ آن کھڑی — ایک لحہ مین انقلاب ہوا
اوس کی صورت نہ پھر نظر آئی — اوس کا جینا خیال و خواب ہوا
سال بسط تنزل ازواج — کہو ہاتف وہ غرق آب ہوا ۱۳۲۲

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ہ	ع	ا	ن	—	ز	ہ	ا	—	میزان
اعداد	۶	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۶	۱	۱۳۲۶
حروف بعد بسط تنزل ازواج	ا	ہ	ع	ا	ن	—	ز	ہ	ا	—	میزان
اعداد	۴	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۴	۱	۱۳۲۲

(ف) بسط کی ستر ہوین قسم - بسط تواخی - ہے صاحب مفتاح الاستخراج نے اسکا ذکر کیا ہے اور صاحب کتاب المداخل نے اس کو بسط تشابہ اور بسط تزوج بھی کہا ہے - یہ اوس عمل کا نام ہے کہ ایک حرف کو اوس کے مشابہ اور متشارک دوسرے حرف سے بدل کرین - جیسے ب کو ت یا ث سے یا ت کو ب یا ث سے یا ث کو ب یا ت سے اور یہ حروف باہم تواخی رکھتے ہین یعنی اخوت علی ہذا

ج ح خ مین بہی اخوّت ہے اسی طرح د ذ ۔ ر ز ۔ س ش ۔ ص ض ۔ ط ظ ع غ ۔ مین ۔ بعض صاحبان تحقیق نے ۔ ف ق ۔ مین بہی اخوّت قائم کی ہی لیکن اکثر اس کے خلاف ہین اور آخرین کا مذہب عام ہے اور ہم بہی اسی سے متفق ہین۔

پس مادّۂ تاریخ مین ب کے عوض ت کے اعداد لینا اور ت کے عوض ث کے یا ث کے عوض ت کے اعداد محسوب کرنا یا ج کے عوض ح کے اور ح کے عوض خ کے یا خ کے عوض ح کے ۔ اسی طرح د کے عوض ذ کے عدد شمار کرنا ۔ یا ذ کے عوض د کے (وغیرہ) بسط تواخی یا تشابہ یا تزوّج کہلائے گا ۔

مثلاً اگر لفظ حامد مین بسط تواخی کرین تو ح کے عوض ج محسوب ہوگا اور الف اور م بحال خود رہین گے اور د کے عوض ذ لی جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۴۴۷ ہو جائین گے ۔

بعض اہل تحقیق نے لکہا ہے کہ ب ت ث اور ج ح خ مین مؤرخ کو اختیار ہے کہ ان تینون حروف سے ایک حرف کے عوض باقی ماندہ دو حروف سے جس حرف کو چاہین بدلین ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ ان بزرگون نے اسپر غور نہین فرمایا کہ اس آزادی کی وجہ سے یہ بہت بڑا نقص تاریخ مین پیدا ہو جاویگا کہ جبتک مؤرخ اپنے مادّہ کے ساتہ اپنے طرز عمل کی صراحت نہ کرے گا دوسرا شخص اوس مادّہ کے صحیح اعداد پر قادر نہ ہوسکیگا ۔ اہل احتیاط کا وہی مذہب ہے جس کی صراحت ہم نے ابتدا مین بیان کردی ۔ ہماری رائے مین مؤرخ اوس کی پابندی کرے تو صرف اس کا اشارہ کہ یہ تاریخ صنعت بسط تواخی مین ہے کافی ہے ۔ اور ہم اسی کے پیرو ہین ۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معدن الجواہر نے آخر الذکر مذہب کی پیروی کی ہے اسی لئے آپ نے لفظ حامد کے بسط تواخی مین ح کے عوض خ محسوب فرمائی ہے اور ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

ابن اخی ملّا احمد بسط تواخ فی عامہ		مات شبابًا وا اسفا رضی اللہ عن الملّا	۱۳۲۵

حروف اصلی	ا	ح	م	د	ر	ع	ف	ح
نتیجہ بسط تواخی	ا	ح	م	د	ر	ع	ف	ح
اعداد	۱	۸	۴۰	۴	۲۰۰	۷۰	۸۰	۸

حروف اصلی	ی	ا	ن	ی	ز	ا	ن
نتیجہ بسط تواخی	ی	ا	ن	ی	ز	ا	ن
اعداد	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۷	۱	۵۰

میزان

(ص) بسط تجمّع۔ بسط کی اٹھارہوین قسم ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہر ایک حرف طالب کو مطلوب کے ساتھ جمع کرنے کا نام بسط تجمّع ہے۔ مثلاً اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد کا بسط تجمّع لفظ جعفر کے ساتھ کرین تو حامد کے حروف ایک سطر مین لکھین اور اس کے ذیل مین جعفر کے حروف جیسے ح ا م د / ج ع ف ر پھر ح

عدد (۸) کو عدد ج (۳) کے ساتھ جمع کرین تو ۱۱ ہوے جس کا استنطاق اسی اور پہر الف کے عدد (۱) کو عدد عین ۷۰ کے ساتھ ملادین اس کا مجموعہ ۷۱ ہوا اور اس کا حاصل استنطاق اع ہے پہر م کے عدد ۴۰ کو عدد ف ۸۰ سے ملادین تو جملہ ۱۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق ک ق ہے۔ اسی طرح د کے عدد ۴ کو ر کے عدد ۲۰۰ کے ساتھ جمع کرین تو ۲۰۴ ہوے جس کا استنطاق در ہے۔ پس حروف مستنطقہ (ا۔ی۔ا۔ع۔ک۔ق۔د۔ر۔) کے مجموعی عدد ۴۰۶ محسوب ہون گے۔

ہم کہتے ہین کہ حامد کے اعداد کو جو ۵۳ ہین جعفر کے اعداد ۳۵۳ کے ساتھ جمع کرنے سے اس کی میزان بہی ۴۰۶ ہوتی ہے پہر اس صنعت مین کونسی جدت اور کیا لطف ہے۔

ہماری راے یہ ہے کہ لائق مؤلف موصوف سے اس مقام پر بہی استنطاق مین تسامح ہوا ہے جیسا کہ صنعت الف کے ذیل مین ہم نے بیان کیا ہے۔ اگر ہماری تحقیق کے مطابق عمل کیا جاوے تو ۱۱ کا استنطاق ا۔ا ہوگا اور ۷۱ کا استنطاق ا ز۔ اور ۱۲۰ کا استنطاق ک ا۔ اور ۲۰۴ کا استنطاق د ک پس حامد اور جعفر کے بسط تجمّع سے ان دو لفظون کے مجموعی اعداد (۴۰۶) صرف ۵۵ رہجاوین گے اس لئے کہ حروف ا۔ا۔ا۔ز۔ک۔ا۔د۔ک کے اعداد کا مجموعہ ۵۵ ہے۔

ہماری راے مین یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اگر ایک مورّخ کسی شادی کی تاریخ لکہے اور ہر ایک شعر مین اس کی پابندی کرے کہ مصرع اول مین دولہا کا

بیان ہوا و مصرع ثانی مین دولہن کا بیان اور ساتہ ہی اس کا بہی پابند ہو کہ دونون مصرعون کے حروف کو تعداداً مساوی رکہے اور پہر ایک مصرع کو دوسرے کے ساتہ بسط تجمّع کرے اور حاصل استنطاق سے سنۂ مطلوب برآمد ہو تو ایسی تاریخ نہایت تعریف کے قابل ہوگی ۔

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکہی گئی ہے جو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ۔

شد مبارک اقتران النیّرین	۱۲۷۶	شوہر نجم النّسا شد شمس دین
سالش از بسطِ تجمّع برکشود		مصرعِ اوّل بوصلِ آخرین

بسط تجمّع مصرع اوّل و دوم شعر اوّل

حروف مصرع اول	ش	د	م	ب	ا	ر	ک	ا	ق	ت	ر
حروف مصرع ثانی	ش	و	ہ	ر	ن	ج	م	ا	ل	ن	س
مجموعہ اعداد	۶۰۰	۱۰	۴۵	۲۰۲	۵۱	۲۰۳	۶۰	۲	۱۳۰	۴۵۰	۲۶۰
استنطاق	خ	ی	ہ د	ب ک	ا ہ	ج ک	س	ب	ل ا	ن د	س ب
اعداد حاصلہ	۶۰۰	۱۰	۹	۲۲	۶	۲۳	۶۰	۲	۳۱	۵۴	۶۲

حروف مصرع اول	ا	ن	ا	ل	ن	ی	ر	ی	ن	
حروف مصرع ثانی	ا	ش	د	ش	م	س	د	ی	ن	
مجموعہ اعداد	۲	۳۵۰	۵	۳۳۰	۹۰	۷۰	۲۰۴	۲۰	۱۰۰	
استنطاق	ب	ن ج	ہ	ل ج	ص	ع	د ک	ک	ق	
اعداد حاصلہ	۲	۵۳	۵	۳۳	۹۰	۷۰	۲۴	۲۰	۱۰۰	۱۲۷۶

اس صنعت کے متعلق اس قدر صراحت کی جاتی ہے کہ مصرع اول کے حروف مصرع دوم کے ساتہ یا شعر اول کے حروف شعر دوم کے ساتہ یا ایک ہی مصرع مین ایک لفظ دوسرے لفظ کے ساتہ بشرطیکہ مساوی الحروف ہو جمع ہوسکتا ہے نیز یہ بہی ممکن ہے کہ پہلے مصرع کو تیسرے مصرع کے ساتہ اور دوسرے مصرع کو چوتہے مصرع کے ساتہ جمع کرین بشرطیکہ وہ دونون مساوی الحروف ہون ۔ بہرحال جس طرز پر بسط تجمع ہوا ہو اوس کی صراحت شعر آخرین مین کر دینا چاہیئے ۔

(ق) بسط کی انیسوین قسم بسط تضاعف ہے ۔ صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ بسط تضاعف سے مراد ہر حرف کے اعداد کو دوچند کرکے اوس سے بقاعدہ استنطاق حروف کا حاصل کرنا ہے ۔ مثلاً ہم لفظ حامد کا بسط تضاعف کرنا چاہتے ہین تو (ح) کے عدد ۸ کو ۱۶ کیا اور (الف) کے عدد کا مضاعف ۲ لیا اور عدد (م) کا مضاعف ۸۰ اور عدد (د) کا مضاعف ۸ ۔ پہر استنطاقی عمل کیا تو ۱۶ سے و ۔ ا ۔ اور ۲ سے ب اور ۸۰ سے ف اور ۸ سے ح حاصل ہوا ۔ اور ظاہر ہے کہ و ۔ ا ۔ ب ۔ ف ۔ ح ۔ کے مجموعی اعداد ۹۷ ہوئے ۔ درحالیکہ لفظ حامد کے اصلی اعداد ۵۳ تہے ۔

صاحب معدن الجواہر سے اس صنعت کے استنطاق مین بہی تسامح ہوا ہے اب ہم ذیل مین ایک تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکہی گئی ہے

سلامت علی خان ہوئے منتظم	مضاعف سے زائد اضافہ ہوا
بڑے نیک دل ہین بڑے نیکذات	خدا اور دے اِنکو اچہا ہوا

مقدرمین ان کے ترقی ہے اور		ابہی کیا ہوا ہے ابہی کیا ہوا
ولاہم نے بسط تضاعف سے یون		کہا سال رتبہ دو بالا ہوا

حروف اصلی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
تضاعف	۲	۴	۶	۸	۱۰	۱۲	۱۴	۱۶	۱۸	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰	۱۰۰	۱۲۰	۱۴۰
استنطاق	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶
اعداد حاصلہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰

حروف اصلی	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ	ا	ب	ج	د
اعداد	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰۰
تضاعف	۱۶۰	۱۸۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰	۱۰۰۰	۱۲۰۰	۱۴۰۰	۱۶۰۰	۱۸۰۰	۲۰۰۰	۴۰۰۰	۶۰۰۰	۸۰۰۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲
اعداد حاصلہ	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰۰

(ر) بسط کی بیسویں قسم بسط تناصف ہے۔ ہر ایک حرف کے عدد کو بشرطیکہ وہ قابل تنصیف ہو۔ نصف کرکے استنطاق کرنے کا نام بسط تناصف ہے۔ حروف مستنطقہ کے اعداد کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا۔ صاحب معدن الجواہر نے اسکا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ کیا ہے۔

جن اعداد کی تنصیف بدون کسرات نہ ہوسکے وہ بحال خود رکھے جاوینگے

کسی استاد نے کسی بزرگ کی رحلت کی تاریخ اسی صنعت مین آیۂ قرآنی ان المتقین فی ظلل وعیون سے حاصل کی ہے جن کی رحلت ۱۳۳۴ھ مین واقع ہوئی تھی۔ محققین فن نے ضمناً اس کا ذکر کیا ہے۔

نقشۂ ذیل سے حسابی عمل بآسانی سمجھ مین آسکتا ہے۔

حروف اصلی	ا	ن	ا	ن	ع	ص	ق	ر	ش	ت
اعداد	۱	۵۰	۱	۱۰۰	۴۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
تنصیف	۱	۲۵	۱	۵۰	۲۰	۴۵	۵۰	۱۰۰	۱۵۰	۲۰۰
استنطاق	۱	۷	۱	۵	۲	۹	۷	۱	۳	۴
اعداد حروف مستنطقہ	۱	۷	۱	۵۰	۲۰	۹۰	۷۰	۱۰۰	۳۰۰	۴۰۰

حروف اصلی	ی	ط	ر	ل	ہ	ع	ی	ن	
اعداد	۱۰	۹۰۰	۲۰۰	۳۰	۶	۷۰	۱۰	۵۰	
تنصیف	۵	۴۵۰	۱۰۰	۱۵	۳	۳۵	۵	۲۵	
استنطاق	۰	۹	۱	۶	۳	۸	۵	۷	
اعداد حروف مستنطقہ	۵	۵۴	۶	۶	۳	۸	۵	۷	۴۳۴

(شش) صاحب ملخص تسلیم نے صنعت ماضیہ یعنی (بسط تناصف) کا ذکر نہین فرمایا ہے بلکہ بسط تنصیف کی تعریف کی ہے اور یہ ایک خاص قسم ہے جو بسط تناصف کے سوا ہے لہذا ہم اس کو اقسام بسط سے اکیسوین قسم قرار دیتے ہین آپ فرماتے ہین کہ بسط تنصیف بین اعداد قابل تنصیف کو اوس وقت تک نصف کرتے چلے جاوین جب تک کہ تنصیف ناممکن ہو پس آخر پر جو عدد ناقابل تنصیف باقی رہ جائے گا وہی حساب مین محسوب ہوگا ہم کہتے ہین کہ اعداد غیر قابل تنصیف

بحال خود رہین گے۔

مثلاً ہم نے لفظ (سعید) کا بسط تنصیف کیا تو س کے عدد ۶۰ کی تنصیف ۳۰ ہے اور پھر اس کی تنصیف ۱۵ ہے چون کہ ۱۵ کی تنصیف بلا کسر نہین ہوسکتی لہذا ہم نے س کا عدد (۱۵) قرار دیا۔

پھر ع لیا تو اس کے عدد ۷۰ ہین جس کی تنصیف ۳۵ ہے اور ۳۵ ناقابل تنصیف ہے لہذا ع کے اعداد ۳۵ قرار پائے۔

پھر ہم نے ی ل جس کے عدد ۱۰ ہین۔ ۱۰ کی تنصیف (۵) ہوئی اور (۵) ناقابل تنصیف ہین لہذا ی کے عدد (۵) قائم ہوئے۔

پھر د لی جس کے عدد ۴ ہین اور ۴ کی تنصیف کی تو ۲ رہے پھر ۲ کی تنصیف کی تو (۱) رہا اور ایک ناقابل تنصیف ہے لہذا د کا عدد ایک قرار پایا۔

اس عمل سے لفظ سعید کے اصلی عدد جو ۱۴۴ تھے (۵۶) رہ گئے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس کی تفہیم اچھی طرح پر نہین کی ہے۔ اور ہمنے اور کتابون کے مقابلہ کے بعد نتیجۂ مستخرجہ کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔

اب ہم اس صنعت کے لحاظ سے مناسب خیال کرتے ہین کہ اعداد جمل کی ایک خاص جنتری اسی موقع پر ہدیۂ ناظرین کرین جس سے حساب اعداد مین بڑی سہولت حاصل ہوگی۔

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ا	ناقابل تنصیف	۱

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ب	۲ بعد تنصیف ۱	۱
ج	۳ ناقابل تنصیف	۳
د	۴ - ۲ - ۱	۱
ہ	۵ ناقابل تنصیف	۵
و	۶ - ۳	۳
ز	۷ ناقابل تنصیف	۷
ح	۸ - ۴ - ۲ - ۱	۱
ط	۹ ناقابل تنصیف	۹
ی	۱۰ - ۵	۵
ک	۲۰ - ۱۰ - ۵	۵
ل	۳۰ - ۱۵	۱۵
م	۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵	۵
ن	۵۰ - ۲۵	۲۵
س	۶۰ - ۳۰ - ۱۵	۱۵
ع	۷۰ - ۳۵	۳۵
ف	۸۰ - ۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵	۵
ص	۹۰ - ۴۵	۴۵
ق	۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵

حروف ابجد	عمل تصنیف	عدد قائمہ
ر	۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ش	۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ت	۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ث	۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵ -	۱۲۵
خ	۶۰۰ - ۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ذ	۷۰۰ - ۳۵۰ - ۱۷۵	۱۷۵
ض	۸۰۰ - ۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ظ	۹۰۰ - ۴۵۰ - ۲۲۵ -	۲۲۵
غ	۱۰۰۰ - ۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵

متاخرین سے کسی طباع شاعر نے ایک ظالم کی وفات کی تاریخ اسی صنعت میں لکھی ہے وہ ہذا

تا روز جزا فتنہ گرے رفت بخواب	اورست ز خلق و رست خلقے ز عذاب
بسط تنصیف سال رحلت گردید	بگذشت ز خلق ظالم خانہ خراب

(ت) بسط کی بائیسویں قسم بسط تضارب ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ایک لفظ (جس کو طالب کہتے ہیں) کے ایک حرف کو دوسرے لفظ (جس کا نام مطلوب ہے) کے ایک حرف میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق نیا حرف پیدا کرنے کا نام (بسط تضارب) ہے مثلاً ہم کسی شادی کی تاریخ کے لئے خالد کو دولہا فرض کریں۔ اور ہندہ کو اوس کی دلہن

تو خالد اصطلاح جمل مین طالب ہوگا اور ہندہ مطلوب۔ اوران کے حروف مع اعداد حسب ذیل ہون گے خ ۶۰۰ / ۱ ا / ۳۰ ل / ۴ د × ۵ / ۵۰ ن / ۵ ہ

پس (خ) کے عدد کو عدد (ہ) مین ضرب دینے سے	۳۰۰۰ حاصل ہوے
اور (ا) کے عدد کو عدد (ن) مین ضرب دینے سے	۵۰ "
اور عدد (ل) کو عدد (د) مین ضرب دینے سے	۱۲۰ "
اور عدد (د) کو عدد (ہ) مین ضرب دینے سے	۲۰ "

اب ہم نے بقاعدۂ استنطاق ۳۰۰۰ سے ایک صفر چھوڑکر ۳۰۰ سے (ش) حاصل کیا اور ۵۰ سے (ن) اور ۱۲۰ سے (ک۔ا) اور ۲۰ سے (ک) پس ش ن ک ا ک کے مجموعی عدد ۳۹۱ ہین اور یہی گویا سنۂ مطلوب ہے

تاریخ ذیل ایک واقعۂ قتل کے متعلق اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

واصل معشوق عاشق ہوگیا بعد از قصاص	قاتل و مقتول کو یک جا کیا تلوار نے
سال سمّت رند نے بسط تضارب سے کیا	جان ہی کر قتل شیرین کو کیا سردار نے

(تشریح)

حروف مقتول (شیرین)	ش	ی	ر	ی	ن
اعداد	۳۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۵۰
حروف قاتل (سردار)	س	ر	د	ا	ر
اعداد	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰
حاصل ضرب اعداد	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	ض۔ا	ر	ض	ی	ق
اعداد حروف مستنطقہ	۸۰۱	۲۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰

میزان اعداد حروف مستنطقہ ۱۹۱۱ سمّت

(ث) بسط کی تیئیسوین قسم بسطِ تکسّر ہے۔ کسور صحیحۂ حروفِ لفظِ مطلوب سے بقاعدۂ استنطاق نئے حروف کے حاصل کرنے کو بسط تکسّر کہتے ہین۔

واضح ہو کہ کسور ۹ ہین

$\frac{1}{2}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{5}$ $\frac{1}{6}$ $\frac{1}{7}$ $\frac{1}{8}$ $\frac{1}{9}$ $\frac{1}{10}$

لفظ مطلوب سے ہر ایک حرف کے عدد مین جو کسر جتنی بار کاملاً تقسیم پاتی ہو یعنی طرح ہوتی ہو اس کو لکھہ لین۔ پھر اون کسرات سے بقاعدۂ استنطاق حروف حاصل کرین اور جب یہی عمل کل حروف لفظ مطلوب کی نسبت کامل ہوجائے تو حروف مستنطقہ کے اعداد کو جمع کرلین وہی نتیجہ ہوگا بسط تکسّر کا۔ جن حروف کے اعداد مین یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا ہو وہ بحال خود رہینگے۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ ان حروف کا ترک کرنا اولےٰ ہے۔ لیکن غلبہ صورت اول پر ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ حامد کا بسط تکسّر کرین تو پہلے ہم نے ح کو لیا اور دیکھا کہ اس کا عدد ۸ ہے اور ۸ کا $\frac{1}{2}$ = ۴ اور $\frac{1}{4}$ = ۲ اور $\frac{1}{8}$ = ۱ پس ۴ کا استنطاق د ہوا اور ۲ کا ب اور ۱ کا الف۔

پھر الف کو لیا جس کا عدد ۱ ہے۔ یہ کسی کسر پر تقسیم نہین پاتا لہذا اسکو بحال خود رکھا اور اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پھر م کو لیا جس کے عدد ۴۰ ہین اس کا $\frac{1}{2}$ = ۲۰ کے اور $\frac{1}{4}$ = ۱۰ اور $\frac{1}{5}$ = ۸ ــ اور $\frac{1}{8}$ = ۵ ــ اور $\frac{1}{10}$ = ۴ ــ پس ۲۰ سے ک حاصل ہوا۔ ۱۰ سے ی اور ۸ سے ح اور ۵ سے ہ اور ۴ سے (د)

پھر د کو لیا جس کا عدد ۴ ہے اس کا $\frac{1}{2}$ = ۲ ــ اور $\frac{1}{4}$ = ۱ ــ

پس (۲) سے ب حاصل ہوئی اور (۱) سے الف ۔

اب ہم نے حروف مستنطقہ د ۔ ب ۔ ا ۔ ا ۔ ک ۔ ی ۔ ح ۔ ہ
د ۔ ب ۔ ا ۔ کو جمع کرکے ان کے اعداد مجموعی (۵۸) حاصل کئے ۔ یہی ہے (حامد) کا بسط تکسّر ۔

کسی چھپے رستم کی ایک تاریخ ہمارے گوش زد ہوئی ہے جس مین اس نے اسی صنعت کا استعمال کیا ہے ۔ اگرچہ اسنے ہجو کی ہے لیکن ہم اپنے کام سے کام رکھتے ہین اور اس تاریخ کو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

اے مارِ سیاہ کس ندانست	این حال کہ بغتۃً بمیری
مالت برود بدست اغیار	زانسان کہ تو گویا فقیری
بود آن کہ مدام فاقہ بدست	نو دولت شد بعہد پیری
کیا شان خدا ہے ایک دم مین	دولت سے بدل گئی فقیری
ہے بسط تکسّر اس کی تاریخ	میراث مین مل گئی امیری

(نوٹ) معزز ناظرین ہم کو معاف فرماوین کہ ہم نے بضمن نظائر حتی الامکان تواریخ ہجو سے احتراز کیا ہے لیکن جب صنعت مطلوبہ مین کوئی اور تاریخ ہم کو نہ ملی تو ناگزیر ایسی تاریخون کو پیش کیا ہے جیسی یہ تاریخ ہے اور مورّخ کے نام کو دانستہ ترک کیا ہے ۔

(تشریح)

حروف	اعداد	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	میزان
ا	۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۱
ب	۲	۲	۴	۶	۸	۱۰	۱۲	۱۴	۱۶	۱۸	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰	۱۰۰	۱۲۰	۱۴۰	۱۶۰	۱۸۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰	۲
ج	۳	۳	۶	۹	۱۲	۱۵	۱۸	۲۱	۲۴	۲۷	۳۰	۶۰	۹۰	۱۲۰	۱۵۰	۱۸۰	۲۱۰	۲۴۰	۲۷۰	۳۰۰	۶۰۰	۹۰۰	۱۲۰۰	۳
د	۴	۴	۸	۱۲	۱۶	۲۰	۲۴	۲۸	۳۲	۳۶	۴۰	۸۰	۱۲۰	۱۶۰	۲۰۰	۲۴۰	۲۸۰	۳۲۰	۳۶۰	۴۰۰	۸۰۰	۱۲۰۰	۱۶۰۰	۴
ه	۵	۵	۱۰	۱۵	۲۰	۲۵	۳۰	۳۵	۴۰	۴۵	۵۰	۱۰۰	۱۵۰	۲۰۰	۲۵۰	۳۰۰	۳۵۰	۴۰۰	۴۵۰	۵۰۰	۱۰۰۰	۱۵۰۰	۲۰۰۰	۵
و	۶	۶	۱۲	۱۸	۲۴	۳۰	۳۶	۴۲	۴۸	۵۴	۶۰	۱۲۰	۱۸۰	۲۴۰	۳۰۰	۳۶۰	۴۲۰	۴۸۰	۵۴۰	۶۰۰	۱۲۰۰	۱۸۰۰	۲۴۰۰	۶
ز	۷	۷	۱۴	۲۱	۲۸	۳۵	۴۲	۴۹	۵۶	۶۳	۷۰	۱۴۰	۲۱۰	۲۸۰	۳۵۰	۴۲۰	۴۹۰	۵۶۰	۶۳۰	۷۰۰	۱۴۰۰	۲۱۰۰	۲۸۰۰	۷
ح	۸	۸	۱۶	۲۴	۳۲	۴۰	۴۸	۵۶	۶۴	۷۲	۸۰	۱۶۰	۲۴۰	۳۲۰	۴۰۰	۴۸۰	۵۶۰	۶۴۰	۷۲۰	۸۰۰	۱۶۰۰	۲۴۰۰	۳۲۰۰	۸
ط	۹	۹	۱۸	۲۷	۳۶	۴۵	۵۴	۶۳	۷۲	۸۱	۹۰	۱۸۰	۲۷۰	۳۶۰	۴۵۰	۵۴۰	۶۳۰	۷۲۰	۸۱۰	۹۰۰	۱۸۰۰	۲۷۰۰	۳۶۰۰	۹
ی	۱۰	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۱۰
ک	۲۰	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰	۱۰۰	۱۲۰	۱۴۰	۱۶۰	۱۸۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰	۱۰۰۰	۱۲۰۰	۱۴۰۰	۱۶۰۰	۱۸۰۰	۲۰۰۰	۴۰۰۰	۶۰۰۰	۸۰۰۰	۲۰
ل	۳۰	۳۰	۶۰	۹۰	۱۲۰	۱۵۰	۱۸۰	۲۱۰	۲۴۰	۲۷۰	۳۰۰	۶۰۰	۹۰۰	۱۲۰۰	۱۵۰۰	۱۸۰۰	۲۱۰۰	۲۴۰۰	۲۷۰۰	۳۰۰۰	۶۰۰۰	۹۰۰۰	۱۲۰۰۰	۳۰
م	۴۰	۴۰	۸۰	۱۲۰	۱۶۰	۲۰۰	۲۴۰	۲۸۰	۳۲۰	۳۶۰	۴۰۰	۸۰۰	۱۲۰۰	۱۶۰۰	۲۰۰۰	۲۴۰۰	۲۸۰۰	۳۲۰۰	۳۶۰۰	۴۰۰۰	۸۰۰۰	۱۲۰۰۰	۱۶۰۰۰	۴۰
ن	۵۰	۵۰	۱۰۰	۱۵۰	۲۰۰	۲۵۰	۳۰۰	۳۵۰	۴۰۰	۴۵۰	۵۰۰	۱۰۰۰	۱۵۰۰	۲۰۰۰	۲۵۰۰	۳۰۰۰	۳۵۰۰	۴۰۰۰	۴۵۰۰	۵۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۵۰۰۰	۲۰۰۰۰	۵۰
س	۶۰	۶۰	۱۲۰	۱۸۰	۲۴۰	۳۰۰	۳۶۰	۴۲۰	۴۸۰	۵۴۰	۶۰۰	۱۲۰۰	۱۸۰۰	۲۴۰۰	۳۰۰۰	۳۶۰۰	۴۲۰۰	۴۸۰۰	۵۴۰۰	۶۰۰۰	۱۲۰۰۰	۱۸۰۰۰	۲۴۰۰۰	۶۰
ع	۷۰	۷۰	۱۴۰	۲۱۰	۲۸۰	۳۵۰	۴۲۰	۴۹۰	۵۶۰	۶۳۰	۷۰۰	۱۴۰۰	۲۱۰۰	۲۸۰۰	۳۵۰۰	۴۲۰۰	۴۹۰۰	۵۶۰۰	۶۳۰۰	۷۰۰۰	۱۴۰۰۰	۲۱۰۰۰	۲۸۰۰۰	۷۰
ف	۸۰	۸۰	۱۶۰	۲۴۰	۳۲۰	۴۰۰	۴۸۰	۵۶۰	۶۴۰	۷۲۰	۸۰۰	۱۶۰۰	۲۴۰۰	۳۲۰۰	۴۰۰۰	۴۸۰۰	۵۶۰۰	۶۴۰۰	۷۲۰۰	۸۰۰۰	۱۶۰۰۰	۲۴۰۰۰	۳۲۰۰۰	۸۰
ص	۹۰	۹۰	۱۸۰	۲۷۰	۳۶۰	۴۵۰	۵۴۰	۶۳۰	۷۲۰	۸۱۰	۹۰۰	۱۸۰۰	۲۷۰۰	۳۶۰۰	۴۵۰۰	۵۴۰۰	۶۳۰۰	۷۲۰۰	۸۱۰۰	۹۰۰۰	۱۸۰۰۰	۲۷۰۰۰	۳۶۰۰۰	۹۰
ق	۱۰۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰۰	۶۰۰۰	۷۰۰۰	۸۰۰۰	۹۰۰۰	۱۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۳۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰
ر	۲۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰	۱۰۰۰	۱۲۰۰	۱۴۰۰	۱۶۰۰	۱۸۰۰	۲۰۰۰	۴۰۰۰	۶۰۰۰	۸۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۲۰۰۰	۱۴۰۰۰	۱۶۰۰۰	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۶۰۰۰۰	۸۰۰۰۰	۲۰۰
ش	۳۰۰	۳۰۰	۶۰۰	۹۰۰	۱۲۰۰	۱۵۰۰	۱۸۰۰	۲۱۰۰	۲۴۰۰	۲۷۰۰	۳۰۰۰	۶۰۰۰	۹۰۰۰	۱۲۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۸۰۰۰	۲۱۰۰۰	۲۴۰۰۰	۲۷۰۰۰	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰	۹۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰	۳۰۰
ت	۴۰۰	۴۰۰	۸۰۰	۱۲۰۰	۱۶۰۰	۲۰۰۰	۲۴۰۰	۲۸۰۰	۳۲۰۰	۳۶۰۰	۴۰۰۰	۸۰۰۰	۱۲۰۰۰	۱۶۰۰۰	۲۰۰۰۰	۲۴۰۰۰	۲۸۰۰۰	۳۲۰۰۰	۳۶۰۰۰	۴۰۰۰۰	۸۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰	۱۶۰۰۰۰	۴۰۰
میزان		۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	

تاریخ متذکرۂ بالا میں مورخ نے لفظ ملکی میں صرف ایک یا محسوب کی ہے یہ اسکا تسامح اور قواعد جمل سے ناواقفیت ہے۔

دوالف کے اعداد کو اس نے محسوب نہیں کیا ہے۔ یہ عمل درست ہے اس لئے کہ عدد الف کسرات پر تقسیم نہیں ہوتا اور قاعدۂ متذکرۂ بالا نے اس کی اجازت دی ہے کہ ایسے حروف کے عدد خواہ محسوب کریں یا نہ کریں مورخ کو اختیار ہے۔

ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ جب بسط تکسیر میں صرف کسرات سے کام لیا جاتا تو اون حروف کو داخل حساب نہ کرنا چاہیئے جن کے اعداد کی تقسیم کسرات پر نہیں ہوتی اور ایسا حرف صرف الف ہے۔ لائق مورخ نے جو عمل کیا ہے وہ درست ہے۔

(خ) بسط کی چوبیسویں قسم بسط تقوّی ہے۔ بقول صاحب معدن الجواہر اسکی تین قسم ہیں۔ (۱) ضرب باطن در باطن (۲) ضرب ظاہر در ظاہر۔ (۳) ضرب باطن در ظاہر۔ اب ہم قسم اول کی حقیقت عرض کرتے ہیں جس کو اہل جمل نے بسط تضارب باطن سے بھی موسوم کیا ہے۔ پس ہمارے سلسلۂ شمار صنائع بسط میں چوبیسوان نمبر اسیکا ہے۔ متقدمین محقّق نے قسم اول و دوم کا ذکر کیا ہے اور قسم سوم غالباً متاخرین کی ایجاد ہے۔

ایک حرف کے عدد کو اوسی عدد میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق دوسرے حرف یا حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب باطن۔ یا بسط تقوّی نمبر (۱) ہے۔ اصطلاح جمل میں باطن۔ عدد حرف کا نام ہے۔ اور ظاہر مرتبۂ حرف کو کہتے ہیں۔

صاحب معدن الجواہر نے مراتب حروف کو بلحاظ سلسلۂ حروف تہجی قائم کیا ہے یعنی ابجد آدم پر آپ نے سلسلۂ مراتب کو مبنی فرمایا ہے ہمکو اس سے اختلاف ہے ۔ ہماری رائے مین مراتب حروف کا نمبر سلسلۂ ابجد نوحی پر ہونا چاہیئے ۔

الحاصل صنعت ضرب باطن در باطن کے سمجھانے کے لئے لفظ حامد کو ہم پیش کرتے ہین جس کا بسط تقوی نمبر (۱) ہم کو مقصود ہے ۔

حرف اول (ح) کے عدد (۸) ہین جب ہم نے (۸) کو (۸) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۶۴) ہوا جس کا استنطاق ۔ د ۔ و ۔ ہے ۔

پھر (الف) کے عدد (۱) کو (۱) مین ضرب دیا تو وہی ایک حاصل قرار پایا جس کا حرف مستنطقہ وہی الف ہے ۔

پھر (میم) کے عدد (۴۰) کو (۴۰) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۱۶۰۰) ہوا جس کے استنطاق سے حروف خ ۔ ا ۔ حاصل ہوئے ۔

پھر (د) کے عدد (۴) کو (۴) مین ضرب دیا تو ۱۶ ہوئے جس کا استنطاق و ۔ ا ۔ ہے ۔

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ د ۔ و ۔ ا ۔ خ ۔ ا ۔ و ۔ ا کے اعداد کو جمع کیا تو اعداد ۶۱۹ حاصل ہوئے ۔ پس اس صنعت کی وجہ سے حامد کے اعداد جو ۵۳ تھے ۶۱۹ ہو گئے ۔

تاریخ ذیل کسی مورخ نے اسی صنعت مین لکھی ہے جو تمثیلاً پیش کی جاتی ہے ۔

بیاہ کر لائے مہارانی کو	شنبو پرشادہین قسمت کے دھنی
دانت اوس کے ہین مصفّا گوہر	لبِ جان بخش عقیقِ یمنی
جسم ہے حسن کے سانچہ مین ڈہلا	اور ٹپک پڑتی ہے نازک بدنی
مال و دولت کی ہے دیہی دُلہن	شان و شوکت سے ہو وہ مستغنی
ضرب باطن سے ہوا سال عیان	واہ وا آج بنے کی ہے بنی
	۱۸۵۶ع

(تشریح)

حروف	و	ا	ہ	و	ا	ا	ج	ب	ن
اعداد	۶	۱	۵	۶	۱	۱	۳	۲	۵۰
حاصل ضرب	۳۶	۱	۲۵	۳۶	۱	۱	۹	۴	۲۵۰۰
حروف مستنطقہ	و ج	ا	ہ ب	و ج	ا	ا	ط	د	ث ب
اعداد	۹	۱	۷	۹	۱	۱	۹	۴	۵۰۲

حروف	ی	ک	ی	ہ	ے	ب	ن	ی	
اعداد	۱۰	۲۰	۱۰	۵	۱۰	۲	۵۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۲۵	۱۰۰	۴	۲۵۰۰	۱۰۰	
حروف مستنطقہ	ق	ت	ق	ہ ب	ق	د	ث ب	ق	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۷	۱۰۰	۴	۵۰۲	۱۰۰	۱۸۵۶

(ف) بسط تقوّی کی دوسری قسم ۔ ضرب ظاہر در ظاہر ہے اور یہ بسط کی پچیسوین

قسم ہے۔ حروف مادّہ کے اعداد مرتبہ کو انہیں اعداد مین ضرب دینے کا نام ضرب ظاہر در ظاہر یا بسط تضارب ظاہر ہے۔ ہم بضمن تعریف صنعت ماضیہ بیان کر آئے ہین کہ اصطلاح جمل مین مرتبۂ حروف کو ظاہر کہتے ہین۔

صاحب ملخص تسلیم نے فرمایا ہے کہ درجہ حروف کو اوسی درجہ مین ضرب دینے کا نام بسط ظاہر در ظاہر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے مرتبہ کو درجہ کہا ہے۔ مدارج حروف احاد۔ عشرات۔ مآت۔ اور الوف کو کہتے ہین اور مراتب حروف سے ہر ایک درجہ کے حروف کا سلسلہ وار مرتبہ مراد ہے، نقشۂ ذیل مین ہم نے مراتب حروف کا اظہار نمبروار کیا ہے تاکہ اس صنعت کے سمجھنے مین آسانی ہو۔

درجہ احاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	نمبر مرتبہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	عدد درجہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
درجہ عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	نمبر مرتبہ	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
	عدد درجہ	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
درجہ مآت	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	نمبر مرتبہ	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
	عدد درجہ	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
درجہ الوف	حروف	غ								
	نمبر مرتبہ	۲۸								
	عدد درجہ	۱۰۰۰								

بعض اہل جمل نے اسی صنعت کو بسط ضرب مراتب کہا ہے۔
نقشۂ بالا کے خانہ ہاے مدارج کے ذیل مین مراتب کا جو نمبر ہر حرف کے ساتھ ہے اوسکی ضرب اوسی عدد مین دیجاتی ہے۔ مثلاً اگر ہم لفظ حامد مین یہ صنعت جاری کرنا چاہین تو ح کے نمبر مرتبۂ ۸ کو ۸ مین ضرب دین گے اور حاصل ضرب ۶۴ سے بروے استنطاق حروف د۔ و۔ حاصل کرین گے۔
پھر الف کے عدد مرتبۂ (۱) کو (۱) مین ضرب دیکر حاصل ضرب (۱) سے الف حاصل کرین گے۔
اسی طرح م کے نمبر مرتبۂ ۱۳ کو ۱۳ مین ضرب دینے سے اعداد ۱۶۹ حاصل ہون گے جن سے حروف مستنطقہ ط و ا لئے جائین گے۔
علی ہذا د کے عدد مرتبہ ۴ کو ۴ مین ضرب دیکر حاصل ضرب ۱۶ سے حروف و ا۔ کا استنطاق کرین گے۔
بالآخر حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ ط۔ ا۔ و۔ ا۔ کے اعداد مجموعی ۲۸۔ لفظ حامد کے اعداد قرار پائین گے۔
ہماری راے مین اس صنعت کا تعلق جمل سے نہین ہے بلکہ من وجہ اسکو بذیل جمل بیان کیا گیا ہے تاکہ صنعت بسط کے اقسام مروّجہ مکمّل ہون۔
کسی طبّاع موّرخ نے تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی ہے جس کو ہم تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

ہوئے گہائل رضا خان ایک دم مین	نمارا دم کبھی حق کی رضا مین
اوسی دم چلدئے ملکِ فنا سے	ہوئے ممتاز اقلیم بقا مین

شہید خنجر ظالم ہین مظلوم	ملی خلد برین اس کی جزا مین
ہوا سال شہادت ضرب ظاہر	چلو قربان ہوئے راہ خدا مین

(تشریح)

حروف	ج	س	ہ	ق	ا	ل	—	ن	ہ	و	ا
نمبر مراتب	۳	۱۲	۶	۱۹	۲۰	۲	۱	۱۴	۶	۵	۱۰
حاصل ضرب	۹	۱۴۴	۳۶	۳۶۱	۴۰۰	۴	۱	۱۹۶	۳۶	۲۵	۱۰۰
استنطاق	ح	ر ا	ز ح	ا ج	ت	د	—	ا ح	ز ج	ہ ا	ق
اعداد	۹	۹	۹	۱۰	۴۰۰	۴	۱	۱۶	۹	۷	۱۰۰

حروف	ا	ا	—	ہ	خ	د	—	ر	ا	ن
نمبر مراتب	۱۰	۲۰	۱	۵	۲۴	۴	۱	۱۳	۱۰	۱۴
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱	۲۵	۵۷۶	۱۶	۱	۱۶۹	۱۰۰	۱۹۶
استنطاق	ی	ک	—	ہ ا	ز ہ	ا	—	ا ح	ق	ا ح
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱	۷	۱۸	۷	۱	۱۶	۱۰۰	۱۲۴۰

میزان

(ض) ضمنت بسط کی چھبیسوین قسم اور بسط مقوّی کی تیسری قسم بسط تضارب باطن در ظاہر ہے جس سے عدد حرف کو نمبر مرتبہ حرف مین ضرب دینا مقصود ہے بعض متاخرین نے اپنی روشن خیالی سے یہ تیسری قسم پیدا کی ہے جس کا ذکر متقدمین نے

نہین کیا۔ البتہ صاحب معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔
صاحب ملخص تسلیم نے اس کی تعریف مین یہی مرتبہ کو درجہ سے تعبیر کیا ہے۔
اور ہماری راے مین یہ صرف تسامح ہے۔

حاصل یہ ہے کہ عدد حرف کو نمبر مرتبہ مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ استنطاق حرف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب ظاہر در باطن یا باطن در ظاہر ہے۔

مثلاً لفظ حامد سے ح کو لو جس کا عدد ۸ ہے اور نمبر مرتبہ بھی ۸ ہے پس ۸ کو ۸ مین ضرب دو۔ حاصل ضرب ۶۴ سے حروف د۔ و۔ کا استنطاق کرو۔

پھر الف کو لو جس کا عدد ایک ہے اور نمبر مرتبہ بھی (۱)۔ اور حاصل ضرب بھی (۱) پس اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پھر م کو لو جس کا عدد ۴۰ ہے اور نمبر مرتبہ ۱۳۔ پس ۴۰ کو ۱۳ مین ضرب دینے سے حاصل ضرب ۵۲۰ ہوا اور اسکا استنطاق۔ ک ہ۔

پھر د کو لو جس کا عدد ۴ ہے اور نمبر مرتبہ بھی ۴ ہے۔ پس ۴ کو ۴ مین ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے اور اس کا استنطاق سے حروف و ا۔ ہاتہ آئے۔

اب کل حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ ک۔ ہ۔ و۔ ا۔ سے اعداد مجموعی ۴۳ حاصل ہوئے اور یہی اعداد لفظ حامد کے داخل حساب تاریخ ہونگے رند ناکپوری نے اسی صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے جس کو ہم ذیل مین

ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

اُدہر دل لگی مین اشارہ ہوا	اِدہر آنکہہ مین تیرگی چہا گئی
ارے ہاتہ لگنا بہانہ ہوا	فریسون کی یان عقل چکرا گئی
سدہاری وہ دنیا سی اک آن مین	کسینے کہا کچہہ نہ کچہہ کہا گئی
کہلا کچہہ نہ اسکی حقیقت کا راز	غرض اپنے عاشق کو پٹوا گئی
جو کی فکر تاریخ ۔ ظاہر کے ساتہ	ہوئی ضرب باطن قضا آگئی ۱۹۹۵ اسمت

(تشریح)

حروف	ق	ض	ا	ا	گ	ی	ی
عدد حروف	۱۰۰	۸۰۰	۱	۱	۲۰	۱۰	۱۰
نمبر مراتب	۱۹	۲۶	۱	۱	۱۱	۱۰	۱۰
حاصل ضرب	۱۹۰۰	۲۰۸۰۰	۱	۱	۲۲۰	۱۰۰	۱۰۰
استنطاق	ظ - ا	ض ک	ا	ا	ک ب	ق	ق
اعداد	۹۰۱	۸۲۰	۱	۱	۲۲	۱۰۰	۱۹۴۵

(ظ) ضنعت بسط کی ستائیسوین قسم (بسط تمازج) ہے ۔ صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر نہایت اجمال کے ساتہ فرمایا ہے ۔ آپ فرماتے ہین کہ طالب کے حروف کو مطلوب کے حروف کے ساتہ امتزاج دینے کا نام بسط تمازج ہے ۔ ہم کہتے ہین کہ صرف اس قدر تعریف سے واضع کا مقصد مشتاقان فن کی سمجہہ مین نہین آسکتا یہ ضنعت دراصل دو حروف یا دو الفاظ یا دو نام یا دو فقرون یا دو مصرعون یا دو اشعار مین ہوسکتی ہے بشرطیکہ دونون کے حروف تعداداً مساوی ہون

ایک کا نام طالب ہوگا اور دوسرے کا نام مطلوب ۔

پس ہم کو چاہیئے کہ طالب کے پہلے حرف کے عدد کو مطلوب کے پہلے حرف کے عدد کے ساتھ بقاعدۂ ترتیب مقطّعات جمع کرین اور آخر پر اون اعداد مجموعہ کی میزان دیدین تو حاصل جمع سنۂ مطلوب ہوگا ۔

مثلاً ہم چاہتے ہین کہ ایک شادی کی تاریخ اس صنعت مین لکھین دولہا کا نام حامد ہے اسی کو اصطلاح جمل مین طالب کہین گے اور دلہن کا نام ہندہ جس کا اصطلاحی اسم مطلوب ہے ۔ پس طالب کے حرف اول ح کے ۸ عدد کو مطلوب کے حرف اول ہ کے ۵ عدد کے ساتھ ہم نے بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کیا تو ۵۸ ہوئے اسی طرح ہم ہر ایک حرف طالب و مطلوب کی نسبت عمل کرین گے اور میزان کل سے سنۂ مطلوب حاصل ہوگا ۔ ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس مین حامد و ہندہ کا تمازج ہے ۔

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمازج اعداد بترتیب مقطّعات
ح	۸	ہ	۵	۵۸
ا	۱	ن	۵۰	۵۰۱
م	۴۰	د	۴	۴۴۰
د	۴	ہ	۵	۵۴
میزان کل یعنی سنۂ مطلوب				۱۰۵۳

خانہ ۵ کے اعداد کا مجموعہ (۱۰۵۳) سنۂ مطلوب ہے جو صنعت بسط تمازج سے حاصل ہوا ۔

تاریخ ذیل جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

ہمارے دوست دیبی داس یکتا		ہوئے جس دم گجابائی سے منسوب
صفا سے کہدیا اہل جمل نے		ہیں راجہ طالب اور رانی ہیں مطلوب
بحسن صنعت بسط تمازج	۱۹۱۱	کہا سمّت کا سنہ بندہ نے کیا خوب

(تشریح)

حروف واعداد طالب		حروف واعداد مطلوب		تمازج اعداد بترتیب مقطّعات
د	۴	گ	۲۰	۲ ۰ ۴
ی	۱۰	ج	۳	۳ ۱ ۰
ب	۲	ا	۱	۱ ۲
ی	۱۰	ب	۲	۲ ۱ ۰
د	۴	ا	۱	۱ ۴
ا	۱	ی	۱۰	۱ ۰ ۱
س	۶۰	ی	۱۰	۱ ۰ ۶ ۰
میزان کل				۱ ۱ ۹ ۱ سمّت

(غ) بسط کی اٹھائیسویں قسم (بسط مداخل اربعہ) ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے بحوالہ مطلع العلوم ومجمع الفنون اس کا ذکر کیا ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کو لکھا ہے۔

اس صنعت کا طریقۂ عمل یہ ہے کہ مادّۂ تاریخ کے ہر ایک لفظ میں ادغامی عمل کریں۔ اس خاص غرض سے صاحبان جمل نے اعداد حروف کے چار قسم

قرار دیئے ہین ۔ (۱) کبیر (۲) وسیط (۳) صغیر (۴) اصغر

(۱) عدد کبیر وہ عدد ہے جو حروف لفظ سے بقاعدۂ جمل حاصل ہو ۔

(۲) وسیط وہ عدد ہے جو کبیر کے ایک مرتبۂ احاد کو دوسرے مرتبۂ عشرات مین ادغام کرنے کے بعد باقی رہ جائے ۔

(۳) صغیر وہ عدد ہے کہ وسیط سے بھی اس کا ایک مرتبہ بوجہ ادغام گھٹ جائے

(۴) اصغر وہ عدد ہے جو اوسی ادغام کے باعث وسیط سے بھی کم مرتبہ ہو

پس ان ہر چہار درجون مین بقاعدۂ استنطاق حروف کو پیدا کرنا چاہیئے اور آخر پر اس مجموعۂ حروف سے اعداد جمل حاصل کرنا چاہیئے ۔

واضح ہو کہ اگر اعداد لفظ مطلوب کے مراتب چار یعنی آحاد و عشرات و مآت و الوف یا اس سے زائد ہون تو ۳ بار کے بعد دیگرے عمل ادغام ہو سکے گا ۔ اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف ۳ ہون یعنی آحاد و عشرات و مآت تو عمل ادغام کبھی صرف دو بار ہوگا ۔ اسیطرح اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف دو ہون یعنی آحاد و عشرات تو اون مین عمل ادغام کبھی صرف ایک دفعہ ہوگا ۔ لیکن کل حالتون مین یہ صنعت بسط مداخل اربعہ سے موسوم ہوگی اس لئے کہ بشرط گنجایش چار درجہ تک اس مین استنطاق کا عمل کیا جاتا ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس صنعت کے قاعدہ کو تو بیان فرما دیا ہے لیکن غالباً خود اس کو سمجھا نہین یہی وجہ ہے کہ تمثیل کے عمل مین غلطی کی ہے اور صاحب معدن الجواہر نے مؤلف موصوف کے بیان کی نقل فرما دی ہے ۔

اب ہم مشتاقان فن جمل کے سمجھانے کے لئے ۳ نظیرین پیش کرتے ہین

(۱) لفظ وزیراعظم جس کے اعداد مجموعی ۱۲۳۴ ہین۔ (۲) لفظ معدلت جس کے اعداد ۵۴۴ ہین اور (۳) لفظ حامد جس کے اعداد ۵۳ ہین

(تمثیل اول) وزیراعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کا نام عدد کبیر ہے۔

ہم نے بقاعدۂ بالا اس عدد کا استنطاق کیا تو حروف د ج ب ا حاصل ہوئے پھر ہم نے ۱۲۳۴ مین مرتبۂ آحاد کے عدد ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۲۷ ہوگئے یہ عدد وسیط ہے جس سے بقاعدۂ استنطاق ز ب ا حاصل کیا۔ پھر ۱۲۷ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۹ ہوے اور یہ عدد صغیر ہے جس سے حروف مستنطقہ ط۔ ا حاصل کئے۔ پھر ۱۹ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۰ ہوگئے اور یہ عدد اصغر ہے اور اس کا استنطاق کیا تو ی حاصل ہوئی۔ پس لفظ وزیراعظم کے بسط مداخل اربعہ سے حروف د ج ب ا ز ب ا ط ا ی ۔ حاصل ہوئے جن کے اعداد کا مجموعہ ۱۲۰۴ ہے اور یہی عدد شامل حساب مادۂ تاریخ ہوگا۔

(تمثیل دوم) لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ ہین اور یہ عدد کبیر ہے۔ اب ہم نے اس کا استنطاق کیا تو حروف د د ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے آحاد کے ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۵۸ ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس سے حروف مستنطقہ ح ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے ۵۸ کے آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۳ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس کے حروف مستنطقہ ج ا ہین۔ (واضح ہو کہ لفظ معدلت کے اعداد مرتبہ مآت سے زائد نہین ہین) اس کا عدد اصغر ۴ ہے اور حرف د۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو د د ہ ح

ہ ج ا د حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۳۴ ہین ۔ اور یہی اعداد شامل حساب مادّۂ تاریخ ہون گے ۔

(تمثیل سوم) لفظ حامد کا عدد کبیر ۵۳ ہے اور اس کے حروف مستنطقہ ح ہ ۔ جب ہم نے ۵۳ کے آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو (۸) حاصل ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس کا حرف مستنطقہ ح ہے ۔ بدین وجہ کہ لفظ حامد کے اعداد مراتب عشرات سے زیادہ نہ تھے لہذا ان سے عدد صغیر و اصغر حاصل نہ ہوسکا ۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ح ہ ح کے مجموعی اعداد ۱۶ ہوئے اور یہی داخل حساب مادّۂ تاریخ ہون گے ۔

اس صنعت سے یہ حاصل ہوا کہ وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کے عوض مادّۂ تاریخ مین صرف ۴۰ محسوب ہوئے ۔ اور اسی طرح لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ کی جگہ بوجہ صنعت صرف بقدر ۳۴ داخل حساب مادّۂ تاریخ ہوئے اور لفظ حامد کے ۵۴ عدد کے عوض حساب مادّہ مین بوجہ صنعت صرف ۱۶ رہ گئے

افسوس ہے کہ مطلع العلوم کا کوئی نسخہ ہم کو نہ ملا ورنہ ہم اوس سے معلوم کرتے کہ اس صنعت کی تعریف اوس نے کس طریقہ پر کی ہے ۔

ہم اس موقعہ پر صاحب ملخص تسلیم کی عبارت کو لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہین تاکہ اگر ہم سے عمداً کچھ غلطی ہوئی ہو تو ذی علم افراد اوس کی تصحیح فرما سکین ہمنے انکی عبارت پر جدولی علامت کی ہے اور جا بجا فارسی زبان مین اوسپر جرح بھی ۔

آپ فرماتے ہین کہ ہر لفظ یا عبارتے را کہ خواہند بحساب ابجد عدد بر آرند واز عدد حروف حاصل کنند ۔ وعدد حروف بر چہار گونہ است کبیر ۔

وسیط ـ صغیر ـ اصغر ـ کبیر آن که عدد اصلی الفاظ یا عبارت باشد هر قدر که بود وعدد وسیط آن ست که یک مرتبه آن را از طرف آحاد کم کنند ـ وعدد صغیر آن ست که از وسیط یک مرتبه کم کنند ـ وعدد اصغر آن ست که از ان هم یک مرتبه کم کنند ـ مثلا لفظ سعید ـ یک صد وچهل وچهار عدد ست حروف آن دم ق ـ این کبیر باشد و درین عدد سه مرتبه واقع شده یکے آحاد که چار ست و دوم مرتبهٔ عشرات که چهل ست ـ وسوم مرتبه مآت که صد ست ـ چون این عدد را وسیط کنیم یک مرتبهٔ آحاد را در مرتبهٔ عشرات ادغام نمائیم بدین صورت یک صد وهشت شد ـ بنده گوید که هجده شد یا بر مرتبهٔ آحاد اگر صفر را باقی داریم یک صد وهشتاد شد وحروف آن (ح ق) وچون خواهیم که این را صغیر کنیم صفر را که حافظ مرتبهٔ عشرات ست در آحاد که هشت ست ادغام نمودیم هجده شد بنده عرض مے کنم که صفر را در هشت ادغام باید کرد نه هشت را در صفر بایں حال هجده چه طور شد همان یک صد وهشتاد ماند وهجده در آنصورت باشد که حافظ مرتبه را محو کنیم برخلاف عمل ادغام اوّل بدین صورت حروف آن ح ی ـ وچون خواهیم که این را اصغر کنیم آحاد را در عشرات ادغام نمودیم پس نه شد بدین صورت (۹) وحرف آن ط ـ بنده گوید که در ادغام اوّل صفر را به حفاظت مرتبه قائم داشتن و در ادغامات ما بعد برخلاف آن مراتب را کم کردن چه معنی دارد پس مجموع حروف که از بسط مداخل اربعهٔ لفظ سعید حاصل شد این ست د م ق ح ق ه ق ه ی ط انتهی کلامه من میگویم که نه چنین باشد بلکه د م ق ح ق ح ی ط باشد ـ بر اصول مصنف مذکور

واضح ہو کہ استنطاقِ حروف مین جو اختلاف کہ ہم کو صاحب ملخص تسلیم اور صاحب معدن الجواہر کے سا تہ ہے اوسکو ہم نے گزشتہ حصہ مین بضمن صنعت (الف) بیان کر دیا ہے۔ لائق مؤلف کی فارسی عبارت مذکورۂ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سمجھ کر نہین لکہا ہے۔ پس جو کچہہ ہم نے سمجھا ہے وہ اوپر عرض کر چکے ہین اور بطور تمثیل ایک لطیف تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو ہماری طبعزاد ہے۔

از چار طاق یافت بنا خانۂ خدا	کاندر دکن بمسجد عالی ملقّب ست
تاریخ از مداخل اربع شود عیان	گر حاصلش بصنع تناصف مرتّب ست

اس تاریخ مین دو صنعتون سے کام لیا گیا ہے (۱) صنعت مداخل اربعہ۔ (۲) صنعت تناصفِ مرتّب۔ اور بدین لحاظ اس کو مجمع الصّنائع بہی کہہ سکتے ہین

واضح ہو کہ مسجد عالی کے اعداد مجموعی ۲۱۸ ہین جن کے حروف مستنطقہ (ح ا ب) ہین۔

جب آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۲۹ ہوئے جس سے بقاعدۂ استنطاق حروف (ط ب) حاصل ہوئے۔

پہر ۹ کو ۲ مین ادغام کیا تو ۱۱ ہوئے جس کے حروف مستنطقہ (ا-ا) ہین۔

پہر ا کو ا مین ادغام کیا تو ۲ ہو گئے جس کا حرف بقاعدۂ مذکور (ب) ہے

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ (ح-ا-ب-ط-ب-ا-ا-ب) کے اعداد کو جمع کیا تو (۲۶) ہوئے اور یہی صنعت مداخل اربعہ کا حاصل ہے۔ پہر اسکی تضعیف بقاعدہ ترتیب کی تو ۱۳۲۶ ہوئے اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

بحمد اللہ صنائع تاریخ کا بیان ختم ہوچکا۔ عجب اتفاق کی بات ہے کہ جس طرح ابجد کے ۲۸ حرف ہین۔ اسی طرح بسط کی ۲۸ صنعت ہین جن کی تعریف ہم نے حصۂ گزشتہ مین عرض کی

دوسری فصل ترقیم کے متعلق

عجم اور ہند کا طریقہ | جمل کی غایت دوم ترقیم ہے یعنی حروف کا کام اعداد سے لینا اور یہ تاریخ کا عکس ہے۔ اس لئے کہ تاریخ مین اعداد کا کام حروف سے لیتے ہین اور ترقیم مین حروف کا کام اعداد سے۔ سنسکرت نے اس سے بہت کچھ کام لیا ہے اور اس خاص مقصد کے لئے اعداد حروف کے سوا اون کے پاس الفاظ خاص کے بھی اعداد ہین یعنی متعدد الفاظ ایسے ہین جن کا عدد صرف (۱) ہے اسی طرح بہت سے الفاظ خاص کا عدد صرف ۲ ہے۔ یہی سلسلہ (۱۰) تک چلا گیا ہے۔ عربون نے زمانۂ سلف مین اس طریقہ کو جاری رکھا ہو لیکن فی زماننا اس کا رواج خال خال ہے۔ عجم مین بھی اس کا رواج بہت کم ہے ایک قدیم شعر فارسی سے جس کو عوام نے شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے منسوب کیا ہے صرف اس قدر پتا چلتا ہے کہ عجم مین بزمانۂ سابق اس کا عمل تھا۔ یہی کیفیت ہندوستان کی ہے۔ ہم نے اپنی اوائل عمر مین تو ہندسون مین مراسلت ہوتی ہوئی دیکھی ہے لیکن اب یہ طرز قریب قریب متروک ہے۔ اور اسکا یادگار کسی قدر زبان سنسکرت مین باقی رہگیا ہے۔ اور کچھ عجب نہین کہ اختصار و اخفا ہی کے لئے واضع جمل نے اس کو وضع کیا ہو۔

برہمنون کے ایک پنڈت جی (جگت پرشاد دیا بھوشن ترکہ سرمنی) نے

ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین متعدد تصانیف اسی طریقہ پر ہندسون مین ہین اور بہ نسبت حروف کے بہت اختصار کے ساتہ کام لیا گیا ہے متعدد حروف کے ایک لفظ کے لئے جب کہ ایک خاص عدد ہے تو عرض مطلب مین نہایت اختصار کے ساتہ کام لیا جاتا ہے۔ اور عام نگاہون سے ایک حد تک اخفا بہی ملحوظ رکہا گیا ہے آپ ہی کا قول ہے کہ بزرگون کے قیمتی نصائح اور بعض خاص فنون کی کتابین صرف ہندسون مین لکہی گئی ہین۔ (انتہی)

سر دست ہندوستان مین اس طریقۂ کتابت کی بو باس اوسی شعر سعدی رح کی بدولت رہ گئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا جس کے ذریعہ سے کتابت بذریعۂ اعداد مین ایک خاص خوبی یہ پیدا ہوئی ہے کہ ہر حرف کے ہندسہ کے بعد خط فاصل کی ضرورت باقی نہین رہی۔ اور وہ شعر یہ ہے (۵) احد بخط نرسد لیک میرسد عشرات ؛ مآت بگزرد از خط الوف کج سوِ راست ؛

یعنی ہر ایک سطر کی جگہ ایک خط جدولی کہینچا جاتا ہے اور اس خط پر ہندسون مین عرض مطلب ہوتا ہے۔ آحاد یعنی اکائیان تو خط سے کسی قدر بلند رہتی ہین۔ اور عشرات یعنی دہائیان خط سے ملجاتی ہین۔ اور مآت یعنی سیکڑے خط سے گزر جاتے ہین۔ اور الف یعنی ہزار خط سے متجاوز ہو کر سیدہی جانب مائل ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے جگہ بہت کم صرف ہوتی ہے اس لئے کہ عشرات اور مآت اور الوف مین صفر حذف کر دیئے جاتے ہین ۔ اور ایک عدد سے دوسرے عدد کے درمیان کسی حدّ فاصل کی ضرورت نہین ہوتی ہم نے ذیل مین الفاظ غرائب الجمل کو جو اس کتاب کا نام ہے اسی طریقہ پر لکہا ہے تاکہ ناظرین کو مثال کا

کام دیوے (ا ۲ ۱ ۱ ۲ ۱ ۳ ۴ ۳ ۳) بعض طبّا عان ہند نے اسی مقصد کو ایک دوسرے طریقہ پر حاصل کیا ہے یعنی وہ اعداد مطلوب کو بدون جدول مسلسل لکھتے ہین اور عشرات و مآت و الوف مین صفر کو ترک کرکے زیر و زبر اور پیش سے کام لیتے ہین یعنی ہندسۂ آحاد تو بحال خود رہتا ہے لیکن عشرات پر بترک صفر ایک اشارہ زبر کا لکھدیا جاتا ہے۔ اسی طرح مآت پر اشارہ زیر کا اور الف پر اُلٹا پیش۔ ملاحظہ ہو تمثیل ذیل جس مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ اُ ۲ ا ۲ ۱ ۲ ۳ ۴ ۳ ۴ ۔ ہماری رائے مین طریقۂ اوّل الذکر اس سے بہتر اور آسان ہے اس لئے کہ اُس مین اعراب مفروضہ کی پابندی نہین ہے۔

بعض نے عشرات کے نیچے ایک صفر۔ اور مآت کے نیچے اور اوپر دو صفر اور الف کے نیچے اور اوپر اور سیدہی جانب تین صفر لکھنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ اس طریقہ مین گویا عشرات و مآت و الف کی اصلی صفر قائم رکھی گئی ہین مگر اون کے اصلی مقام کو بدلا گیا ہے تاکہ جگہ کم صرف ہو اور ناواقفین قاعدہ کو دھوکا ہو۔ تمثیل ذیل مین ہم نے غرائب الجمل کو اسی قاعدہ پر لکھا ہے۔ ۱۰ اُ ۲ ا ۱ ۲ ۳ ۴ ۳ ۔ ہماری رائے مین اس طریقہ مین بھی صفرون کا گورکھ دھندا ہے۔ طریقۂ اوّل الذکر ہی اس سے افضل ہے۔

ہم کو بہت افسوس ہے کہ اِن ہر دو طریقہ ہائے مابعد الذکر کی نسبت بھی ہمکو یہ نہ معلوم ہوسکا کہ اِن کا موجد کون ہے۔ بعض قدماء کا قول ہے کہ طریقۂ دوم امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ اس قول کی تصدیق قابل وثوق ذرائع سے نہ ہوسکی۔

طریقہ آخر الذکر کی نسبت تو کچھ بھی پتا نہین چلا۔

سنسکرت کا عمل سنسکرت کے ایک عالم نے کہا کہ ہم معمولی طور پر اعداد حروف کے ذریعہ سے جو مخفی تحریرات کرتے ہین اون مین آحاد کے سیدھی جانب ایک صفر دیتے ہین اور عشرات کو دو صفر نیچے اوپر۔ اور مآت کو بھی ایک صفر مگر دائین جانب اور آلف کو بدون صفر لکھتے ہین یہ ایک استاد کی ایجاد ہے جو پانچہزار برس قبل گزرا ہے اور اہل تاریخ نے زبان سنسکرت مین اس کی صراحت کی ہے۔ افسوس ہے کہ وہ نہ کتاب کا نام بتا سکے اور نہ موجد کا نام۔ ہم نے ذیل مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ سے بطور تمثیل لکھا ہے ۲۱۰۰۱ ؛ ۲۰۱۰ ؛ ۳۰۰ ؛ ۳۰۰ ۔ انہین بزرگ نے کہا کہ سنسکرت مین ہزار کے بعد لاکھ کا عدد ایک خاص حرف کے لئے معیّن ہے۔ اور کروڑ کے لئے بھی ایک خاص حرف ہے اور یہ سلسلہ ختم حروف تہجّی تک بڑھتا چلا گیا ہے (جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی فصل اول مین بضمن حروف جمل بیان کیا ہے) پس لاکھ کے لئے ہندسہ کے ذیل مین ایک زیر کی علامت لکھی جاتی ہے۔ اور کروڑ کے لئے زبر۔ اور اس سے بلند درجہ کے لئے زیر و زبر کے ساتھ پھر صفر دیا جاتا ہے۔ اور اس کا تفصیلی بیان سنسکرت کے متعدّد کتب مین ہے۔

ہماری اس قدر تحقیق سے یہ بات تو متحقّق ہو چکی کہ فنّ جمل زبان سنسکرت مین بہ نسبت زبان عربی کے زیادہ وسعت کے ساتھ ہے۔ اور غایت جمل یعنی تاریخ و ترقیم دونون کے پاس متّحد ہے۔

پنڈت وٹھلاچاری نے جو علم سنسکرت کے ایک بڑے عالم ہین ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین بعض کتابین ایسی ہین جن کی کتابت اسی طریقۂ ترقیم مین ہے

لیکن ترقیم مین آحاد وعشرات ومآت والوف کے لئے کونسا خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے اوس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اسی وجہ سے اون کے مطالب کو مالا ینحل سمجھا گیا ہے اِن کی نسبت صرف یہ عقدہ چلا آتا ہے کہ یہ کتب علوم روحانیہ سے متعلق ہین۔ بعض پرانے کتب خانون اور خاص خاص خاندانون مین ان کے کچھہ کچھہ اوراق ہین اور اکثر تاڑ کے پتّون پر نہرنی سے کندہ ہین اور بطور تبرّک پوجا مین رکھے جاتے ہین اور ہم کہتے ہین کہ یہ ساری تباہی کہ جس کی وجہ سے علمی ذخیرے پوجا کے تبرّکات بن چکے ہین ہماری غفلتون کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کتاب کے ذریعہ سے اس فن کی اس قدر خدمت نہ کرتے تو آیندہ صدی تک فن جمل کے بہت سے مطالب صفحۂ روزگار سے غالباً مٹ جاتے۔ من اللہ التّوفیق۔

ہم نے طریقۂ ترقیم کو ایک خاص فصل مین صرف تکمیل مطالب کتاب کے لئے لکھدیا۔ آج کل تاریخ کا رواج بہ نسبت ترقیم کے زیادہ ہے۔ الحمدللہ ہماری کتاب ختم ہوچکی۔ اب ہم خاتمہ کا آغاز کرتے ہین۔

خاتمۂ کتاب

خاتمہ کا پہلا حصّہ تاریخ سنین کے بیان مین

بیان عام

ہندوستان مین بلحاظ اقوام مختلف جو سنین رائج ہین قریب قریب اون تمام سنین مین تاریخین لکھی جاتی ہین اور ممکن ہے کہ دوسرے ممالک اور اقالیم مین خاص

سنین کا رواج ہو۔ بنا ٔ علیہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ہم اس خاتمہ مین اون سنین مختلفہ کی مختصر سی تاریخ ہدیۂ ناظرین کرین۔ اسی موقع پر یہ بات قابل بیان ہے کہ مورّخ کو مادۂ تاریخ کے بیان کرنے کے قبل خواہ وہ منظوم ہو یا منثور اس امر کا ظاہر کر دینا بہت ضروری ہے کہ ہمارا یہ مادّہ فلان سنہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ مادّۂ تاریخ کے اعداد کا مجموعہ بھی ایک حد تک سنہ کی خبر دیتا ہے لیکن زمانے کے گزر جانے کے بعد مجموعۂ اعداد سے اسکی اطلاع ناظرین کو صحّت کے ساتھ ملنا بغیر صراحت کے سخت دشوار ہے۔ فرض کرو کہ ایک مادّۂ تاریخ ہمارے روبرو ہے جس سے (۹۰۰) عدد حاصل ہوتے ہین تو ہم اس بات پر یقین نہین کر سکتے کہ یہ سنہ ۹۰۰ سنہ ہجری ہے یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ اگرچہ ہمکو نفس واقعہ کی مطابقت کسی تاریخی کتاب یا اور کسی ذریعہ سے ہونے کے بعد ہم اوس مطابقت کے ذریعہ سے اوس مادّہ کی نسبت یہ علم حاصل کر سکتے ہین کہ یہ سنہ ہجری یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ ہے۔ لیکن اس دردسری کا متحمّل ہر شخص نہین ہو سکتا۔ پس ہر مورخ کے لئے مناسب یہی ہے کہ اپنے مادّۂ تاریخ کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت کر دیا کرے کہ اس مادّہ سے فلان سنہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض اہل جمل کی یہ رائے ہے کہ مادّۂ تاریخ سنہ ہجری کے لئے اس صراحت کی ضرورت نہین ہے۔ متقدمین چون کہ اکثر سنہ ہجری ہی مین تاریخ لکھنے کے پابند رہے ہین لہذا اونہون نے اپنے قطعات تاریخ مین اس صراحت کی پابندی نہین کی ہے۔ اور متاخرین سے جن محتاط مورّخین نے غیر ہجری

سنہ مین تاریخ لکھی ہے اونہون نے صراحت کو لازم گردانا ہے۔ بہرحال ہماری راے مین صراحت اولےٰ ہے۔

ذیل مین ہم نے جن سنین کا ذکر کیا ہے اون کی صحّت مطابقت کے لئے افسوس ہے کہ ہمارے پاس کوئی تقویمی ذخیرہ نہ تھا بنا ءً علیہ ہم نے صرف حسابی عمل سے کام لیا ہے اور حتی الوسع کبیسہ کے فرق کو وضع کرتے گئے ہین لیکن باوجود اس کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معزز ناظرین ہمکو معاف فرمائین جس قدر سنین کا ذکر ذیل مین ہوا ہے اون سے بعض سنین ایسے بھی ہین جنکا رواج ہند مین بہت کم ہے یا مطلق نہین ہے ہم نے اون کو ترک کر دینے سے زیادہ مناسب سمجھا کہ اجمالاً اون کا بھی ذکر کر دین تاکہ طبّاع مورّخین کو اپنی کسی تاریخ کے مرصّع کرنے مین اس خاتمہ سے مدد ملے۔

(۱) سنۂ آدمی

سنہ آدمی سے ابتداے آفرینش آدم علیہ السلام کا سنہ مراد ہے۔ صاحب غیاث اللغات نے بحساب شمسی سنہ ۱۷۱۰ کو ۱۱۴۲ ہجری کا مطابق قرار دیا ہے پس اسی حساب سے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کے آخر پر بعد وضع تفاوت ہلالی و شمسی سنہ آدمی ۲۵۱۷ ہونا چاہیئے۔

بادی النظر مین ناظرین کتاب خیال فرمائین گے کہ ہند کو اس سنہ سے کیا غرض اس لئے کہ کسی قوم مین یہ سنہ رائج نہین ہے۔ لیکن جب صنعت ترصیع مین تاریخ لکھی جائے تو اور سنین کے ساتھ سنۂ آدمی پیدا کرنا بھی خوبی سے خالی نہین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا ذکر کر دیا۔ یا فرض کرو

کسی ایسے مادّۂ تاریخ سے جو سنین مروّجہ مین سے کسی ایک سنہ مین لکھا گیا ہے صنائع کے ذریعہ سے سنہ آدمی بھی حاصل ہوا تو بے شک اوس تاریخ کی منزلت دوبالا ہوسکتی ہے ۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ ایسے کثیرالاعداد سنہ مین مادۂ تاریخ حاصل ہونا مشکل ہے صنائع تاریخ کا میدان بہت وسیع ہے ۔ ایک روشن خیال مورّخ بہت کچھ کرسکتا ہے ۔

(۲) سنۂ براہیمی

سنۂ براہیمی وہ سنہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کی نبوّت سے قائم ہوا ہے ۔ صاحب غیاث اللغات نے اس کو ۴۲۱۲ ہجری کا مقابل ۴۲۱۰ براہیمی قرار دیا ہے ۔ اور یہ شمسی حساب سے ہے ۔ پس کسرات دہ روزہ کے وضع کرنے کے بعد ۱۳۲۵ ہجری مین یہ ۴۲۹۱ قائم ہوتا ہے ۔

برہمنون کی تقاریب مین اگر سنۂ مروّجہ کی تاریخ کے ساتھ سنۂ براہیمی کا بھی کوئی مصرع ہو یا اسی تاریخ مین کسی صنعت کے ذریعہ سے سنۂ براہیمی حاصل ہو تو یہ بات بہت پرمذاق ہوگی ۔ امّت ابراہیمی سے دنیا خالی نہین ہے پس برہمنون کا سنہ بکرماجیت اور سالباہن کے سنہ سے کام لینا اور براہیمی سنہ سے قطع نظر کرنا چہ معنی دارد ۔ ہم نے انہین تمام لحاظات سے سنۂ براہیمی کو بھی اس بیان مین جگہ دی ہے ۔

(۳) سنۂ داؤدی

بقول صاحب غیاث اللغات ۴۲۱۲ ہجری مین سنۂ داؤدی ۳۵۴۲ تھا اور اسی حساب سے ۱۳۲۵ ہجری مین اس کی مطابقت ۳۶۲۳ ہوتی ہے ۔ ہم اس

سنہ کو خاص مواقع پر کام مین لا سکتے ہین اور اپنی تاریخ کا حسن دوبالا کر سکتے ہین اس سنہ کی ابتدا داؤد علیہ السلام کی پیدایش سے شمسی سالون کے حساب پر ہوئی دنیا کسی ایسی قوم سے خالی نہ ہوگی جس کو داؤد علیہ السلام سے خصوصیت کا دعوی ہو

(۴) سنۂ موسوی

سنۂ موسوی کی حرمت کرنے والی قوم ہندوستان مین موجود ہے یعنی یہود اپنے پیمبر موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ سنہ اسی کا یادگار ہے۔ بقول صاحب غیاث اللغات ۱۳۴۳ ہجری مین سنہ موسوی ۳۲۱۳ تہا۔ پس ۱۳۲۵ ہجری مین بعد وضع کسرات ۳۲۱۸ ہونا چاہیئے۔ لیکن یہودیون کے پاس ۳۰ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری کو ۳۲۱۷ سنۂ موسوی ہے۔

(۵) سنۂ عیسوی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے اسکو سنۂ انگریزی سے موسوم کیا ہے اور اسکے مہینے حسب ذیل بارہ ہین

(۱) جنوری (۳۱) یوم کا (۲) فبروری (۲۸) یوم کا (۳) مارچ (۳۱) یوم کا (۴) اپریل (۳۰) یوم کا (۵) مئی (۳۱) یوم کا (۶) جون (۳۰) یوم کا (۷) جولائی (۳۱) یوم کا (۸) اگسٹ (۳۱) یوم کا (۹) سپٹمبر (۳۰) یوم کا (۱۰) اکٹوبر (۳۱) یوم کا (۱۱) نومبر (۳۰) یوم کا (۱۲) دسمبر (۳۱) یوم کا

فبروری کا مہینہ ۳ سال تک ۲۸ دن کا محسوب ہوتا ہے اور چوتھے سال ۲۹ یوم کا

اس سنہ کا مبدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ اسی وجہ سے اس کو عیسوی سنہ بھی کہتے ہین۔ اس کتاب کے سال تالیف مین ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مطابق ہے ۳ فبروری ۱۹۰۸ عیسوی کا۔

سنہ عیسوی کے مہینون مین کبیسہ کا قاعدہ ایک مشہور نظم مین بیان ہوا ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔ ؎

جنوری فیبروری و مارچ و اپریل و مئی	جون و جولائی اگسٹ و نیز سپٹمبر بدان
ہست اکٹوبر نومبر ہم ڈسمبر آخرین	از شہور سال انگریزی بسان روميان
پس بود اپریل و جون و نیز سپٹمبر دگر	شد نومبر اینہمہ سی روزہ باشد درمیان
فروری دو کم بود لیکن بسال چارمین	یک برین افزا کبیسہ بست و نہ گردد عیان
ہفت باقی سی و یک وزست گر قسمت کنی	سالہای عیسوی بر چار تا ای مہربان
بر نیاید کسر اگر سال کبیسہ شد ہمین	ور برآید پس بترک کسر کن تقسیم آن
گر یکے ماند ز سال بے کبیسہ اول ست	در دو دوم در سہ سوم سال پاشد بیگمان

مؤرخین ہند نے اکثر تاریخین اس سنہ مین لکھی ہین اور کرسچینون مین عموماً یہی سنہ مروج ہے ۔ بدین وجہ کہ ہندوستان مین انگریزی حکومت ہی عموماً سرکاری اور تجارتی کاروبار اسی سنہ مین ہوتا ہے ۔

(۶) سنہ محمدی کا بیان

سنہ محمدی سے وہ سنہ مراد ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت باکرامت سے آغاز ہوا ہے اور وہ تالیف کتاب ہذا کے وقت ۱۳۲۵ھ ہجری کے مقابل ۱۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۳۶ھ ہے ۔ مولوی نظام الدین حسن نیتنوی سابق رکن مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد بن محمد حسن خان مغفور صدر الصدور اودھ نے اپنی تقویم مین لکھا ہے کہ سال محمدی کا آغاز ۲۰ مارچ ۵۷۱ء عیسوی روز جمعہ سے بعد ختم یوم ہے ۔ کیون کہ اس سال پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا روز پیدائش ۲۰ ماہ اپریل روز دوشنبہ بتاریخ ۲ ثور ہے اور معدل النہار سے فصول کا حساب آسان ہوتا ہے۔ سال محمدی کے مہینے یعنی شہور محمدی منطقۃ البروج کے نامون سے موسوم ہین معمولی سال ۳۶۵ روز کا۔ اور سال کبیسہ ۳۶۶ کا تقویم غریغوری سے مطابق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس مین آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے اس سال کو ولادت محمدی کا سنہ خیال فرمایا اور یہ بانی ہوئی بات ہے کہ ہجرت کے وقت عمر شریف ۵۱ سال کی تھی۔ اور نبوت کے وقت چالیسوان سال تھا پس سنہ ہجری اور محمدی کا ۱۱ سالہ فرق خود اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ یہ سنہ نبوت باکرامت کا ہے نہ ولادت کا۔ اور اگر سال محمدی کو سال ولادت ہی تسلیم کرین تو آج وہ بمقابلہ ہجری ۵۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۷۶ھ ہوگا۔ پس یا تو ۱۳۳۶ھ کو سال نبوی کہا جائے یا سال محمدی کو ۱۳۷۶ھ مانا جاوے۔

پس اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانون کے لئے ایک سنہ اور ہاتھ آگیا اللّٰھم زد فزد۔

مولانائے سنہ محمدی کے ۱۲ مہینون کا نام حسب ذیل لکھا ہے۔

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت

ہم یہ عرض کرتے ہین کہ وہ مہینے جو عربون مین زمانۂ جہالت یعنی قبل ولادت باسعادت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج ہین وہی ہین جن کا ذکر ہم نے سنہ ہجری کے ذیل مین کیا ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے مین بھی

انہین سے کام لیا گیا۔ پس ہمکو سنۂ ولادت یا سنۂ نبوّت کے لئے انہین مہینون سے کام لینا چاہیئے۔

(۷) سنۂ ہجری کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ سنۂ ہجری کے مشہور قمری مہینون کا نام یہ ہے (۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاولےٰ (۶) جمادی الثانیہ (۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان (۱۰) شوال (۱۱) ذیقعدہ (۱۲) ذی الحجّہ رویت ہلال کے دوسرے دن سے مہینہ کا آغاز ہوتا ہے اسی کو غرّہ کہتے ہین اور بروز رویت۔ ماہِ گزشتہ کا اختتام جس کو سلخ کہتے ہین۔ اور اوسطاً چھ مہینے ۳۰ دن کے ہوتے ہین۔ اور چھ مہینے ۲۹ دن کے۔ بلالحاظ ترتیب یعنی کوئی مہینہ ۳۰ دن کا۔ اور کوئی ۲۹ دن کا۔ سنۂ ہجری کے مجموعی ایام ۳۵۴ دن ہین۔

اس سنہ کی ابتدا زمانہ ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے ہوئی جب کہ آپ نے مکّہ معظمہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینۂ منوّرہ کا ارادہ فرمایا۔ اسی وجہ سے اس سنہ کو سنہ ہجریہ کہتے ہین اور یہ سنہ بروقت تالیف کتاب ہذا (۱۳۲۵) ہے۔

آپ ہی نے بحوالہ صاحب عجائب البلدان فرمایا ہے کہ زمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مین ابی موسیٰ اشعری حاکم یمن نے آپ کو لکھا کہ دارالخلافت کے مکاتیب مین تاریخ نہین ہوا کرتی جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ وہ کب لکھے گئے ہین مناسب یہ ہے کہ اوپر تاریخ لکھی جایا کرے۔ پس خلیفہ نے اصحاب سے استشارہ فرمایا۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

مبارک سے تاریخ کی بنیاد قائم کی جائے اس لئے کہ یہ واقعہ عظیم ہے بعضوں نے یہ رائے دی کہ رسول مقبول کی بعثت سے اس کا آغاز ہو۔ جب آراء مین اختلاف ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے رائے طلب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ہجرت مقدسہ سے اس کا آغاز ہونا مناسب ہے۔ کل صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اتفاق اسی پر ہوا۔

محققین نے لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۷ صفر کو مکۂ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینۂ مطہرہ مین داخل ہوئے اور سنہ ہجری کا قرار داد ۱۷ ہجری مین بزمانہ خلافت دوم ہوا۔ بدین وجہ کہ ہجرت کا ارادہ آغاز محرم سے تھا۔ پہلا مہینہ محرم قرار پایا۔ یا اس مہینہ کی حرمت کی وجہ سے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بعض اہل جمل نے ماہ اول سے محرم کا ارادہ کیا ہے۔ اور ماہ دوم سے صفر۔ ماہ سوم سے ربیع الاول۔ ماہ چہارم سے ربیع الآخر۔ ماہ پنجم سے جمادی الاولیٰ ماہ ششم یا نصف سال سے جمادی الاخریٰ۔ ماہ ہفتم سے رجب ماہ ہشتم یا ماہ شب برات سے شعبان ماہ نہم یا ماہ صیام سے رمضان۔ اور ماہ دہم سے شوال۔ اور ماہ یازدہم سے ذی القعدہ۔ اور ماہ دوازدہم یا آخر سال سے ذی الحجہ۔ یہ اشارات قسم صوری ومعنوی مین کام دیتے ہین۔ جیسا کہ کسی استاد نے صنعت ترفیع حرفی مین کسی واقعہ

سنہ ۱۰۲۸ ہجری کا مادہ صوری ومعنوی لکھا ہے (ع) دوشنبہ سوم ماہ چہارم

حروف اصلی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
ترضع حرفی	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
نمبر ان	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ

(۸) سنہ مہدوی

جناب میرزا محمد جعفر اوج تخلص خلف الصدق جناب دبیر مغفور نے اپنی بے بہا تالیف ارمغان مین فرمایا ہے کہ سنہ مہدوی سے ولادت باسعادت حضرت صاحب الزمان ادام اللہ ظلہ العالی کا زمانہ مراد ہے۔ فرماتے ہین کہ ولادت آنحضرت کی ۲۵۵ھ مین مذکور ہے۔ اور بقول دیگر ۲۵۸ھ ہجری مین۔

چنانچہ روایت اولیٰ کے حساب سے فی الحال سنہ مہدوی ۱۰۳۷ ہے اور روایت ثانی سے ۱۰۳۴۔ پھر آپ ارشاد فرماتے ہین کہ یا سنہ مہدوی سے مراد آنحضرت کی ابتداے غیبت کا زمانہ ہے۔ اس مین بھی دو قول ہین۔ ایک ۲۶۲ھ ہجری اور دوسری روایت سے ۲۶۵ھ ہجری پس بنا بر قول اول فی الحال (یعنی بروقت تالیف کتاب ارمغان) سنہ مہدوی ۱۰۳۲ ہے اور بر بناے قول ثانی ۱۰۲۷ واضح ہو کہ سنہ ولادت ۱۵ شعبان المعظم روز یک شنبہ سے شروع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ولادت کے دس دن بعد سے یہ سنہ معین ہوا۔ (انتہی)

کتاب ارمغان کی تالیف ۱۲۹۳ھ ہجری مین ہے جس پر اس وقت یعنی ۱۳۲۵ھ ہجری مین ۳۳ سال گزر چکے ہین پس سنہ مہدوی از روے ولادت بقول اوّل اس وقت ۱۰۷۰ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۷ اور سال آغاز زمانہ غیاب بقول اوّل ۱۰۶۵ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۰ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لائق مؤلف موصوف فرماتے ہین کہ سنہ ہجری مسلمانون کے لئے ہے اور سنہ مہدوی مؤمنین کے لئے اور سنہ عیسوی عیسائیون کے لئے اور سنہ بکرماجیت اہل ہنود کے لئے۔ ہم نے مسلمانون اور مومنون کا فرق اچھی طرح پر

نہین سمجھا ۔ لغت عرب مین مومن کے معنی دل سے تصدیق کرنے والے کے ہین اور مسلم بمعنی اسلام قبول کرنے والا ۔ پس مسلم کا اطلاق مومن اور منافق دونون پر ہو سکتا ہے ۔ اور جب مومنین کے لئے مہدوی سنہ مخصوص کر دیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سنہ ہجری منافقین اسلام کے لئے رہگیا ۔ اور پھر یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ سنہ ہجری بقول صاحب غیاث اللغات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا مجوزہ ہے ۔ اور اسکی صراحت نہین کی کہ امیر المومنین نے اس سنہ کو مومنین کے لئے تجویز کیا یا غیر مومنین کے لئے ۔ اس خلجان نے ہمکو غیاث اللغات کے دیکھنے پر مجبور کیا ۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باصحاب پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام مشورہ نمودند بعضی گفتند کہ بنائے تاریخ بر وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باید نہاد کہ واقعۂ عظیم ست خلیفہ را (بوجوہ) پسند نیامد بعضے گفتند کہ بنائے کار بر مبعث آن سرور موجودات باید ساخت ۔ این معنی ہم (بوجوہ) نہ پسندیدند پس این عقدۂ لاینحل از علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرستادند آن حضرت اشارت بہ ہجرت فرمودند پس بنا بر اشارت آنحضرت مبدا تاریخ از ہجرت نمودند چہ ہجرت ابتدائے ظفر و نصرت و قوت اسلام بود الخ ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسی لفظ آخرہ اسلام کی وجہ سے جو صاحب غیاث کی آخر عبارت مین ہے ۔ مرزا صاحب نے سنہ ہجری کو مسلمین سے مخصوص فرمایا ۔ یہان تک پہونچ کر ہم نے خیال کیا کہ جناب مرزا صاحب کا مقصد مومنین سے غالباً امامیہ مذہب والے ہون جیسا کہ صاحب فرہنگ آصفیہ نے لفظ مومن کے تیسرے معنی (اہل تشیع) لکھے ہین بے شک یہ بات دل کو لگتی ہوئی ہے ۔ لیکن خود غیاث اللغات یا اور کسی کتاب سے اس کا پتہ نہین چلتا کہ حضرت

امیر المومنین علیہ السلام نے مومنین کے لئے سنۂ مہدوی کی تخصیص کی بشارت ہی نہیں بلکہ ہم برابر دیکھ رہے ہین کہ تیسرے معنی کے مومنین بھی سنۂ ہجری ہی سے کام لیتے ہین اس لئے کہ وہ اون کے نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہجری سنہ ہے اور نہ ہم نے کسی مومن مورخ کی تاریخ سنۂ مہدوی مین لکھی ہوئی پائی جہان تک ہم نے غور کیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنۂ ہجری ہر ایک مسلم کا سنہ ہے خواہ وہ اہل سنّت سے ہو یا اہل تشیع سے کیون کہ دونون مسلمین مین داخل ہین اور کچھ عجب نہین کہ خارجی اس سنہ کو نہ مانتے ہون۔ اگرچہ رسول برحق صلعم کے تعلق کی وجہ سے کوئی وجہ ان کو نہ ماننے کی نہین ہے لیکن کیا عجب ہے کہ بدایت سنہ کی تاریخ کے لحاظ سے اونہون نے اپنے لئے کوئی فرضی سنہ مقرر کر لیا ہو جیسا کہ سرتاج مومنین اوج لکھنوی نے مہدوی سنہ کی تخصیص فرمائی ہے مگر ہم نے خارجیون کے لئے کسی خاص سنہ کا نام اب تک نہین سنا اور نہ اہل تشیع کی تخصیص سنۂ مہدوی سے اب تک ہمکو معلوم تھی۔ اسی کتاب کی برکت ہے کہ اس بیان مین ہماری بصیرت بڑھی۔

(۹) سنۂ ترکی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات سنۂ ترکی کو ایغوز اور غازلم کہتے ہین۔ اور اس کے مہینون کے نام حسب ذیل ہین۔ (۱) آرام آی۔ (۲) اے کندی آی (۳) اوچنج آی۔ (۴) ترتنج آی۔ (۵) آمیشنج آی۔ (۶) التنج آی۔ (۷) اینج آی۔ (۸) سکنج آی۔ (۹) توقرنج آی۔ (۱۰) اوتونج آی۔ (۱۱) اوذیرنج آی۔ (۱۲) اون ایکنج آی۔

آپ فرماتے ہین کہ ترکون کا سال مثل ہندیون کے قمری ہے یعنی رویت ہلال پر

کبھی تیسا مہینہ اور کبھی اونتیسا ہر تیسرے برس پر کبیسہ کا ایک مہینہ بڑہا کر سال آیوم کو ۱۳ مہینہ کا کر دیتے ہین اور اوس تیرہوین مہینہ کا نام سوا آی رکہدیتے ہین اور ابتداے سال شمس و قمر کے اجتماع سے (برج دلومین) محسوب ہوتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز بادشاہ غازلم کی سلطنت سے ہے۔ سنہ ۱۳۴۲ ہجری مین یہ سنہ ۴۱۲۰ کے مطابق تہا اوسی حساب سے اس وقت آخر ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین سنہ ترکی کی مطابقت ۴۲۰۳ ہے۔ اسوقت ممالک روم مین سنہ ہجری بجوی رائج ہے

(۱۰) سنہ فصلی کا بیان

جس سنہ کا عنوان ہم نے سنہ فصلی رکہا ہے۔ اہل ہند اسی کو سنہ فارسی کہتے ہین دکن مین سال تالیف کتاب ہذا کا فصلی سنہ ۱۳۱۷ ہے جو مطابق ہے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کا۔ اور یہی سنہ ۱۳۱۷ فصلی ہندوستان مین سنہ فارسی کے نام سے رائج ہے مہینون کے نام دونون جگہ متحد ہین۔ یعنی (۱) آذر ۲۹ یوم (۲) دی ۲۹ یوم۔ (۳) بہمن ۳۰ یوم (۴) اسفندار ۳۰ یوم (۵) فروردی ۳۱ یوم (۶) اردی بہشت ۳۱ یوم (۷) خورداد ۳۲ یوم (۸) تیر ۳۱ یوم (۹) امرداد ۳۱ یوم (۱۰) شہریور ۳۱ یوم (۱۱) مہر ۳۰ یوم (۱۲) آبان ۳۰ یوم۔ کسی استاد نے انکی شمار ایام کر لئے ایک شعر نظم کیا ہے

لل کط وکط لل شہور کوتہ است	لاولا لب لاولا لاشش مہ است

آغاز سال دونون جگہ ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اختتام ماہ آبان پر۔ لیکن تاریخون مین کچہ خفیف سا اختلاف ہے یعنی دکن مین تاریخ ۲۹ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۳ فروری سنہ ۱۹۰۸ عیسوی موافق ہے یکم فروردی سنہ ۱۳۱۷ فصلی کے اور اہل ہند نے اپنی جنتریون مین آخر سنہ ۱۳۲۵ ہجری کی مطابقت ۳ فروردی سنہ ۱۳۱۷

فارسی سے کی ہے۔

الحاصل خواہ اس کو سنہ فصلی کہو یا فارسی دونون کا نتیجہ ایک ہے۔

صاحب غیاث اللغات نے اسی کو سنہ فارسی اور نیز یزدجردی لکھا ہے اور اس کا آغاز ماہ فروردین سے اور اختتام ماہ اسفندار پر قرار دیا ہے اور یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ یہ سال تعداد ایام مین سنہ رومی کے ساتھ مساوی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز یزدجرد کی بادشاہی سے ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ سنہ تالیف غیاث اللغات کے وقت یعنی ۱۱۴۲ ہجری مین مطابق ہے ۱۱۹۲ فصلی کا یعنی سنہ ہجری اور فارسی مین ۴۶ سال کا تفاوت ہے حالانکہ اس وقت ہجری و فصلی یا ہجری و فارسی مین صرف ۸ سال کا فرق ہے یعنی فصلی یا فارسی کا ۱۱۳۱ ہے اور ہجری ۱۱۳۹۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دکھنیون اور ہندیون نے سلطنت یزدجرد سے اس کی ابتدا نہین مانی ہے اور نہ معلوم اون کا مبدار کیا ہے۔ صاحب غیاث یہ بھی فرماتے ہین کہ اہل فارس سال فارسی کو نوروز سے شروع کرتے ہین پس ہماری رای مین ۱۱۳۱ کو فصلی ہی سے موسوم رہنے دینا چاہیئے اور سنہ فارسی سے اس کو نہ ملانا چاہیئے۔ واضح ہو کہ دکن مین ماہ ہاے متذکرہ بالا کو جو اسی سنہ فصلی کے مہینے ہین ماہ الٰہی کہتے ہین۔

اہل ہند نے فصلی کے نام سے اپنی جنتریون مین ایک جدا سنہ قائم کیا ہے جو دکن کے مروجہ سنہ فصلی سے دو سال کم ہے اور اس کے ساتھ ہندی مہینون کا استعمال کیا ہے۔ ہم اس کی حقیقت سے واقف نہین ہین اور اس موقع پر صرف اس قدر صراحت کر دیتے ہین کہ اگر حیدرآباد مین اس وقت ۱۱۳۱ فصلی رائج ہے تو

ہندوستان مین فصلی ہی کے نام سے ۱۳۱۵ فصلی کا رواج ہے۔

صاحب محض تسلیم نے سنۂ فصلی کی نسبت لکھا ہے۔ کہ فصلی ایجاد جلال الدین اکبر بادشاہ است دران وقت شمار ہجری نہ صد وہفتاد و یک بود و تفاوتے کہ شد و آیندہ خواہد شد وجہش این کہ سال قمری کوتاہ باشد از سال شمسی بدہ روز و پنجاہ گھڑی و نہ پل و سال شمسی دراز باشد از سال قمری ہفت گھڑی کم از یازدہ روز۔ ہمین زیادت یک ماہ را ہندیان (لوند) گویند بعد انقضائے مدت صد سال شمسی زیادت ۳ سال و چند روز بر صد سال ہجری یعنی قمری بظہور مے آید و ابتدایش از چیت۔

اس بیان سے لائق مؤلف کا غالباً یہ مقصد ہوگا کہ وہ اوس وقت یعنی اپنی کتاب کی تالیف کے وقت اس سنہ کے اعداد کو بیان کرنا نہین چاہتے تھے اس لئے کہ وہ حسابی مشکلات اس کے مانع تھے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جب اس سنہ کا آغاز ۹۷۱ ہجری سے ہی تو پھر ۱۳۲۵ ہجری مین از روے حساب اس کی مطابقت ۳۵۴ قرار پاتی ہے فی سال ۱۰ روز (مع کسر متذکرۂ بالا) وضع کرین تو (۳۵۴) سال کے لئے (۱۱۸) مہینے یعنی (۹ سال ۱۰ مہینے) قابل وضعات قرار پاتے ہین اور اس وضعات کے بعد اس وقت فصلی ۱۳۴۴ ہونا چاہئے درحالے کہ اس وقت ہندوستان کا سنۂ فصلی ۱۳۱۵ ہے اور دکن کا فصلی سنہ ۱۳۱۷۔ ہمارا فہم اس سنۂ فصلی کے سمجھنے سے قاصر ہے جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے اگر آپ کا مقصد الٰہی سنہ سے ہی جس کو صاحب غیاث نے اکبر سے منسوب کیا ہی تو اس کے لئے ملاحظہ ہو بیان مابعد۔

(۱۱) سنۂ الٰہی کا بیان

صاحب غیاث فرماتے ہین کہ سنۂ الٰہی کی ابتدا جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ سے ہے جو ۳ ربیع الآخر ۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ اس سنہ کے مہینے وہی ہین جنکو سنۂ فصلی کے ذیل مین ہم نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہین کہ تالیف غیاث اللغات کے وقت سنۂ ہجری ۱۲۴۲ ہے اور سنۂ الٰہی ۲۷۱۔ اس حساب سے تالیف کتاب ہذا یعنی ۱۳۲۵ ہجری مین سنۂ الٰہی بعد وضع کسرات دہ روزہ ۳۵۲ ہونا چاہیئے۔

(۱۲) سنۂ جلالی کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ اس سنہ کا آغاز جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد سلطنت سے ہے اسی لئے اس کو سنۂ ملک شاہی بھی کہتے ہین۔ اس کے مہینے وہی ہین جو فصلی سنہ کے ذیل مین بیان ہوئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہر مہینہ کو ۳۰ روز کا مہینہ قرار دیتے ہین اور خمسۂ مسترقہ کو ماہ اسفندار پر بڑھا دیتے ہین اور ہر سال چارم مین کسرات کا ایک دن اسی اسفندار پر بڑھا کر ۳۶ دن کا حساب شمار کرتے ہین۔ اس سنہ کے مجموعی ایام ۳۶۵ ہین۔

آپ نے فرمایا ہے کہ سال تالیف غیاث اللغات یعنی ۱۲۴۲ ہجری مین سنۂ جلالی ۷۴۹ تہا۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مین بعد وضع کسرات پنج روزہ تقریباً سنۂ جلالی ۸۳۱ ہونا چاہیئے۔

(۱۳) سنۂ بنگلہ کا بیان

سنۂ بنگلہ بنگالیون مین مروّج ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکہا ہے کہ در بعضی کتب چون آئین اکبری وغیرہ بشرح وبسط مدوّن ست

باید دید ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ ہم نے تاریخگویون کی امداد اور مشتاقان فنّ جمل کی بصیرت بڑہانے کے لئے جب کہ سنین مختلفہ کے بیان کا ایک خاص حصّہ رکہا ہی تو ایسا اجمال کبہی جائز نہین ہے جس سے کم سے کم اس قدر بہی معلوم نہ ہو کہ تالیف کتاب کے وقت اس سنہ کے اعداد کس قدر ہین ۔

سنۂ بنگلہ بنگالیون کا سنہ ہی اور اس وقت یعنی ۱۳۲۵ ہجری کا مطابق ۱۳۱۷ بنگالی ہے ۔ بعض تواریخ بنگال سے اس کی حقیقت صرف اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانے مین جب ٹوڈرمل نے بنگال کا بندوبست کیا تو اوسوقت سنۂ ہجری کو جو قمری مہینون پر مبنی تہا فصلی کر دیا اور زمانۂ آیندہ مین اس کو شہور قمری سے غیر متعلق کر کے ہندی مہینون سے اس کا حساب رکہا تاکہ کاشتکارون کو مالگزاری کے اغراض مین سہولت حاصل ہو ۔ اس سنہ کی بنیاد اسی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ درحقیقت ٹوڈرملی سنہ ہے جو صرف بنگال مین رائج ہی اور اس وقت سنۂ ہجری کے ساتہ سنۂ بنگلہ مین ۱۱ سال کا جو تفاوت ہے وہ زمانہ مابعد کے قمری مہینون کی وجہ سے سالانہ کسرات دہ روزہ کا نتیجہ ہے ۔

حیدرآباد کے سنۂ فصلی کے ساتہ اس مین دو برس کا فرق بہی اعتباری ہے اور درحقیقت دونون کا مقصد ایک ہے یعنی ممکن ہے کہ حیدرآباد مین بہی کسی نہ کسی سنہ مین ایسا ہی عمل ہوا ہو ۔

بنگال کے سوا ممالک مغربی و شمالی وغیرہ مین سنۂ فصلی ۱۳۱۵ مروج ہی اس کی بنیاد بہی غالباً ایسی ہی ہو ۔ بنگالی اور ہندوستانی دکن کے سنۂ فصلی کو سنہ فارسی کہتے ہین ۔ اور سنۂ فارسی درحقیقت سنۂ یزدجردی ہے جس کا بیان

اس کے بعد آتا ہے۔

(۱۴) سنۂ فارسی و یزدجردی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے سنۂ فارسی کی تاریخ جس قدر لکھی ہے ہم نے اسکا ترجمہ سنۂ فصلی کے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ ہماری رائے مین دکن اور ہند کے رواج کے لحاظ سے ہمنے اس کو سنۂ فصلی ہی سے موسوم رکھا ہے لہذا ہم سنۂ فارسی کی نسبت اس موقعپر صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ بقول صاحب غیاث سنۂ فارسی یا سنہ یزدجردی ۱۲۴۲ ہجری مین ۱۱۹۶ تہا تو اس حساب سے اسوقت بعد وضع کسرات دہ روزہ یہ ۱۲۷۷ھ ہونا چاہیئے۔ فی زمانہا پارسیون کے پاس مروج ہے اور ۱۲۳۵ ہجری ۱۲۷۷ھ کا مطابق۔ اس کے مہینے وہی ہین جو سنۂ فصلی کے ذیل مین بیان ہوئے۔

(۱۵) سنۂ ساکہا و سنبت کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے فرمایا ہے کہ سال ہندی جس کا نام سنبت ہے ۱۲ مہینونکا سال ہے جن کے نام یہ ہین (۱) چیت (۲) بیساکہہ (۳) جیٹھہ (۴) اساڑہ (۵) ساون (۶) بہادون (۷) کنوار (۸) کاتک (۹) اگہن (۱۰) پوس (۱۱) ماگہہ (۱۲) پہاگن۔ یہ سنہ منسوب ہے راجہ بکرماجیت سے۔

منقول ہے کہ جب راجہ سالباہن کو بکرماجیت پر غلبہ ہوا تو وہنے اپنے غلبہ کا سنہ رائج کیا۔ اور اس کا نام ساکہار کہا۔ پس ان دونون سنون کے لئے وہی مہینے رائج ہین جو اوپر بیان ہوئے۔ پس اس وقت یعنی ختم تالیف کتاب ہذا کے وقت۔ ۲۹ مرذی حجہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ہے ۱۸۲۹ ساکہا کے جس کو اہل ہند و دکن

ساکی اور شاکھی بھی کہتے ہین۔ اور اوسی تاریخ ہجری کا سنہ سمت ۱۹۶۴ جس کو بکرمی کہتے ہین۔

ہندوستان مین پروسٹہ کے نام سے اسی سنہ کا رواج ہے جو سمت کے سوا ہے

(۱۶) سنہ رومی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات رومیون کے مہینون کے نام حسب ذیل ہین اور انہین کو شمسی مہینے بھی کہتے ہین۔ (۱) تشرین اول سی ویک روزہ (۲) تشرین آخر سی روزہ (۳) کانون اول سی ویک روزہ (۴) کانون آخر سی ویک روزہ (۵) شباط ۲۸ روزہ (۶) اذار سی ویک روزہ (۷) نیسان سی روزہ (۸) ایار سی ویک روزہ (۹) حزیران سی روزہ (۱۰) تموز سی ویک روزہ (۱۱) آب سی ویک روزہ (۱۲) ایلول سی روزہ۔ ان بارہ مہینون کے مجموعی ایام ۳۶۵ ہین۔ ماہ شباط ہر چوتھے سال ۲۹ دن کا محسوب ہوتا ہے۔

اس سنہ کی ابتدا عہد سکندر سے بیان ہوئی ہے اور ۱۲۴۲ ہجری کا مطابق ۲۱۳۵ رومی کہا گیا ہے۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مین بعد وضع کسر ات ۲۱۹ شمسی یا رومی سال ہونا چاہیئے۔

(۱۷) سنہ نوروز کا بیان

بقول صاحب مخزن الحکمت۔ نوروز سے مراد ہر نئے شمسی سال کا پہلا دن ہے ایک محقق کا قول ہے کہ نوروز کا آغاز اوس وقت ہوتا ہے جب کہ بقول عالمان علم ہیئت آفتاب عالمتاب جو جہان کو اپنی روشنی سے روشن رکھتا ہے برج حوت سے گزر کر برج حمل مین جو اس کی خوشحالی اور شادمانی کا مقام ہے داخل ہوتا ہے اور دنیا کو ایک نئی

رونق دیتا ہے اور سردی کے لٹے ہوئے اور موسم خزان کے ستم رسیدوں کو خلعتہائے نوروز و قباہائے سبز و فیروزی پہنا کر تلافی مافات کرتا ہے۔

نوروز فصل بہار کا روز اول ہے اور ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن لیل و نہار کے زنگی و فرنگی بالکل مساوات پر باہم ملتے ہین یعنی شب و روز برابر ہو جاتے ہین اور نئے سال شمسی کا دورہ شروع ہوتا ہے۔

یون تو دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام مین ہر نئے شمسی یا قمری سال کی اوّل روز کم و بیش خوشی منائی جانے کی رسم کے لحاظ سے بہت سے نوروزون کا ذکر کرنا پڑے گا مگران سب کو نظر انداز کر کے صرف نوروز مشرقی اور نوروز مغربی کا ہی حال ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سنۂ عیسوی کے مطابق نوروز مشرقی ۲۱ مارچ کو واقع ہوتا ہے اور نوروز مغربی یکم جنوری کو لیکن علم ہیئت کی رو سے نوروز مشرقی ہی حقیقی نوروز ہے کیون کہ یہ فصل بہار کی ابتدا اور شب و روز کا اعتدال قائم کرتا ہے۔

نوروز مشرقی کا بانی بادشاہ جمشید ہے جس نے ملک ایران مین شمسی سال کو رواج دیا۔ اسنے ایک نہایت عالی شان شہر کی بنیاد ڈالی جسکا نام تخت جمشید رکھا اور جس دن خورشید خاور پہلے خانۂ بہار یعنی برج حمل مین داخل ہوا جمشید نے اس شہر کے شاہی محل خاص مین بیٹھکر جشن نوروز منایا اور رعایا کو زر و سیم کی بخشش سے خوشحال بنایا اور حکم دیا کہ تمام رعایا ہر سال اسی دن نوروز منایا کرے۔

ہندوستان کی تقویم مین آخر ذی حجہ ۱۲۲۵ ہجری کو ماہ دلو ۱۸۲۹ نوروز کی ۱۵ تاریخ ہے۔

خاتمہ کا دوسرا حصہ

متقدمین و متاخرین و معاصرین کے کلام کے متعلق

بیان عام

معزز ناظرین کتاب اس بیان کو خوگیر کی بھرتی نہ خیال کریں جن حضرات کو فن جمل سے دلچسپی ہے اون کو اس کتاب کی سیر کرنے کے بعد اس بیان کا ملاحظہ کرنا نہایت فائدہ بخش ہوگا ۔ ہر ایک تاریخ نئے اسلوب اور نئے ڈھنگ پر ہوتی ہے ۔ صرف میلاد ہی کی تاریخوں میں ملاحظہ فرمائیے کہ مورخین نے ولادت کے مضمون کو کس قدر مختلف پہلوؤں سے ادا کیا ہے یہی کیفیت تواریخ وفات و تعمیر و تالیف وغیرہ کی ہے جن کے ملاحظہ سے شائقین جمل کو ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل ہوگی ۔ وہ مادّۂ تاریخ کے مختلف رنگوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے ۔ ہم نے اس حصۂ کتاب میں بقدر امکان متقدمین اور متاخرین کا تاریخی کلام بھی جمع کیا ہے اور بالآخر معاصرین کے نتیجۂ فکر سے اوس کی تکمیل کی ہے اور بلحاظ نوعیت ۲۰ حروف پر اس کو تقسیم کیا ہے ۔

(الف) قصائد نعتیۂ تاریخی ۔ (ب) تواریخ ولادت ۔
(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی (د) تواریخ ختان ۔
(ہ) تواریخ شادی عروسی (و) تواریخ سالگرہ و جوبلی ۔
(ز) تواریخ غسل صحت (ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی ۔
(ط) تواریخ فتوح (ی) تواریخ وزارت ۔
(ک) تواریخ خطابات (ل) تواریخ تقرر خدمات و جانشینی ۔
(م) تواریخ خیر مقدم (ن) تواریخ شکار ۔

(س) تواریخ تالیف تصنیف و طبع کتب (ع) تواریخ بنا و تعمیر۔
(ف) تواریخ سزا (ص) تواریخ فراغ حج۔
(ق) تواریخ رہائی (ر) تواریخ وفات۔

معاصرین مین ہم نے اپنے استادان جمل قدر بلگرامی۔ کامل لکھنوی۔ داغ دہلوی۔ راقم مدراسی۔ ذکاے نیلوری۔ معنی حیدرآبادی کے سوا بعض مشاہیر ہند کا تاریخی کلام بھی اسی حصہ مین داخل کیا ہے۔ جیسے امیر مینائی۔ عبدالجلیل بلگرامی۔ آزاد بلگرامی۔ غالب دہلوی۔ ذکی مرادآبادی۔ ان بزرگون کے سوا بعض غیر مشاہیر کے عمدہ کلام کو بھی جن کی تاریخین قابل تعریف تھین۔ اور بندۂ ہیچمدان کا تاریخی کلام بھی اسی حصۂ آخر مین داخل ہے۔

افسوس ہے کہ استادان فن سے زمانہ خالی ہے اور بہت بڑا ستم یہ ہے کہ اس فن مین اون کے جانشینون کے خانہ مین صفر ہے۔ محققین نے باقر گیلانی۔ اور محتشم کاشی۔ اور سنجر طہرانی کو امام الجمل فی المتاخرین کہا ہے اور انصاف اس کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے بزرگون سے قدر بلگرامی اور ذکی مرادآبادی اور معنی حیدرآبادی کو اس لقب سے یاد کرین۔

متقدمین کے تاریخی کلام کا نقش صفحۂ روزگار پر بہت کم ہے اور جسقدر ہے اوس کے بڑے حصہ کو ہم نے جابجا۔ موقع موقع سے اس کتاب مین بطریق استناد عرض کیا ہے۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہم متقدمین کے کلام مین وہ لطف اور خوبیان نہین پاتے جن سے متاخرین کا کلام لبریز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فی نفسہ اونکو اس کا مذاق نہ تہا یا اون کا قابل قدر کلام ہمکو دستیاب نہین ہوا۔ ہمارا خیال یہ ہے

کہ متقدمین کو اس فن کی جانب بہت کم رغبت تھی اور محاسن تاریخ کے وہ مطلق پابند نہ تھے جس طرح وہ لوگ غزل۔ قصیدے۔ مثنوی وغیرہ مین استاد مانے گئے ہین۔ اسی طرح اس فن کے استاد کہلانے کے مستحق بعض متاخرین اور معاصرین کے وہ افراد ہین جن کا تذکرہ اوپر ہوا۔ پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم بعض متاخرین اور معاصرین کو اس خاص فن مین متقدمین پر ترجیح نہ دین۔ علم کسی کی میراث نہین ہے مَن جَدَّ وَجَدَ۔

جن متقدمین و متاخرین کے کلام پر ہمنے کہین کہین بطور (افادہ) اعتراض کیا ہے اور شائقین فن کو اس لغزش سے بچنے کی نصیحت کی ہے وہ بے محل نہین ہے انوری اگرچہ استاد سخن بلکہ پیمبر سخن گزرا ہے لیکن فن جمل مین اوس کی لغزش یا اُسکا تسامح کبھی ہمارے لئے سند کا کام نہین دے سکتا اور کبھی وہ اپنے خطاب یا لقب کی وجہ سے معاف نہین کیا جا سکتا۔ اس باب مین جس قدر تاریخی کلام ہر اوپر بھی ہمنے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور جا بجا مختلف نوٹس کئے ہین جن سے ہمکو نکتہ چینی اور حرف گیری مقصد نہین ہے بلکہ طالبین فن کو غلطی سے بچانا مقصود ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ انصاف پسند اہل تحقیق ہمارے اس عمل کو نیک نیتی پر محمول کرین گے۔

بعض تاریخی قصیدون اور مرثیون اور نوحون مین ہم نے اشعار بالائی کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مادۂ تاریخ کا لطف بغیر اون اشعار کے ظاہر نہین ہو سکتا اگر ہم اختصار کو مدنظر رکھتے اور اشعار بالائی کو ترک کرتے یا اون کے انتخاب سے کام لیتے تو اس کتاب کی ضخامت سی دس بیس ورق تو بے شک گھٹ جاتے

لیکن یہ بجپت اوس نقصان کی تلافی نہ کرسکتی جو مذاق مین پیدا ہوجاتا۔

(الف) قصائد نعتیہ تاریخی

قصیدۂ نعتیہ طبعزاد جناب باقر گیلانی مغفور بہ صنعت ترصیع و ازدواج ومجمع الصنائع۔ جس کا ہر ہر مصرع حامل تاریخ ہے اور اشعار نمبر ۹ تا ۱۷ مین یہ لطف زائد ہے کہ ہر مصرع مین حروف مہملہ ومنقوطہ عدداً و تعداداً مساوی ہین۔ اور کسی ایک مصرع کے حروف معجمہ اور کسی ایک مصرع کے حروف مہملہ کو جمع کرنے سے سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ اور اس طرز عمل سے بہت سے مادّے حاصل ہوتے ہین۔

	وہو ہذا		
اساس عالم مجد آفتاب ہر دو جہان	۱	ملک پناہ و رسل تاج و انبیا سلطان	
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
شفیع کون و مکان احمد رسول اللہ	۲	پناہ ناموران اشفع زمین و زمان	
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
سواد عین ہدایت امیر ملک و ملل	۳	بزرگ کل رسل رہنمائے کون و مکان	
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
خلاصۂ دو جہان ماہ ساطع لولاک	۴	شہ مہان و فلک قدر و صاحب احسان	
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
سمای حلم و سخا و مہ جلال و کمال	۵	پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ چنان	
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
پناہ اہل نبوت بر بہار علو	۶	گل مراد ملل آبروئے گلشن جان	
۱۰۶۸		۱۰۶۸	

مطاع دین وجہان تاج صاحب معراج	۷	سپہر مجد۔ محمدؐ شفیع عالمیان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
کمال زہد و ورع آبروے موجودات	۸	جہان جود و حیا مصطفےٰ رفیع الشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امام کلّ رسل تکیہ زمین و زمان	۹	نبیؐ تاج امم زیب عصر ماہ مہان
۵۳۴ منقوطہ ۱۰۶۸ ہجری ۵۳۴ معطلہ		۵۳۴ منقوطہ ۱۰۶۸ ہجری ۵۳۴ معطلہ
مغز زین رسل ماہ و کام وحی توان	۱۰	قویؐ وزین ہمہ مکہ غرّ و عرش مکان
۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴		۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴
نبیؐ و تاج ملک مہر علم و زیب مہان	۱۱	بزرگ عالمیان عز کعبہ تاج جہان
۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴		۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴
پناہ ملک رسالت کمال فہم و ادب	۱۲	نصیر ملک بقا اوج علم زیب شہان
۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴		۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴
سحاب طبع محمدؐ قوام امن و شرف	۱۳	سراج اہل عطا عزّت زمین و زمان
۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴		۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴
مُطاع کلّ عرب تاج دین گزیدۂ نسب	۱۴	مہ سحاب کرم و آفتاب عدل و امان
۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴		۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴
پناہ فتح و ورع ماہ و صاحب لولاک	۱۵	حیات و عز رسل ماہ زہد و دین سلطان
۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴		۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴
سحاب لطف ابد مہر عدل و شفق کن ماہ	۱۶	علوّ جاہ و عمل زیب دین سپہر توان
۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴		۵۳۴ ۱۰۶۸ ۵۳۴

پناہ حلم و شرف کام ملک و مطلب حق	۱۷	حبیب و زین اُمم کوہ علم و تاج سران			
۳۴ مقطوع ۱۰۶۸ ۳۴ معطلہ		۳۴ مقطوع ۱۰۶۸ ۳۴ معطلہ			
مطلع ثانی					
سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	۱۸	شہاب عدل و امل کام و مطلب فرقان			
۱۰۶۸		۱۰۶۸			
عزیز کون و مکان باہ کل و سدرہ نشین	۱۹	اساس عز و عطا زین دین مہر نشان			
۱۰۶۸		۱۰۶۸			
نبی زیب رسل مجد رشد طہ لقب	۲۰	شہاب عدل و یقین بدر حلم معجزہ کان			
۱۰۶۸		۱۰۶۸			
مہ زبرج عطا یوح مکہ منبع کنت	۲۱	سحاب دین ہدی مجد علم و راست بیان			
۱۰۶۸		۱۰۶۸			
امین اہل زمین بدر جاہ شاہ براق	۲۲	مآب داور یکتائے نائب رحمان			
۱۰۶۸		۱۰۶۸			
پناہ تاجوران کوہ داد کرسی زیب	۲۳	رسول دادہ و بدر آفتاب آوان			
۱۰۶۸		۱۰۶۸			
ملیک زیب و ملک ملک مجد پر توحق	۲۴	نبی زین بشر سہ لوا و مہر جہان			
۱۰۶۸		۱۰۶۸			
مآب و عز نبیین مطاع و تاج رسل	۲۵	سحاب دین و کرم زیب مجد ملک ستان			
۱۰۶۸		۱۰۶۸			

مہ و امام رسل بوستان لطف ابد	۲۶	سحاب داد و یقین بحر علم عالی شان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی ماہ شرف مصطفےٰ سحاب عطا	۲۷	شہاب عدل و امان عہد کن ازل فرمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
حیات ندی و مہر باب حکم و صلی علیہ	۲۸	عزیز جملہ شہان ابر علم و قبلۂ جان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
بہار جاہ و نبیؐ شفیع روئے زمین	۲۹	سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
بزرگ کون و مکان مجتبیٰ سمای عطا	۳۰	مدار و ماہ ادب آفتاب دادگران
۱۰۶۸		۱۰۶۸
آب کلؐ رسل گلستان انس و ادب	۳۱	نبیؐ ماہ زمین ابر علم و شمس جنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

(نوٹ) الف ممدودہ اس قصیدہ میں متعدد مقامات پر مستعمل ہے اور اس کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے اور قاعدہ مندرجۂ کتاب ہذا کی سند ہے۔

شعر پنجم میں لفظ سما کے بعد بقاعدۂ فارسی (یا) حساب میں محسوب ہوئی ہے اور ہمزہ بعد الف کے قاعدہ میں جو اصول بیان ہوئے ہیں اون کی سند ہے۔

(ب) تواریخ ولادت

تاریخ ولادت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ طبغرا و جناب خواجہ جلال طہرانی مغفور

سال تاریخ ہمایونش نوشت		زاد کہ اللہ تعالےٰ لہٗ قدرًا ۹۱۳ھ

من برم یک الفش از تاریخ		تا کشم میل بچشم بدرا	

(نوٹ) مصرع تاریخی کے اعداد (۹۱۴) ہین مؤرخ نے الف کے ایک عدد کا تخرجہ کیا ہے

تاریخ ولادت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ طبع زاد یکے از استادان عجم ۔ از مخلص تسلیم

شاہ روے زمین و شاہِ جہان		لمعۂ آفتابِ عالم گیر
۱۰۰۰ھ		۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس تاریخ مین بہی الف ممدودہ کا عدد (۱) محسوب ہوا ہے مطابق قاعدہ ہے

ایضاً از جناب کلیم ہمدانی

بعد الحمد کہ از پرتو خورشید عدم		سایۂ مرحمتے بر سر عالم آمد
نیّرے از فلک بادشہی کرد طلوع		شاہ شاہان جہان قبلۂ عالم آمد
		۱۰۰۰ھ

(نوٹ) مادۂ تاریخ مین لفظ آمد شریک نہین ہے ۔ مضمون مصرع اسکا متقاضی ہے کہ سالم مصرع مین تاریخ ہو ۔ نیز تاریخی اشارہ بہی نہین ہے ۔

قصیدۂ جناب سنجر طہرانی مغفور بتقریب تولّد صاحب قران ثانی شاہ جہان بادشاہ بصنعت ترصیع

خدا وجود و بقا دادہ عالم امکان		برائے شاہ جہان بادشاہ کلّ جہان
۱۰۰۰ھ		۱۰۰۰ھ
ز لطف یزدان و ز عدل وجود ہفت اقلیم		بود با فسر و پاگاہ زاین سلیمان شان
۱۰۰۰ھ		۱۰۰۰ھ
ز جودِ شاہ جہان بادشاہ ملک آرائے		پدید آر در شاہوار صدف عمّان
۱۰۰۰ھ		۱۰۰۰ھ

زجام قوّت او باد با حیات ابد	مدام بادہ الطاف و قدرتِ یزدان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
نشاط و شادی کام طرب بداد الٰہ	بباد شاہ جہان مہرِ جاہ کام رسان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بداد وجود و باحسان شہنشہِ آفاق	علیم و عالی و دانا نواز و ملک ستان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بود چو گوہر ازان صاحب قران کہ بدر	نبودہ چون آن صاحبقران بہیچ قران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بدہر ثانی او این پناہ ملک بود	کہ صد قران زید این بہمال از اقران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار سال چو از ہجرت آمدہ بوجود	شہنشہے کہ بود زندگیِ عالمیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار قرن بمانا د آن کہ مردہ ازو	بود بدور جہان صد ہزار جان شادان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بمدح شاہ جہان طبع این دوازدہ بیت	زقسمت ازل آورد از دلم بزبان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ازان دوازدہ ہر مصرعے بکار نگاہ	کند تولّد شاہ جہان پناہ بیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس قصیدہ میں جہان کہیں الف ممدودہ مستعمل ہے اُس کا صدا ایک لیا گیا ہے اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

اور جہان کہین کاف منفصلہ لکھا گیا ہے اوس کے عدد ہاے مخفی کے ساتہ ۲۵ محسوب ہوئے ہین اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

اور جہان کہین ہاے عربی کا استعمال ہے وہ متصل لکھی گئی ہے اور اوس کے عدد ۲ لئے گئے ہین اور یہ بہی قاعدۂ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

تاریخ جشن تولد سپہر شکوہ پسر داراشکوہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی مغفور بصنعت ترصیع

زین جشن زمانہ کامرانی دارد		نادر عنوان زشادمانی دارد	
	۱۰۵۴ھ		۱۰۵۴ھ
افروز دگل نشاط واکنون دردہر		زینہا ہر سوے گلفشانی دارد	
	۱۰۵۴ھ		۱۰۵۴ھ

(نوٹ) اس رباعی کے ہر ایک مصرع مین تاریخ ہے مصرع اوّل کے حروف معجمہ کو مصرع ثانی کے حروف معجمہ کے ساتہ جمع کرین تو اون کے مجموعی اعداد مین بہی تاریخ ہے اگر مصرع اول شعر اول کے حروف مہملہ کے اعداد مصرع دوم کے اعداد حروف مہملہ کے ساتہ جمع ہون تو تاریخ نکلتی ہے۔ اور یہی صنعت بیت دوم مین بہی ہے۔

تاریخ میلاد میر غلام نبی بن سید محمد باقر طبعزاد جناب میر عبد الجلیل بلگرامی مغفور

نور چشم میر باقر گفت باہن		چون گل خورشید در عالم دمیدم	
سال تاریخ تولد خود بگفتم		نور چشم باقر عبد الحمید م	۱۱۱۱ھ

(نوٹ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ یہ مادّہ خود مولود نے عالم رویا مین مورّخ سے کہا یجوز للشاعر مالا یجوز لغیرہ کا مصداق پورا

ہوا ۔ (مؤلف)

تاریخ ولادت دختر طبعزاد جناب مومن مغفور

دخت روشن روان ہوئی پیدا
کیا ہی چمکا ہے اختر مومن

نال کٹنے کے ساتھ ہاتف نے
کہی تاریخ دختر مومن
۱۲۵۹

(نوٹ) (دختر مومن) کے عدد (۱۳۴۰) ہین جن مین سے لفظ (نال) کے عدد (۸۱) کا تخرجہ ہوا ہے ۔ اور سنہ (۱۲۵۹) حاصل کیا گیا ہے ۔

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

سید محمد رضا خان من
خدا داد پورے با اقبال جفت

نشاندم زہے نخل تاریخ او
گل نور سید از نہال شگفت
۱۲۷۴

تاریخ میلاد صاحبزادہ مرزا عباس بیگ دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خان ذی رتبہ ذی حوصلہ مرزا عباس
پسرے نام خدا یافتہ عالی نسبی

نازکی ناز فروشی صنمی عشوہ گری
گلرخی گلبدنی سرو قدی غنچہ لبی

لب لعلین یمنی خال سیاہش حبشی
موی مشکین ختنی چہرہ صافش حلبی

بشگفان غنچہ تاریخ ولادت امی قدر
بر دمید این گل عباسین ز نخل عجبی
۱۲۷۶

تاریخ میلاد سید مصطفےٰ بن ابن علی برادر مؤرخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور بہ صنعت ترصیع

گردیدہ ولادت سعادت آمیز
از عیش پسر شدہ جہانے لبریز

۱۲۷۷ھ
۱۲۷۷ھ

از قدر شود مادہ ہر مصرع
این نجم جمالست صباحت انگیز

۱۲۷۷ھ
۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت اطفال توام نجابت ڈپٹی مرزا خداداد بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

سانحہ دو طفل خداداد اندنون پیدا ہوئے	ایک لڑکی ایک لڑکا حور و رشک رضوان شیم
اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونوں آبدار	اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونوں تازہ دم
عیسوی سال ولادت قدر نے یوں لکھدئے	مشتری و ماہ نکلے برج سے توام بہم

تاریخ میلاد صاحبزادۂ نواب سر آسمان جاہ مغفور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا	یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہے برج اقبال روشن	یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہ بحر کرم کا دُرِ بے بہا ہے	یہ ہے پھول امید کے گلستان کا
کھلا غنچہ آرزوئے خلائق	کھلا عقدۂ بخت پیر و جوان کا
ملے اس کو عمر ابد یا الٰہی	یہ لوٹے مزا عشرتِ جاودان کا
پہلے پہولے یہ نونہال امارت	تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا
جب اے داغ ہاتف سے تاریخ پوچھی	ندا آئی خورشید ہے آسمان کا

تاریخ ولادت شاہزادۂ بلند اقبال سرکار نظام دام ظلہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شاہزادی کی ولادت کا ہمایوں سال ہے	یا فروغ دیدہ لکھوں یا چراغ دودمان
مجھ سے ہاتف نے کہا اے داغ یہ تاریخ لکھ	چاند سا بیٹا مبارک اے شہ کیوان مکان

تاریخ ولادت فرزند ڈپٹی علی حسن خان طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور مرحوم

ہر دم ہوں ترقیان خداوند دہ دکھائے	ماں باپ کا دل بڑھ کے یہ فرزند بڑھائے
اس طفل جوان بخت کا ہے سال امیر	اقبال کے ساتھ عمر روز افزوں پائے

تاریخ ولادت فرزند آنریبل رائے جے پرکاش لال بہادر مدار المہام ریاست ڈمراؤن طبعزاد ایضاً

ہوا فرزند پیدا خانۂ فرزندی شان میں
مبارک ہو کہ ہیں دولت کی مورت راج جوگ آیا
امیر اچھی ولادت کی ہے یہ تاریخ سمت میں
بکرماجیت کے گھر نیک صورت راج جوگ آیا
۱۹۵۲ سمت

تاریخ ولادت فرزند نواب منزل اللہ خان بہادر رئیس بھیکم پور طبعزاد ایضاً

ہو مبارک ولادت فرزند
جس سے روشن ہوا یہ گھر سارا
نور کی ہے امیر یہ تاریخ
دل کی ٹھنڈک ہے آنکھوں کا تارا
۱۳۱۲

تاریخ ولادت صاحبزادی مرزا بہبود علی طبعزاد مؤلف حقیر کتاب ہذا بصنعت ترصیع

در سرائے آن محبّ مہر دوست
نو گلے از باغ لطفِ کبریاست
۱۲۹۱ فصلی
۱۹۳۹ سمت
خامۂ ما اے ولا سالش نوشت
بنت بہبود علیؑ میرزا ست
۱۸۸۲ عیسوی
۱۲۹۹ ہجری

تاریخ ولادت برخوردار غازی الدین احمدؑ فرزند مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

خداوندا بشکر نعمتت نتوان سخن گفتن
بکام خود رسد از لطف عامت آرزومندے
بجوش اعتراف مرحمت گوید ولا سالش
خدائے بے نیازم داد طالعمند فرزندے
۱۲۹۹ھ

تاریخ میلاد نظام النساء بیگم صاحبہ صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام دام دولتہٗ طبعزاد مؤلف

خوشا صبحے کہ در عہد بہار از فضل یزدانی
شود دستا نسرا بلبل بجوش تہنیت خوانی
ہمایون روزگارے کاختر برج مرادما
بگردون حصول مدّعا دارد درخشانی
زہے فصلے کہ محبوب علیخان بہادر را
رسید از یمن طالع وقت جشن مملکت رانی
تعالی اللہ چہ ہنگامے کہ در مشکوی شاہ ما
منہ تابان تولد گشتہ با سیمائے نورانی
رخش چون نیّر انور قد از شمشاد زیباتر
دہانش حقّہ گوہر لبش لعل بدخشانی

بہ پیش فرّوا قبالش چہ دارا و چہ اسکندر	بجنب طالعش شرمندہ شد بخت سلیمانی
ز میلادش بہر سو غلغل شادیست در عالم	بہر یک کوچہ می بینم رنگ جشن قاآنی
بشکل مہر زرّ بخشی کند شاہِ جوان دولت	ز ابر دستِ جود او شود پیہم درافشانی
بہ یغماے بساط خوان نعمتہاے الوانش	رعایا راست در درگاہِ آصف حکم مہمانی
دعاگویان دولت را رسد منّت مرمّت	ز رحم شہ رہا گشتند محبوسان زندانی
صداے تہنیت از ہر در و دیوار می آید	وز باد طرب در گلشن سرکار ریوانی
ولا اے شہسوار ساحت مدح شہِ والا	بدہ شد یزطبع خویشتن را رنگ جولانی
بآب زر رقم کن مصرع سال ولادت را	ہمایون باد شہزادہ انور بر گلزار سلطانی

تاریخ میلاد صاحبزادگان بلند اقبال سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم طبع زاد مؤلف کتاب

نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان کو	کیے حق نے عطا دو دُرّۃ التاج شہنشاہی
سرور راحتِ جان نورعینین شہِ ذیشان	یہ وہ نعمت ہے جس سے بامراد و نکو ہی آگاہی
ملی ہے نعمت عظمیٰ مرے آقاے نعمت کو	خلا مونکی خوشی ہے اپنی دولت کی بہی خواہی
ولی عہد خلافت کے ہین دونون قوّت بازو	ہمیشہ انکی قسمت مین ہو تائید الٰہی
ولا گلدستۂ سالِ ولادت نذر دو شہ کو	گرامی ہین یہ دونون نونہال گلشن شاہی

۱۳۲۵

تاریخ میلاد نبیرۂ باوقار سرکار عالی تبار حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی طبع زاد مؤلف کتاب

حق نے جب بیٹا ولی عہد ریاست کو دیا	ہوگئے مسرور اعلیٰ حضرت ظل الٰہی
عیسوی تاریخ اسکی عرض کی مین نے ولا	آپ کو پوتا مبارک ہو حضورِ آصفی

۱۳۲۵

ایضاً ولہ

سپہر تمکنت شاہ دکن آقاے نعمت کو	دیا اللہ نے اپنے کرم سے چاند سا پوتا

اسی سے جان میں جان آگئی رہا دولت کی — کہیں گر خضر اسے آب بقا کا پھوٹا سوتا
بڑا ہنسکھ ہے چہرہ حسن صورت اسکو کہتے ہیں — کبھی بھولے سے بھی ننھا سا شہزادہ نہیں روتا
ولا سال ولادت بارگاہ شاہ آصف میں — کہو سرکار کو ہو دی مبارک چاند سا پوتا ۱۳۲۵ھ
برالفت میں جب شہ نے لیا ہاتف نے فرمایا — مبارک شاہ آصف جاہ کو ہو گود میں پوتا ۱۳۲۵ھ
ادب سے عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے — جہان پرور مبارک ہو مری سرکار کو پوتا ۱۹۰۷ع

(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی

تاریخ تسمیہ خوانی فرمانروائے دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب مولوی محمد عبد القادر طاہر

در تقریب بسم اللہ — عالم شاد و خرم ماند
سال ہمایون گفت خرد — اقرار باسم ربک خواند ۱۲۸۸

تاریخ تسمیہ خوانی میر ابرار حسین طبعزاد جناب تسلیم سہسوانی

خواند بسم اللہ چو ابرار حسین — سرو قد خواست دل بسم اللہ
کرد تسلیم بتاریخ رقم — شادی شتابل بسم اللہ ۱۲۹۳

تاریخ تسمیہ خوانی شہزادۂ والاتبار ولی عہد ریاست دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شہزادہ ہوا ہے زیب مکتب — سبحان نہ ہو ثانی ولی عہد
سورۃ اقرار کی آج سن لی — سلطان نے زبانی ولی عہد
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے — پیری و جوانی ولی عہد
اس رسم کی داغ تو بھی تاریخ — لکھ تسمیہ خوانی ولی عہد ۱۳۰۲

تاریخ تسمیہ خوانی نور الحق ابن لطف حسن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نور الحق ابن لطف حسن چار پسالہ شد
سال سعید تسمیہ اش زد رقم ولا
الشکر و الثناء لربّ الّذی خلق
اقرأ باسم ربک فرمود نور حق
۱۳۱۲ھ

(د) تواریخ تقریب ختان

تاریخ ختان سید مصطفیٰ برادر زادۂ مؤرخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چون ختنۂ مصطفیٰ شد از چالاکی
ماسال ختان او نوشتیم ای قدر
گلچین شدہ حجّام بفرّخ ناکی
شد سنّت مصطفیٰ ادا در پاکی
۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان صاحبزادہ یکے از اعزاے لکھنو طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر اوج تخلص

منت خدای را کہ درین ختنہ ہاے سعد
تاریخ طبع اوج سخنور بقلب صاف
گل گل حدیقۂ دل تلمیذ ما شگفت
حجّام گل گرفت ز شمع ہلال گفت
۱۲۸۵ھ

تاریخ ختان میان الطاف احمد ابن مولوی نعمت اللہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

لو مبارک ہو میان الطاف کی ختنہ کی رسم
رسم گلپوشی کا جلسہ ہم بھی لیں گے عنقریب
عرض کردو امی ولا سال بیان واقعی
جس کی خاطر دھوم سے کنبہ کی مہمانی ہوئی
خاطر احباب یہ تقریب ہر مانی ہوئی
نور عین نعمت اللہ کی سلمانی ہوئی
۱۳۰۴ھ

(ہ) تواریخ شادی کد خدائی

قصیدۂ تاریخی طوطی شاہزادۂ داراشکوہ بصنائع مختلفہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی

۱) بحمد اللہ کہ شد دیگر سعی نائب سلطان
رواج الیتیام افزون حدوث وصل آباد ان
۱۰۴۳
۱۰۴۳

صلای امن دادند بہر طوی شاہزادہ
۱۰۴۳

قبول یکدلی یابی ازین جشن عمادارکان
۱۰۴۳

درین دولت کہ یار جاودان باداز وجود او
۱۰۴۳

میزّین شد دلم گل گل لطف او سبحان
۱۰۴۳

تعالی اللہ زہی گردون مآثر ہا دمی کامل
۱۰۴۳

دلیل و موبد و دانا بعہد دانش و عرفان
۱۰۴۳

زہے شاہا نکو آئین کہ ماندہ پای اقبالش
۱۰۴۳

یمین عہد را بازو یسار جود را سامان
۱۰۴۳

یم از صیت عطای او کند از مفلسی نالہ
۱۰۴۳

دُر از قید نوام او بیم اندر صدف نالان
۱۰۴۳

یقین دانم کہ قصد او کند حلّ ہمہ مشکل
۱۰۴۳

یمین جود او دارد دلا ہر مشکلی آسان
۱۰۴۳

نوید جشن شہزادہ وصل آمد بحمد اللہ
۱۰۴۳

قرین فرکہ ایزد باد عہد حاجب و دربان
۱۰۴۳

برو در سایۂ شاہ جہان طالب لقای او
۱۰۴۳

رہین شادی جہان جاوید عدل ایمن محیط ایمان
۱۰۴۳

لوای جود او ہر جا بمقصد سایہ افگن شد
۱۰۴۳

امل آنجا رسد کامل کشادہ دل بکف دامان
۱۰۴۳

وجود جاہ او باد اصفای حکم رقمیت
۱۰۴۳

نومیّ بزم او ساز دل پژمردہ شادان
۱۰۴۳

حسود بدگوی او را نخوست مائل طالع	مرید کلک او باد اسعادت ازبن دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
مراد و مقصد مادح شہاب الدین و الدنیا	ہمہ زیب و ہمہ برنا ہمہ ہمت ہمہ احسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
حصول سروری قائم بآن طوبیٰ لقا ایدون	رواج عدل باقی باد زین جشن نکو بنیان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
محبت بین کہ دارد بر دوام جود کدّ او	بود پیش کف نامی وی سنگ و گہر یکسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
لوا راجیش و قائد جہان را داد او انجم	ابد با جود او ہمدم ستم را عدل او دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
شہے کز نار لطف وی کند چون شاہدی دائم	مسیح آید چو بیماران بعطّار از پی درمان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
الٰہی تا ابد باد الوای جیش وی برپا	قیام ملک او ہمرنگ باد الطف را سامان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
ہمیشہ فرّ با اقبال او با وقع و با آئین	ہمیشہ حاسد احوال او بیچارہ و سرگردان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
بصد تزئین بلوح محفل شاہ	رقم دیدم قران مہر با ماہ
۱۰۴۳	۱۰۴۳

(نوٹ) اس قصیدہ تاریخی کو باعتبار صنائع مختلفہ مجمع الصنائع کہنا چاہیئے

(۱) ہر ایک مصرع سے مادۂ تاریخ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے۔

(۲) ہر ایک مصرع کے اعداد حروف مہملہ کو دوسرے مصرع کے اعداد معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بصنعت اعجام تاریخ نکلتی ہے۔

(۳) اسی طرح ایک شعر کے دونوں مصرعوں سے حروف مہملہ کے اعداد کی میزان دین تو سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) ہر ایک مصرع کے حرف اول کو بصنعت توشیح جمع کریں تو ایک تاریخی شعر حاصل ہوتا ہے جو آخر قصیدہ پر لکھا گیا ہے۔ اس شعر میں بھی صنائع ترصیع و اعجام و ابہام موجود ہیں۔

(افادہ) (۱) شعر سوم کے پہلے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔ اسی طرح شعر پنجم کے پہلے مصرع میں۔ اور باقی تمام قصیدہ میں (کہ) کے عدد حسب مذہب اول ۲۵ محسوب ہوئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں ایک ہی مؤرخ کی دو عملی قابل غور ہے۔ ہماری رائے میں مؤرخ کا تسامح ہے۔

(۲) شعر ہشتم کے دوسرے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔

سہرا تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادہ ڈپٹی مرزا عباس بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

رشک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	آئینہ منہ سند بخت سکندر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
حلقۂ شوق ہے یہ ہاتھ میں کنگنا دلخواہ	دامن حسن ہے فیاض کے سر پر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
جس نے دیکھا نہ ہو خورشید زمین کر نو مین	دیکھے ان کا رخ نایاب ہٹا کر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء

مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے	کیا ہی حیران ہے گر رخ انور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طناز فلک	سب جبین صبح ہے منہ چاند ہی اختر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
تازہ الفت کا بہت دام تو پھیلایا ہے	صید اخلاص کرے سر کے نچھاور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
سب کے تار نگہ شوق ہین لپٹے معکوس	ہے سجا رخپہ یہ سہر یکے برابر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس	دامن ظل علمدار دلاور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا	کہین اس زور کا ای قدر سخنور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء

تاریخ کد خدائی نواب اصغر علیخان لکھنوی طبعزاد ایضاً

سنو نواب اصغر خانصاحب	تمہارا گھر بسا شادی مبارک
کہا یہ قدر نے مصراع تاریخ	نشاط خانہ آبادی مبارک ۱۲۹۷ھ

ایضاً ولہ

نبّن صاحب بعقد مہد آرا شد	وین عقدہ بشہر فتحپور ش واشد
اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ	باز ہرہ قران مشتری آنجا شد ۱۸۸۰ء

تاریخ کد خدائی دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر وزیر سلطنت اودہ طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نواب باحشم شرف الدولہ ذی ہمم	جنکی بہادری پہ ہی شمشیر تک گواہ

اچھے کے اچھے ہوتے ہین سچ ہے جہانمین — وہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ
ہین رنگ و بوے باغ شرف دختر و پسر — دونون دُر یگانۂ دریاے عزّ و جاہ
دونون کی شادیان ہوئین ایوان زرپائی زیب — گلشن کا رنگ جشن سے محفل پر اشتباہ
تاریخ خانۂ دوزبان نے لکھی امیر — یہ مہ قرین بزہرہ و زہرہ قرین ماہ
۱۲۷۳

ایضاً

زمین و آسمان دونون ہین نازان — گہر دو پاے ہین درج شرف مین
یہ سال عقد ہے نورٌ علیٰ نور — قمر دو آے ہین برج شرف مین
۱۳۱۱

(نوٹ) لفظ آئے مین مورخ نے ایک یا محسوب فرمائی ہے جس سے ہمکو اختلاف ہے (مؤلف)

تاریخ رسم عروسی صاحبزادہ مولوی عبد القادر طاہر۔ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خجستہ عہدی خجستہ فصلے خجستہ سالی خجستہ ماہے — خجستہ روزی خجستہ صبحی خجستہ شامی خجستہ آنے
چہ عہد عہدی کہ شد مکرم زمینت مہدیش تعالم — چہ فصل فصلیکہ شد مسلّم بہار او جلوۂ گلستان
چہ سال سالیکہ ماہ و روزش مثال نور و ضیاے دلفروزش — چہ ماہ ماہیکہ شمع روشن چراغ روی کند فروزان
چہ روز روزیکہ شاخاور پیش نوشہ شود برآید — بعارضش سہرۂ منوّر چو نیچہ آفتاب تابان
چہ صبح صبحے کہ در جوانی نسیم گلزار کامرانی — غلام محمود را تو دانی زعقد او کردہ گل بدامان
چہ شام شامیکہ خوان نعمت بدشمن و دشمنت بقسمت — چہ شام گاہیکہ زیب و زینت کند شب وصل با ہجران
خجستہ جشنی بود قران اعروس نوشاہ جسم جانرا — خجستہ آنیکہ این و آنرا قرین کند در حضور قرآن
چہ عہد محبوب و فصل مرغوب و سال میمون مہ مہ لقا ن — چہ روز محمود و صبح مسعود و شام امید و آن ارمان
خجستہ تاریخ حسب حالش زروے تاریخ و ماہ و سالش — دلآرا قم زد کہ روز آدینہ بست و پنجم ز ماہ شعبان
۱۳۲۲

تاریخ رسم عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری و معتمد پیشی سرکار نظام دام اقبالہ طبع غرائب موکتاب

انی ابشر للذی ترک المناہی خاشعا — لاشک من تبع الہدی بالطوع فہو مہذب
وقع النکاح بجلسۃ شرعیۃ ارخ الولا — فلقد تزوج ابنت احمد حسین مطیب ۱۳۲۵ھ

ایضاً وله

جشن دامادی مہر کرم است — بزم شادی شد از وجلوہ فروز
ہاتف سال عروسی است ولا — نوشہ الطاف حسین ست امروز ۱۳۲۵ھ

ایضاً وله

لو میاں آج چڑھی بیل منڈھے — آرزو پوری ہوئی کیجیو چین
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے — کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

سہرہ تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سلطنت آصفیہ طبع غرائب موکتاب

ندیدستی مگر در رسم ایران سہرہ بر عارض — نقاب بیش نبود ای سخندان سہرہ بر عارض
بسفتم گوہر مضمون بتار فکرت نازک — دہد تا جلوۂ لولوے غلطان سہرہ بر عارض
اگر داری ہوای موشگافیہای مضمونش — توان دریافت از زلف پریشان سہرہ بر عارض
سحرگاہان شود صد عندلیب دل فدای او — کہ سر تا پا بدار د گل بدامان سہرہ بر عارض
بسرخ دارد عروس نہ فلک زرین نقابے را — کشد از پنجۂ خورشید تابان سہرہ بر عارض
رگ گل سلک گوہر میکشد از قطرۂ شبنم — عروس باغ دارد در گلستان سہرہ بر عارض
ز تار نغمۂ بلبل ز گل گشتہ ز ریفتی — بوصلت کتخدائی راست سامان سہرہ بر عارض
عروسی خانۂ فانوس دارد شمع محفل را — گہ دامادی پروانہ پنہان سہرہ بر عارض
بآب زر بود بر مصحف رو صد خط روشن — غلاف تارکش بر جلد قرآن سہرہ بر عارض

بچشم آنکه خار آرزوئی نشکند در دل
پسند دمردم چشمش مژگان سهره برعارض

چکد صد قطرهٔ شرم از رخش در رو نمایها
ز سلک گوهرین کرد ابر نیسان سهره برعارض

برحل خط فروزد مصحف روجلوهٔ روشن
غلافی میکشد بالای فرقان سهره برعارض

بتقریبی که باشد از رگ جان ساز و سامانش
سنروتا رنگه باصد دل وجان سهره برعارض

ولا از ماخذ این رسم هندستان خبر دارم
که دعوای تفوق میکنند زان سهره برعارض

بمشکوی مهاراجه یمین السلطنه حشمتی
که شد رونق فزا داماد دیوان سهره برعارض

بیان واقعی هم صنعت اعجام شد سالش
زهر دو مصرعم نوشاذ دلیشان سهره برعارض

مبارک عقد صاحبزادی شادست تاریخی
همایون باد یارب دست سلطان سهره برعارض
۱۳۲۶

ایضاً قصیدهٔ تاریخی وله

شاد شد دلها که تابان گوهر برج مراد
شد بآب و تاب با وزیور کش دلبند شاد

چشم مارو شن که رخشان کوکب برج امل
در شبستان طرب بر اوج شادی جلوه داد

جذبهٔ روزیکه خورشید درخشان امید
بر سپهر خاطر عالم بر آمد با مداد

اے خوشا فصلیکه اشک شادمی اهل طرب
صبح عشرت در چمن زار تمنا آب داد

گل بدامن های عالم ریخت رنگ انبساط
تا نسیم جانفزائے غنچهٔ دلها کشاد

شادی دامادی دخت یمین السلطنه
یافت از افضال خلاق دو عالم انعقاد

آن مهاراجه وزیر اعظم ملک دکن
آیهٔ رحمت لقب دارد بلطف وعدل داد

اعتبارش همسر بخت سکندر طالعان
انکسارش حلقه در گوش شهٔ آصف نژاد

جان نثار شاه شاگرد رشیدش در سخن
تابع هر لفظ و معنی پرور حسن رشاد

آنکه ذات او بقصر مملکت رکن رکین
وانکه رائے مستقیم اوست دولت را عماد

انکہ صلح کل بود وابستۂ حسن معاش	وانکہ از حسن عمل وارستۂ فکر معاد
فطرت دشمن نوازش دوستدار خاص و عام	نیت اعدا گدازش قامع اصل عناد
دشمن از لطف عمیمش غرقۂ آب حیا	دوست از دست کریمش میکش جام و داد
اوست کز طرز عمل بہر رعایا معتمد	اوست کز حسن عمل شہ را بذاتش اعتماد
این بود مردی کہ با خویشان ندارد اختلاف	وین بود شخصے کہ با بیگانگانش اتحاد
باشد او را با امامانِ شریعت اعتراف	باشد او را با بزرگانِ طریقت اعتقاد
در طریقت مسلک او جادہ پیمائے صفا	در شریعت رہنمائے او طریق اجتہاد
اقتدارش قدردان پایۂ ارباب فضل	قدرتش جوہر شناس مایۂ اہل سواد
دارد او ذوق سخن آن مایہ در نطق عجم	کز کلامش میکند فکر نظامی استناد
مدحتش از حیطۂ فکر ست بیرون اے ولا	حرف وصفش را بود صد معنیِ نو مستزاد
بر دعا ختم سخن اولے کہ پایان تسلسل ست	قول (خاموشی بود حدِّ ثنا) دارم بیاد
زانکہ در فن جمل نازد ید طولائے من	در دعا مصرع من طرح تاریخے نہاد
حق نگاہش دارد از ہول حوادث دائما	کو نگہدارد بوضع عافیت حق العباد
۱۳۱۷ فصلی	۱۹۶۵ سمت
باد عمر او بظلّ سدرۂ آصف دراز	عسکر اقبال روز افزون بود دولت زیاد
۱۹۰۸ ع	۱۳۱۵ بنگلہ
دوستانش را میسّر باد گنج بے شمار	خاک در چشم رفاہ دشمنان بدنہاد
۱۹۶۵ سمت	۱۹۶۵ سمت
یارب این جشن ہمایونش شود در رنگ طرب	چشم او روشن بود دائم دل او شاد باد
۱۸۳۰ شالیوہن	۱۳۲۶ ہجری

(و) تواریخ سالگرہ وجوبلی

تاریخ سالگرہ ولیعہد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہزادی کی — رہے ہمیشہ الٰہی بہار سال گرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھے تاریخ — زیادہ تا بابد ہو شمار سال گرہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ سال گرہ حضور نظام دکن ادام اللہ دولتہ طبعزاد ایضاً

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہ والا کی — خجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ — کہلے نصیبوں کی یارب ذوالجلال گرہ
ہزار دانۂ یاقوت کی بنے تسبیح — بڑھے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہے داغ نے یہ اس کا مصرع تاریخ — ہزار ون سال مبارک یہ جشن سالگرہ ۱۳۰۶ھ

تاریخ سال گرہ چہل سالہ سرکار نظام دکن حضور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب

خوشا جشنے کہ در عہد بہار از فضل یزدانی — گرہ بندان چل سال ست در ایوان سلطانی
رعایا راست در درگاہ آصف حکم مہمانی — نواسنجان باغ مدح محو تہنیت خوانی

مہ و ماہید شد شمع شب افروز گلستانش
زمین تا آسمان محو تماشائے چراغانش

ہوا جویان دولت در ہوائے سیر گلزارش — نواسنجان مدحت چشم بر دست گہربارش
تمنائے مراتب در دل ارباب دربارش — بقدر ہمت خود فکر ہر کس در پئے کارش

دل یک عالمے شوق حصول مدعا دارد
دعا گویش سر نوک زبان ذوق دعا دارد

الٰہی تا بود دست و قلم از آستین پیدا — شود تا حرف مشکین بر بیاض کاغذین پیدا

خط تقدیر عالم را بود تا بر جبین پیدا
کند تا صنعت حکاک نقشی بر نگین پیدا

کتابین چهرهٔ محبوب ما با خال و خط باشد
طراز نکتهٔ چین محکوک چون حرف غلط باشد

مداد این حرف بر کاغذ کند تا عنبر افشانی
ز شجر فین قم آتش خورد تا لعل رمانی
بود تا حلیهٔ بین السطور صبح نورانی
کشد تا پنجهٔ خورشید از جدول پشیمانی

الهی تا براوراق جهان تقسیست از صولت
بود شیرازه بند مملکت شاه جوان دولت

الهی تا بود نوک زبان را لذت گفتن
همی تا در نقاب لفظ معنی راست بنهفتن
سخن گفتن بود تا در مثال یکرجان سفتن
الهی تا مضامین است نگ و بوز بشنگفتن

نگار لفظ را تا جان معنی در بدن باشد
نظام الملک آصف جاه محبوب دکن باشد

الهی تا بود مضمون نگین در تهٔ فکرت
بتابد تا براوج طبع نورانی مه فکرت
عروس نظم تا پنهانست در خلوتگه فطرت
الهی تا بود اقلیم معنی راشه فکرت

زبان خسرو ما طوطی شکر شکن باشد
کلام آصف ما آصف ملک سخن باشد

بسطح ارض تا نظم ممالک راست آئینی
ضوابط را بود تا در جهان ترتیب و تدوینی
نواسنجان مدحت راست تا مضمون رنگینی
زمین و آسمان را تا بود تحریک و تسکینی

الهی شاه معنی پرور ما در جهان باشد
زمین نظم را فکر بلندش آسمان باشد

بظلّ ایزدی طوبائے ذاتت پر ثمر بادا
ولی عہد تو برخوردار در ظلّ پدر بادا
بزیر سایہ ات نخل مرادش بارور بادا
ز ابر قدرتت سیرابیش از آب زر بادا

ز مژگان آب و جارو بے کشم بر سطح بستانت
ضیائے چشم عالم باد قندیل گلستانت

گرہ بر گوش بدخواہان نہ بر فلک پیہم
بکوتاہی گراید رشتۂ عمر عدو ہر دم
گرہ افتد بکار بد سگالانِ جفا توام
گرہ از کار یارانش کشاید خالق عالم

وز آں سال گرہ بندان بود دلخواہ آصف را
ہمایون باد ایں جشن ہمایون شاہ آصف را
۱۳۳۳ھ

(ز) تواریخ غسل صحّت

تاریخ غسل صحت مہاراجہ دکھیجے سنگھ والی ریاست بلرام پور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

دکھیجے سنکہ آنریبل کے سہی اس آئی خطاب
آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد دور باش
چشمہا بر داشت اندر صید شیران در کنام
شد زبون چون مردماں چشم تن سرتاپاش
ہر یکے نخل دعا بنشاندش از بہر اثر
ہر یکے دست و زبان بر داشت از بہر دعاش
غسل صحّت کرد و آب رفتہ در جو آمدش
عمر عیسیٰ مژدہ گوی آمد زلب ہای شفاش
قدر از دست دعا بنوشت سال عیسوی
بہر پاس جسم باد آب غسل آب بقاش
۱۸۸۰ع

تاریخ صحّت نواب اعظم الدولہ مدار المہام ریاست رام پور طبعزاد جناب داغ دہلوی

کرم گستر داغ جنرل بہادر
ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم
مبارک ہر آئینہ صحّت مبارک
۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانی معالی خصوصہ پر نور کن بام اقبالہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

رہے شاہ دکن یارب سلامت — ضیا حاصل ہے جب تک مہر و مہ کو
لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت — مبارک دور صحت بادشہ کو
۱۳۰۹ھ

ایضاً ولہ

مرے حضور الٰہی جبین ہزار برس — شفا سے جن کے سکون ہو دل زمانہ کو
لکھا ہے داغ نے یہ سال صحت سلطان — خدا نے دی ہے شفا عادل زمانہ کو
۱۳۰۹ھ

تاریخ جشن صحت نواب یوسف علیخان بہادر والی رام پور بروز عید طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مژدہ اے طالبان شاہد عیش — کہ ہوئی صبح عید شام امید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا — مرتبے میں ہوئی دوبالا عید
دھوم ہے ہر طرف مبارکہ ہو — وصل میں وصل اور دید میں دید
فکر تاریخ کی جو میں نے امیر — کیا ہی روح القدس نے تائید
ہوئی تاریخ جشن و عید بہم — جشن میں جشن اور عید میں عید
۱۲۸۱ھ

ایضاً ولہ

شرف و ان مہر کو ہر یان عروج ماہ دولت ہے — عجب صحبت عجب جلسہ عجب شاہی ساعت ہے
کسے سال ہمایون ہاتہ آتا ہے امیر ایسا — مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے
۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت منشی امتیاز علیخان وزیر ریاست بھوپال طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

عمر خضر نصیب مرے دستگیر کو — چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا — اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو
۱۳۱۰ھ

تاریخ غسل صحت جناب مولوی حسن الزمان محمد دام فیوضہم طبعزاد مولوی محمد ابراہیم سعد تخلص حیدرآبادی

شکر حق باز یافت بینائی		چشم حق بین شیخ پاک نہاد	
سال آن فی البدیہہ سعد گفت		چشم ما روشن و دل ما شاد	
		۱۳۲۶ھ	

تاریخ غسل صحت حضرت اقدس و اعلی حضور پر نور نظام دکن مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کل تیرے دشمنون کی ناسازی تھی طبیعت		حامی ترا خدا ہے ملک دکن کے والی	
شکوے کو تن ہین اور مصلح بدن ہین		حکمت سے کب جدا ہے تقدیر لایزالی	
منت منار ہے ہین صدقے ہی آر ہے ہین		اور مرکز دعا ہے درگاہ ذوالجلالی	
خیراتیون کی کثرت داد و دہش کی شہرت		سب کچھ تری عطا ہے وجہ فراغبالی	
تیرے کرم کے صدقے تیری عطا کے قربان		جیبین وہ بھر رہا ہی تہا جس کا ہاتھ خالی	
خوشیون کے ہین ترانے صحت کے شادیانے		موجود جا بجا ہے رنگ خجستہ حالی	
تاریخ غسل صحت لکھو ولا بعجلت		رد تیری ہر بلا ہے ۱۳۲۶ھ ای بند گان تعالی	

(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی

تاریخ جلوس شاہ جہان بادشاہ طبعزاد جناب آقا امیر شوقی مغفور

بادشاہ جہان و شاہ جہان		خرم و شاد و کامران باشد	
حکم او بر خلائق عالم		تا جہان باد در جہان باشد	
		۱۰۳۷ھ	

(نوٹ) اس قطعہ تاریخ کے مصرع سوم مین کوئی اشارہ تاریخ کا نہین ہے۔

یہ طرز متاخرین کے پاس جائز۔ ہماری راے مین اشارہ تاریخی ضرور ہے۔

انتخاب از قصیدہ تاریخی دوازدہ شعری کی مراد آبادی بتقریب جلوس نواب ناصر الدولہ والی حیدرآباد

جوہر ناطق منم مشہور از حسن بیان		وجہ اشعار م ز دل بیند کنون کو قدردان			
۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲		۱۲۴۴ھ	۶۲۲

نیستند از جوہر اہل دول گہ بام قدر	یادوارم از دل اعجب نکتہ ہا کو قدردان
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲	۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲
دیدہ ام من در جہان وقت بدار راہ ملال	ہر کہ می دارد سند ساز و بادقات جہان
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲	۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲
قلب او راکم شناسد از مدار جہائے نطق	درک عاقل میدہد از جوہر قابل نشان
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲	۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲

(نوٹ) ہر ایک مصرع میں حروف معجمہ کے اعداد ۶۲۲ ہیں۔ اور حروف مہملہ کے اعداد ۶۲۲ اور دونوں کا مجموعہ ۱۲۴۴۔ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اسمیں صنعت ترصیع کے ساتھ صنعت ازدواج۔ اور مجمع الصنائع بھی ہے۔

ہمارے ایک مہربان نے براہ مہربانی اس قصیدہ کی نقل مراد آباد سے بھیجی تھی مگر اوس کے اکثر اشعار میں لفظی غلطیاں بہت سی تھیں اعداد پورے نہیں ہوتے تھے لہذا ہم نے اون سے صرف ۴ اشعار کو منتخب کر لیا جن کے عدد صحیح تھے۔

تاریخ جلوس مسند نشینی نواب محمد مشتاق علیخان بہادر والی ریاست رام پور بطبع اجناب داغ دہلوی مغفور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت	بنا ہے عیرت فردوس مصطفے آباد
جہان جہان ہر خوشی عیش انبساط سرور	زبان زبان ہے او انغمۂ مبارکباد
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادۂ عشرت	نفس نفس سے یہ آواز ہے کہ آئی مراد
دہن دہن سے دعائے بقائے دولت و عمر	سخن سخن میں ہر شکر و سپاس حد سے زیاد
عروج و دولت و اقبال و شان و شوکت سے	بنا ہے عالم بالا یہ عالم ایجاد
ہوا و سادہ نشین روز جمعہ کو نواب	نمازیوں نے دعا دیکے دی مبارکباد

زہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر
قدم جما کے سنبھلتا ہے باغ مین شمشاد

وہ جوش رنگ ہی ہو آب نیشتر بہی شہاب
جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصّاد

مثال خاطر شگفتہ ہر گل امید
بر نگ غنچہ نشگفتہ ہر لب فریاد

سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع
سبب اتفاق سے ہین آب و خاک و آتش و باد

مزاج اہل زمانہ مین ہے وہ یکسوئی
مریض کے بہی مرض مین نہ جمع ہون اضداد

چڑہا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
پکار اُٹہتے ہین نشے مین ہر چہ باداباد

قضا قضا کرے لیکے ہچکیان پیہم
کسی مریض کو بہولے سے بہی جو آئے یاد

شرار برق بہی دانتون مین ڈر سے اڑ سکا
ہوائے عدل سے ہو صرصر خزان برباد

ترے سکون طبیعت قیام دولت سے
کہے نہ اب سے زمانے کو کوئی بے بنیاد

فروغ نیّر اقبال سے عجب کیا ہے
پڑہے اگر خط تقدیر کو رِ مادرزاد

ترے زمانے مین دل ہو گئے ہین آئینہ
ہوا تہا صاف سکندر کے عہد مین فولاد

گدا کو بہی وہ تحمّل سے عہد دولت مین
جو اس زمانے مین ہو خسروی کرے فرہاد

ترا اشارۂ ابرو کلید فتح امید
تری نگاہ دل آرزو ہے جان مراد

ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہین اعدا
مٹا ہے عہد مین تیرے وہ نام شور و فساد

اب اسکو سہو کہین ہم کہ حافظہ ٹہہرائین
ہمیشہ تجھکو رہا دیکے بہول جانا یاد

بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز
یہ داغ مدح سرا ساکن جہان آباد

جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
قتیل خنجر اعدا و کشتۂ حسّاد

اِسے خدا نے باعزاز و آبرو رکہا
مدام شاد رہا یہ بفضل ربّ عباد

امیدوار ترحّم ہے خواستگار کرم
نگاہ لطف رہے خلد آشیان سے یاد

دعا عین دیکھ لکھتا ہے مصرع تاریخ	جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد ۱۳۰۴ھ

تاریخ فرمانفرمائی و سلطنت رانی حضور پر نور والی دکن ادام اللہ اقبالہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میر محبوب علیخان شاہ والا منزلت	حکمران شد شاد از احسان خلاق زمن
۱۹۴۰ سمت	۱۸۸۴ عیسوی
چار تا سالش نویسد پنجۂ کلک ولا	مملکت رانی ہمایون بادای شاہ دکن
۱۲۹۳ فصلی	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ دربار دہلی بتقریب تاجپوشی ملک معظم قیصر ہند طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

آباد بود تا بقیامت سر ہند	شاہ انگلنڈ و قیصر کشور ہند
ہاتف چو نقیب زد ندا سال جلوس	جشن دربار نامے قیصر ہند ۱۳۲۰ھ

تاریخ مسند نشینی مہاراجۂ میسور طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور	سرور افزاے ہر پیر و جوان شد
خہے رسمے کہ در ایوان شاہی	مسرت بخش قلب راجگان شد
گورنر جنرل ہند از برایش	بکر و فر شاہی میہمان شد
مہاراجہ سریر آراے راج است	بحمد اللہ کہ این دولت جوان شد
ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت	مہاراجہ بدولت حکمران شد ۱۳۲۰

(ط) تواریخ فتوح

تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبعزاد جناب مولانا حامی مغفور

گشت در پانی پت ابراہیم شاہ	شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت در روز و سال و تاریخ ظفر	صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

تاریخ فتح ستارہ گڈھ بصنعت مقطعہ ترتیبی طبعزاد جناب مولوی عبدالجلیل بلگرامی مغفور

چو سیوا و سنبھا و رانا بہ گیتی		ز تیغ شہنشاہ گشتند پارہ
الف ہائے این ہر سہ را تا بیکجا		نوشتیم تاریخ فتح ستارہ
۱۱۱۱ھ		۱۱۱۱ھ

ایضاً ولہ

چو محی الدین محمد شاہ غازی		ستارہ فتح فرمود از اشارہ
رقم کردم بکلک فکر بینے		کہ زو شد چار تاریخ آشکارہ
بود ہر مصرعش تاریخ منقوط		ہمان عاطل بہم شد در شمارہ
محمد شہ اساس شطح را کند		برآمد باطل از حصن ستارہ
۱۱۱۱ھ		۱۱۱۱ھ

(نوٹ) شعر چہارم کے دونوں مصرعے حامل تاریخ ہیں۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے اور انہیں دونوں مصرعوں کے حروف معجمہ سے تاریخ نکلتی ہے جس کا نام صنعت اعجام ہے۔ اور علی ہذا دونوں مصرعوں کے حروف مہملہ میں بھی تاریخ ہے بصنعت اہمال۔

(ی) تواریخ وزارت

قصیدہ تاریخی وزارت نواب مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبعزاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

بحمد اللہ از افضال عزیز واہب سبحان	۱	بشد سالار والاشان باقبال عجب دیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ہے سالار کز نسبی اسم جزیل وی	۲	مباہاتے بیک عالم کند سالاری دوران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

ز گوہر باری دست عطاے یا مراد وے	۳	بجوش دل شدہ گریان بس از بی مایگی نیسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز برق دانش عالم فروز لمعہ زیب او	۴	بگردد در حجاب ابر مہر نورہ پنہان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
مدارا کردہ با حجّاب عالی منزلت الحق	۵	بشد دارا بآن درگاہ اقصیٰ جاہ او دربان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
فداے وجہ او جانم کہ در عزّ نثار او	۶	لآلی را حصول آب و جانی یافتہ مرجان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز بزّاو فزودہ دیگر آبے جوہر منّت	۷	ز جود او گرفتہ حسن بی یگر ہیکل احسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ہدایت مید ہد بس مفسدان جبر کاسب را	۸	شود در عہد او چون پیر صاحب سلسلہ زندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بکنج جود او چون لعلے از زنگ ہوا رفتہ	۹	بمال بذل او گوہر بیامد از بن دندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
جہان آزاد گشت از بند رنجی بس بعہد او	۱۰	بطوق قمریان بس سرو از برگی زند سوطن
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
درین قحط الرجال از قدر افزائی او قصداً	۱۱	بود ہر حال اہل علم با قدر گران ارزان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز جود وے معیّن بُد برات رزق عالم ہا	۱۲	باو گردید دیوانی باین رو در شمشیان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
رمہ در ہر چراگہ میچرد چالاک بے بیمے	۱۳	دہان گرگ بربستہ ز عدل عام وے چوپان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سجود آستان اوزد شواری حصول آید	۱۴	بپای رفعت ایوان سر از جہدے نہد کیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ریاست اوّلاً بودہ بدید مرگ بیمارے	۱۵	کہ در درمان وے در ماند دعوی ہمہ درمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
کنون از طبّ تدبیر بسیط آن فلاطون عقل	۱۶	بیک دارو ز صحّت آمدہ جسم وی صد جان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
چہ دارد آبرو یابی ہوس از آتش دلہا	۱۷	بباد از خاکپای موکب وی کحل چار ارکان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بود زین بوم نیکو بوم چو انخانہ ویرانی	۱۸	کہ بس این مملکت ارسعی او شد جملہ آبادان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز حیرانی دیدا و دہ پشتی بدیوارے	۱۹	بہ پیش لمعہ نور روے او آئینہ حیران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بنزد عقل او سہل آمدہ دشوار از ہر فن	۲۰	بہ پیش طبع او از علم ہر مشکل بود آسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
سر اعدا بپای وے بہر سوی فتد چون گوی	۲۱	میان جنگ آن شمشیر وی گویا ز ند چوگان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بر ایوان بلند وے کہ بعد لا تناہی شد	۲۲	ز اہل حکمت الحق نا مسلّم سلّمی بر ان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
عجب نبود اگر معنی ہم از دولت بر د زلّہ	۲۳	جہانے آمدہ برخوان جود وی کنون مہمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
الٰہی تا بود ساکن چو مرکز این زمین یکرہ	۲۴	بگرد او بود مانند پرکار آن فلک گردان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سکون این ریاست از وجود او ہمیشہ باد	۲۵	بباد ا دولت وجاہ ابد در گردوی قرمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

(نوٹ) استادی معنی مغفور نے (کہ) کے اعداد ۲۰ محسوب فرمائے ہیں اور شعر (۱۹) میں لفظ آئینہ میں یائے اوّل کو ہمزہ قرار دیکر اس کا عدد (۱) لیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ تسامح ہے۔ اور خلاف قاعدہ۔

تاریخ وزارت ایضاً طبعزاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

صد شکر ز تائید عمیم یزدان		دیوان دکن چو گشتہ سالار زمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زان سال نکو چنین نوشتہ معنی		سالار زمان بگشت نیکو دیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

(نوٹ) اس رباعی کے مصرع اول میں حضرت معنی نے لفظ تائید میں ہمزہ کا ایک عدد محسوب فرمایا ہے۔ یہ تسامح اور خلاف قاعدہ ہے۔

ولہ

چون بآن نواب دارا منزلت سالار جنگ		طرفہ دیوانی نصیب از لطف رحمانی بشد
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
معنی از سال جلوس انبساط او نگاشت		جلوۂ سالار کل بر صدر دیوانی بشد
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

ولہ

ہزار شکر کہ سالار جنگ نیک مآل		چو شد وزیر بے انباز از مکارم شان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

نمودہ فکر باین سال میمنت معنی	نوشت قاعدہ از منطق محیط جہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
چہ از خطاب کلام عرب و نطق عجم	چہ از محاورۂ ترک و کرج و جملہ زبان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بگوے ہر چہ بخواہی ز حرف ہائے جمیل	شمار کن عدد لاحقش و بعد از آن
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
میان دہ بزن و ہشت ہم دراں افزا	شدہ چو جمع بتقسیم بخ نہ ہمگان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بہ پنجگانہ چو کل منقسم تمام بشد	ببین کہ چیست ز باقی عدد بفاش عیان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
دگر بچار صد و بست و سہ بزن رعمل	کہ تا عیان بشود سال او ز قصد نہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

(نوٹ) واجب الاحترام مؤرخ نے اس قطعۂ تاریخ مین بہی کاف کے عدد ۲۰ محسوب فرمائے ہین۔ اور یہ یا تو سامح ہی یا مذہب دوم کی پیروی۔
واضح ہو کہ اس تاریخ مین صنعت ترصیع کے سوا عامۃ الورود سے بہی کام لیا گیا ہے۔

تاریخ وزارت نواب معتمد الدولہ وزیر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو از جناب ناسخ مرحوم

تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر	شد اسکندر وزیر ارسطا طالیس ۱۲۴۳ھ

تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اعظم الدین خان بہادر کو	جاہ و منصب ملا بآسانی

یہ مدار المہام عالی جاہ — مستقل ہے بحکم سلطانی
کیون نہ ہو تا یہ فوج کا جرنل — ہے شجاعت مین رستم ثانی
عدل و انصاف و داد و فیض و کرم — عہد دولت مین بافراوانی
داغ آشفتہ ہو گیا مجبور — ہے یہ آزار دشمن جانی
تن ہے آلودۂ ہزار امراض — دل ہے مجموعۂ پریشانی
مانگتا ہے دعائین صحت کی — پہلو پہو لو بفضل ربّانی
اپنے جبرئیل کو دیا عہدہ — ہے یہ نواب کی ہنر دانی
اس نیابت کی یہ کہی تاریخ — آصف اعظم جہانبانی
۱۳۰۲ھ

تاریخ وزارت نواب سر آسمانجاہ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن — پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لائق وصف و ثنا — بادشاہت بدل ہی تو وزارت بے نظیر
یہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن — شاہ عالم گیر دستور معظم شیر گیر
جبّذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد — اس سہی جان آرام مین ہی اُس سہی دل راحت پذیر
یہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ اُمّہت — مالک اقبال روشن صاحب رائے منیر
یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریای نوال — کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر
داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ — مہر و ماہ آسمان نور ہین شاہ و وزیر
۱۳۰۵ھ

ایضاً و لہ

ملا آج نوّاب کو خاص خلعت — ہوئی دھوم سے دھوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اس کی — وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ
۱۳۰۵ھ

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ سالار جنگ ثانی طبعزاد جناب طاہر نائطی

وزیر دادور مختار دوران		بہ گیتی تا ابد باشد باقبال	
۱۹۴۰ سمت		۱۲۹۳ ف	
چنان خامہ مبارک سنہ نوشتہ		جوان بختی جوان پایہ جوان سال	
۱۸۸۴ ع		۱۳۰۱ ہجری	

تاریخ وزارت نواب عماد السلطنۃ سر سالار جنگ ثانی وزیر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ طبعزاد مؤلف

رفیق باوفا کوشہ نے تشریف وزارت دی		ہوئی حاصل بلندی پایہ عزّ و تفاخر کو	
دِلا جوش مسرت میں پئے تاریخ بول اوٹھا		کہ دیوانی ملی لائق علی خان بہادر کو	
		۱۳۰۱	

تاریخ وزارت نواب سر وقار الامرا مغفور وزیر سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چون مہر کرم خلعت دستوری خود را		بخشید ببالائے مہ برج امارت	
برجستہ رقم زد سنہ اش معتمد او		زیبد بوقار الامرا لبس وزارت	
		۱۳۱۱	

تاریخ وزارت مہاراجہ یمین السلطنۃ سرکشن پرشاد بہادر شاد تخلص وزیر سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف

پیشکار دکن کشن پرشاد		شد وزیر حضور شاہ دکن	
ای دِلا سال سرفرازی اوست		دل ما شاد و چشم ما روشن	
		۱۳۱۲	

(ک) تواریخ خطابات

تاریخ خطاب میجری بہ نواب افسر الملک بہادر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

قدر دان ہے قیصر ہندوستان		کر دیا میجر زہے معدلت	
ہو مبارک یہ خطاب میجری		تجھکو اے نوّاب والا منزلت	
اے بہادر پاک دل پاکیزہ خوی		مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت	

قدردان تیرا رہے شاہِ دکن — شاہ کیسا شاہ فخر سلطنت
مصرع تاریخ لکھا داغ نے — میجر افسر جنگ عالی منزلت
۱۳۰۵

تاریخ خطاب بہ معتمد صرف خاص حضور نظام طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اک خطاب آصف نواز الدولہ آج — شاہ نے بخشا نہایت انتخاب
دوسرا آصف نواز الملک ہے — جس کی قدر و منزلت ہے بیحساب
ان خطابوں کے تھے شایاں آپ ہی — سیّد والاحسب عالی جناب
داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی — معتمد صاحب ہوئے زیبا خطاب
۱۳۰۸

(نوٹ) استاد نے لفظ ہوئے مین ایک یا محسوب فرمائی ہے۔

تاریخ خطاب شمس العلمائی بہ مؤلف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی صبغۃ اللہ مدراسی افت تخلص

نواب فلک جناب شمس العلما — سب ذرّے ہین آفتاب شمس العلما
رافت لکھی ہے مین نے اسکی تاریخ — اعلےٰ ہے یہ خطاب شمس العلما
۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب میر دلاور علی حیدرآبادی دانش تخلص

گر دید عزیز جنگ والا ایدون — شمس العلما بفضل ربّ بیچون
دانش برخواند مصرع سال خطاب — شمس العلما عزیز جنگست کنون
۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلقہ دار حیدرآباد (اثر) تخلص

شمس العلما خطاب داده بولا شاه برش — بایوسف مصر منزلت و علا دار ارش
در مصرعه مستراد فصلی سنه اش — نبوشت اثر — نواب عزیز جنگ شمس العلما ۱۳۱۷ فصلی یوسف منش

تاریخ سرفرازی خطاب کے سی آئی ئی بہ نواب کرنل افسر الملک بہادر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

افسر فوج دکن آج ہین کے سی آئی ئی — جن کے اعزاز سے مسرور ہے سارا لشکر

کہدیا مین نے ولا مصرع تاریخ خطاب | افسر الملک کو قیصر نے عطا کیا کیوان سر

ایضاً ولہ

افسر الملک کو بر بخش نو دیا سر کا خطاب | یا الٰہی ہو مبارک یہ خطاب افسر کو
پئے تاریخ یہ کہتے ہین ولا رتبہ شناس | افسر الملک بہے زینت ہو خطاب سر کو

(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی بجاے پدر طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طالب علی ای قدر ولی بود بحق | بر جاے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست | حق بر مرکز قرار بنمود بحق

تاریخ تقرر نواب وقار الملک وقار الدولہ انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین خان بہادر طبعزاد مؤلف کتاب

باحسن البشارۃ العظیمۃ | ابشر الفریق کان یشتاق
وقار ملکنا نصار معتمد | بکالج فتم منہ احقاق
ولم یکن سواہ مستحقہ | فعند ذاک تطمئن آفاق
فاحسن تلا فیا لما فات | اتی لنا بحسن البدل رزاق
سمعت عامہ من الولا کذا | باصلح المقام قام مشتاق

ایضاً ولہ

بہر کالج معتمد گردید مرد با وقار | آن وقار الدولہ ما افتخار الملک شد
سال تاریخش ولا بر صفحۂ گیتی نوشت | جانشین جائز محسن وقار الملک شد

ایضاً ولہ

وقار الملک سی دنیا مین ناواقف نہین کوئی | فقیرانہ روش رکھتے ہین آگاہ حقائق ہین

پسند انکو ہمیشہ سے رہی مذہب کی پابندی
جفاکش ہین بڑی محتاط ہین اچھون پہ فائق ہین

لیا قوت قابلیت تجربہ ہے انکا لاثانی
غرض ہر طرح سے مشتاق ممدوح خلائق ہین

کرینگے وہ بہت کچھہ آئندہ بھی معتمد ہوکر
سنا ہی قوم کی خدمت کرو پہلے سے شائق ہین

بیان واقعی تاریخ ہے ان کے تقرر کی
وقار الملک حق جو یا اسی خدمت کو لائق ہین

۱۳۲۵ھ

(م) تواریخ خیر مقدم

تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبغراد جناب قدر بلگرامی مغفور

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے
حقاً نازل یہ آیۂ رحمت ہے

۱۳۸۶ھ
۱۳۸۶ھ

ذیحجہ مین ہے نزول اوّل اسی قدر
جب تو حج اکبر مین نہین حجّت ہے

۱۳۸۶ھ
۱۳۸۶ھ

تاریخ مراجعت اعلیحضرت حضور پرنور ادام اللہ اقبالہم از ہنکنڈہ طبغراد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئے زیب بلدہ جو شاہِ دکن
ملا دیدہ و دل کو نور و سرور

کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ
ہنکنڈہ سے آگئے اب حضور

۱۳۰۲ھ

تاریخ خیر مقدم سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم از کلکتہ طبغراد مؤلف کتاب ہذا

ہنیئاً ہنیئاً لکل البرایا
کہ از مقدم شہ دکن شد منوّر

ولا سال تاریخ او عرضہ دارد
ز کلکتہ آمد شہ بندہ پرور

۱۳۰۱ھ

خمسۂ تاریخی متعلق بہ خیر مقدم پرنس آف ویلس بحیدرآباد طبغراد مؤلف کتاب ہذا

ای نگین خاتم و کشور یا خوش آمدی
وی جلا افزائے تخت انڈیا خوش آمدی

ای درِ رخشندۂ بحرِ عطا خوش آمدی
ای سہیلِ آسمانِ اعتلا خوش آمدی

ای فروغ مطلع فکر رسا خوش آمدی

ای ارسطوی زمان لقمان و افلاطون شیم
وی تهمتن تن نریمان نیرو و گشتاسپ دم

ای سکندر رخت و دارا منزلت جمشید جم
وی مظفر فر سلیمان تخت و افریدون حشم

ای ملک کلیلت پر و بال همما خوش آمدی

دیده گیتی بخیر مقدمت چشم راه است
گر دراهت سرمه بخش چشم هر شاهنشه است

غلغل قطع رهت از پشت ماهی تا مه است
خانه دلهای یک عالم ترا منزل گه است

ای تسلی بخش هر شاه و گدا خوش آمدی

در چمن با صد زبان سوسن ثنایت گفته است
شبنم اندر رشته جان دُرِّ مدحت سفته است

در نقاب برگ گل مضمون نو بنهفته است
غنچه دل در هوایت همچو گل بشگفته است

در بهار دولت ای باد صبا خوش آمدی

ای بهندستان ورود تو چمن صبا اندر چمن
نکهت فیضت چو بوی نافه مشک ختن

تا قدم بنهاده بر تارک ملک دکن
تا چراغ افروختی در خانه چشم زمن

از در و دیوار می آید صدا خوش آمدی

سایه پروردان تو ظل الٰهت گفته اند
آستان بوسان تو گردون پناهت گفته اند

حکمرانان خراقلیم جاهت گفته اند
دوربینان جهان نور نگاهت گفته اند

ای فروغ دیده اهل صفا خوش آمدی

از شهنشاهان پیشین گوی سبقت برده
از حکیمان سلف حکمت بدست آورده

بر طریق حاتم طائی قدم افشرده
تا بهندوستان ز نخل جود خود بر خورده

ای چمن آرای گلزار سخا خوش آمدی

شیر با آہو خورد از چشمۂ عدل تو آب
پشّہ از پیل دمان ہرگز نہ میگیرد حساب
باز و شاہین از شکار کبک دارد اجتناب
جور و بیداد و جفا را کس نمی بیند بخواب

ای توانائی دہِ ہر بینوا خوش آمدی

چشم عالم طالب روے پر انوارِ تو بود
دیدۂ اہل دکن مشتاق دیدارِ تو بود
در دلم سودائے جنس قدر بازارِ تو بود
ای مہِ کنعان دلِ مسکین خریدارِ تو بود

ای متاع نیک ۔ لعل بے بہا خوش آمدی

بینوایان چشم بر دست گہربارِ تو اند
جان نثاران دکن جانباز سرکارِ تو اند
حکمرانان جہان با جان و دل یارِ تو اند
خسروان دہر سر تا سر وفادارِ تو اند

ای نگہدارِ دلِ اہلِ وفا خوش آمدی

با تو ہر سائل پرسش در دکن مہمانِ ماست
جلوہ افروزیش رونق بخش ہندستانِ ماست
از قدومِ او بہار تازہ در بستانِ ماست
نغمہ سنج بارگاہش عندلیبِ جانِ ماست

مرحبا ای با تو گلگون قبا خوش آمدی

یا الٰہی خسروِ ما در جہان پایندہ باد
قیصر ہندوستان بر فرقِ عالم زندہ باد
آفتاب خاندانش دائما رخشندہ باد
مہر دانش بر سپہر دولتش تابندہ باد

ای ولیِّ عہد در وقتِ دعا خوش آمدی

خدمتِ ہندوستانت را بجا آوردہ ام
تازہ تالیفاتِ خود این نیچتا آوردہ ام
من بدرگاہِ عمیمت التجا آوردہ ام
عمر و اقبال ترا دستِ دعا آوردہ ام

ای پذیرائے مقالِ مدعا خوش آمدی

بر عذارِ نازکِ مہتاب عکسِ خالِ تست
در دلِ آئینۂ مہرِ فلک تمثالِ تست

مطلع ہفت آسمان شش نخانۂ اقبال تست | خمسۂ فکر و ولا رونق پذیر سال تست

ای مورخ شہنشاہی بیا خوش آمدی

(ن) تواریخ شکار

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو | بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی | کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصف جاہ نے

ایضاً ولہ

ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار | داغ کی تم زبان سے سن لو
کہی گنتی کی ایک ہی تاریخ | شاہ آصف نے شیر مارے دو

ایضاً ولہ

سلطان دکن رستم دوران و دلیر | ایسا ہے زبردست کرے شیر کو زیر
لکھا سر آغاز سے یہ داغ نے سال | بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر

(س) تواریخ تالیف و تصنیف کتب وغیرہ

تاریخ اجرائے اخبار شعلۂ طور کانپور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

عشق ہیں بشر بیان پر ہی ارنی زبان پر | شعلہ طور کانپور نور فشان ہے دور دور
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو | سرمہ چشم فکر ہے شعلہ طور کانپور

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کلام کشفی جادو کلام را نازم | بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد | تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع

یکے بیاض سطور و دگر سواد خطش	چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
زہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش	ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
نوشت قدر پے طبع مصرع تاریخ	کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع ۱۲۸۲

تاریخ کتاب مفتاح الہند مؤلفہ غلام محمد خان واصل طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب	نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد	صد فضل دل کشاد مفتاح الہند ۱۲۸۲ھ

(نوٹ) وزن رباعی مین پہلا مصرع بدون التزام ردیف و قافیہ مکروہ ہے۔ (مؤلف)

تاریخ مثنوی لوح محفوظ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چھوٹے مامون مرے فیروز علی	فکر سے کر گئے امداد قلم
شعر لکھنے کو لگایا جو شگاف	کھل گئی خاطر ناشاد قلم
لوح محفوظ لکھی صلِّ علیٰ	اس قلم و مین ملی داد قلم
کیا حدیثون کو بنایا تصویر	حبّذا صنعت بہزاد قلم
مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت	دیکھئے زور خداداد قلم
نغمۂ بلبل معنی معنے	لفظ ہین قمری شمشاد قلم
نہوئی خلق کبھی ایسی کتاب	جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
یاد کر کے انہین سرد ہنتا ہے	یہ صریرین ہین کہ فریاد قلم
جم گیا سال کا نقشہ ای قدر	لوح محفوظ ہے ایجاد قلم ۱۲۸۲ھ

تاریخ آغاز مخزن الاخبار طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حسن	لوٹنے کا در غلطان کو بہانہ مل گیا

سال سے ہوا اوج نجم مشتری روشن امیر	جس کو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا
۱۲۷۳ھ	

تاریخ رسالہ اردو منشی قادر علی بہو پالی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

اس رسالہ کی قدر ہو گی ضرور	رائگاں جائیگی نہ یہ محنت
فال ہے نیک امیر کی تاریخ	پائے گا یہ قبول کا خلعت
۱۳۰۸ھ	

تاریخ طبع دیوان اوّل نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبعزاد ایضاً

جب اہل فہم سنتے ہیں ایسے کلام کو	آتی ہے چار سمت سے آواز مرحبا
تاریخ ہے یہ خاتمۂ طبع کی امیر	دیوان شاہ ملک سخن طبع ہو چکا
۱۲۹۳ھ	

تاریخ ناول تصویر مؤلفۂ ریاض طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نطق تو مخصوص انسان ہے امیر	ہے اسی کا خاصّہ تصویر بھی
لیکن اس ناول نے ثابت کر دیا	بولتی تصویر ہے تصویر بھی
۱۸۹۲ء	

تاریخ رسالہ سلوک مؤلفہ حضرت شاہ معصوم نقشبندی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

ہدایت ہیں اس کے مضامین عالی	خضر ہیں پے کاروان طریقت
امیر اس کی تاریخ میں نے یہ لکھی	زہے رہبر سالکان طریقت
۱۳۱۰ھ	

تاریخ دیوان نواب عبدالعزیز خان دہلوی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

یکتا ہے فصاحت میں بلاغت میں یہ دیوان	تعریف کرے اس کی یہ کیا منہ ہے کسی کا
زیبا ہے امیر اس کے لئے مصرع تاریخ	ہر صفحہ نیا آئینہ ہے بزم سخن کا
۱۳۱۱ھ	

تاریخ دیوان فارسی نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

در انجمن معنی سلطان سخن آرا	شمعے عجبے افروخت از شعلہ زبانہا
آن شمع بود دیوان آن شعلہ بود مضمون	پیداست ز لمعاتش رنگ ہمہ دانہا

از ہند بایران شد و ز پارس بہند آمد — ہر ملک معطر گشت از عطر فشانیہا
در پارس ہمی بالد زین نظم زباندانی — در ہند ہمی جوشد زین بحر روانیہا
مطبوع شد و گفتم تاریخ امیر آغا — چون ہند عجم نازید از شوخ زبانیہا ۱۲۹۶

تاریخ دیوان نایاب مرحوم طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نایاب نے کیا کہلائے ہیں پھول — اللہ رہے یہ باغ شاداب
تاریخ یہی ہے امیر نادر — کس حسن کی ہے یہ نظم نایاب ۱۲۹۶

تاریخ طبع کلیات میاں منیر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

جب یہ دیوان ہو چکا مطبوع — ہو گئی نظم و نثر عالم گیر
داغ نے اس کی یہ کہی تاریخ — آفتاب منیر و بدر منیر ۱۲۹۶

تاریخ ناول مثنی ریاض احمد خیرآبادی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا — ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض
داغ لکھدو اس کا سال عیسوی — ناول نادر ہے تالیف ریاض ۱۸۸۹ء

تاریخ اشاعت اخبار ہزار داستان طبعزاد جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی مغفور

در مجلس ما بیا کہ اینجا — خوش انجمنی ز راستان است
بشنو نغمات نغز اخبار — این بزم ہزار داستان است ۱۲۹۶

تاریخ طبع رسالہ معین الشعرا مؤلفہ میر محمد علیخان طبعزاد جناب مولوی محمد یحییٰ عالم و فاضل
ناصد تخلص نائطی حیدرآبادی

آپ نے حضرت ناظم اکثر — قاعدے جمع کئے بے تخفیف
عام لوگوں کی سہولت کے لئے — آپ نے اس کی اوٹھائی تکلیف

جب ہو ئی ختم کہا قاصد نے | ہے معین الشعرا یہ تالیف
۱۳۲۳

تاریخ تالیف کتاب قانون فارسی مؤلفہ میرزا کمال الدین سنجر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چہ سنجر آن چمن آرائے بوستان کمال | درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ
فلک نیافتہ چون وے بروی صفحۂ دہر | اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ
ببین بہ نسخۂ قانون رقم نمودۂ او | میان خلق عدیم المثال گردیدہ
بدین صراحت و خوبی و اختصار بیان | وجود نسخۂ دیگر محال گردیدہ
ولائے ماسنۂ طبع او نمودہ رقم | پسند خاطر اہل کمال گردیدہ
۱۲۹۶ ہجری

رپورتاژ تاریخی بر کتاب صحیفۂ زرین مرتبۂ رائے پراگ نارائن بہار گوطبعزاد مؤلف این کتاب

نو لکشور کہ مرد مجستہ طالع بود | مجتبش بدل خلق نقش بر حجر است
بہار باغ وجودش پراگ نارائن | خوشا بہار کز و نخل علم پر ثمر است
ضیائے چشم مروّت امیر روشن رائے | حدیقۂ چمنستان دانش و ہنر است
روان طبع سخن مالک اودۂ اخبار | شہ قلمرو انشا لئیق ناموراست
بہ رائے صائب خود گرچہ آن تفوّق داشت | ولے بعقل جوان گویم این بہ از پدر است
پدر اگر نتواند پسر تمام کند | مقولۂ عجمی حسب حال این پسر است
ببین صحیفۂ زرّین ز حسن تالیفش | کہ در تسلسل احوال رشتۂ گہر است
صحیفۂ بمثل یادگار در بار است | بنام نامے قیصر چہ مایۂ مفتخر است
صحیفۂ کہ مشاہیر ہند را تاریخ | صحیفۂ کہ جلا بخش معنی سیر است
زہے وضاحت مضمون باختصار بیان | عجوبہ ایست کہ در یا مگر بکوزہ در است
سوادبخش معانی بود سواد خطش | بیاض بین سطورش تجلّی نظر است

پسند خاطر اهل کمال چون نه شود — که از کمال مؤلف زمانه باخبر است
هنروران جهان قدر و قیمتش دانند — که کوه نور با کلیل فرق تاجور است
همای اوج سعادت بدام او افتد — اگر توجه شه را بجانبش گذر است
بعید نیست که قیصر کند برو نظرے — که این خزینه ازان بارگه قریب تر است
طلا کند مس بے مایه را نگاه کرم — شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک در است
مؤلفش همه تن در خور خطاب پدر — که یک اشاره سلطان وسیلة الظفر است
سزد که نائب قیصر شود محرک او — بعندلیب چمن احتیاج بال و پر است
ز دست من نرسد هیچ جز بصدق دعا — که ارمغان سخن گوسه حرف مختصر است
ولا بلوح کتابش رقم زند تاریخ — نشان هستی نام آوران ز آب زر است

قطعه تاریخ آغاز پیسه اخبار روزانه طبعزاد مؤلف این کتاب

بجان و دل ستایم مولوی محبوب عالم را — بزور بازوش بنیاد این اخبار محکم شد
بحمد الله که حسن صورت اخبار روزانه — جلا افزاے چشم قدر دانان مکرم شد
طراز معنیش تسکین ده دلهاست عالم را — سواد خط بیاض کاغذش حسن مجسم شد
قلم بشکست در دست خرد مضمون نگاریها — گروه خرده گیران را سواد دیده پرنم شد
چه تصویر یکه از خال و خطش بر صفحه گیتی — تجلاے نگار صورت معنی مسلم شد
ز روز افزونی قدرش همین یک نکته تصدیقے — که نقد قیمت سالانه از وهم و گمان کم شد
زبان معترض اندر دهن کیفیتے دارد — بتحریک نهان پهلو نشین حرف مدغم شد
پے سالش همی گوید ولا برجسته تشبیهے — که حسن شاهد رنگین بیان محبوب عالم شد

تاریخ تالیف کتاب حیوة الحیوان مؤلفه مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب هذا

شکر خدا راست که تالیف من — یافت بآوان نکو اختتام
بندهٔ دیرینه نمک خوار او — پیش کشیدش بحضور نظام
مایهٔ نازست که حسن قبول — نامورم ساخته در خاص و عام
خسرو ما بر فلک مملکت — نیّر اقبال تو تابد مدام
تا بابد بر سر ما زنده باش — با همه اقبال و همه احتشام
بر ورق دهر بود دفتر — از قلمت ملک تو گیرد نظام
ساقی تقدیر تو بزم ترا — بادهٔ امّید بریزد بجام
فکر بلند تو شود واج سای — طائر اقبال در افتد بدام
کام روا باد ولی عهد تو — آصف ما باد الٰهی بکام
بلبل فکرست نواسنج سال — نسخهٔ نایاب ۱۳۰۲۳ حیوة الحمام

تاریخ تالیف کتاب عطیّات سلطانی مؤلفه مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب هذا

نوشتم درین نامه مضمون خاصے — که از لطف عام ملوک است قصے
چه قسم آن که منعم کند مفلسے را — در آیینهٔ دل به بندد طلسمے
طلسمے که آبے دهد از سرابے — چو جان آتشے بر کن از خاک جسمے
چه جسم آنکه یک لفظ و صد معنی او — عطیّات سلطانیش کردم اسمے
۱۳۲۵ هـ

(ع) تواریخ تعمیر و تیاری عمارات و چاه ها و باغ ها و حوضها

تاریخ تیاری باغ فرح بخش طبعزاد نعمت خان عالی

در باغ فرح بخش گزر کن شاها — بر حسن گل و سبزه نظر کن شاها
نعمت خان را برائے سال تاریخ — از باغ فرح بخش بدر کن شاها
۱۲۱۱ ۲۱۹۳

(نوٹ) باغ فرح بخش کے اعداد ۲۱۹۳ ہین جن مین سے اعداد نعمت خان (۱۲۱۱) کا تخرجہ کیا جاے تو ۹۸۲ حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ تعمیر مسجد غضنفر خان در شہر کنجی طبعزاد جناب ناصر علی سرہندی مغفور

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ — مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بناے او علی مے گوید — اینک شدہ حسن مطلع بیت الہ
۱۱۰۵ھ

تاریخ تعمیر پل رود موسے واقع حیدرآباد طبعزاد متقنے مغفور

بعہد افضل الدولہ بہادر — نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور — بود خورشید اقبالش درخشان
نکو دیوان او مختار ملک است — کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر — سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
بحسن رائے مسٹر میارٹ این پل — نباشد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے — ز معنی مصرع تاریخ برخوان
۱۲۷۶ھ

تاریخ بناے چاہ در بلگرام طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چو ساخت چاہ سرہ محمد اسمعیل — مثال زمزم از و آب کرد طغیانی
پے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش — بنا نمودہ سراہ زمزم ثانی
۱۲۷۹ھ

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ تیار شد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طراز خانۂ دین سیدی وزیر حسین — چو جدّ خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرہ از عوامل دفتر — بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بناے سال ز معمار فکر قدر آمد — شد از جماعت اسلام قائم این جامع
۱۲۸۴ھ

تاریخ تعمیر مسجد آغا علی خان لکھنوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان نے
عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد

کہی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین
حرم کی ہمسر اللہ اکبر یہ نئی مسجد

۱۲۷۹ ہجری

تاریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے
بجد و جہد کل اٹھارہ سو سرسٹھ نو میرین

۱۸۶۷ء

قوی ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی
مگر سد سکندر جس طرح وقت سکندر مین

۱۸۶۷ء

عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج
زمان عدل و زیر ونٹ سر جارج کوپر مین

۱۸۶۷ء

جو باتمکین ہین کرنل رید صاحب مہتمم لائق
ملک پہلو نشین ہین اس رواق عرش پیکر مین

۱۸۶۷ء

سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف واقف
ہمزیبای شجاعت دے کہیجے سنگھ اسم ذو قدر مین

۱۸۶۷ء

پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کے سی اس آئی
کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین

۱۸۶۷ء

سعید الملک امیر الدولہ والانجم ذی ہمت
یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح لشکر مین

۱۸۶۷ء

یہ عمان سخا والس پریسیڈنٹ سابق مین
کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و فر مین

۱۸۶۷ء

ہے زیبا پایہ ازبس اوج شکر بخشش سرانکا
ہین وہ ایس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین
۱۸۶۷ء
۱۸۶۷ء

ہمایون بہر ڈبٹی میرزا عباس خان صاحب
ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ مہر مین
۱۸۶۷ء
۱۸۶۷ء

ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل ہوش اسمین
دل افزا ہے صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین
۱۸۶۷ء
۱۸۶۷ء

ہین بغان خرد و لمور صاحب نامی انجنیر
لکھی تہی قطع صنعت انکی کالج کے مقدر مین
۱۸۶۷ء
۱۸۶۷ء

نکو خوام جی ہوائٹ صاحب ای اسمین اوہر مین
سراپا فرد ہے کینینگ کالج ہفت کشور مین
۱۸۶۷ء
۱۸۶۷ء

سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج
ہین جب تک نجم و مہ فلاک پر موتی سمندر مین
۱۸۶۷ء
۱۸۶۷ء

مکمل نظم وہ لکھی ہے قدر بلگرامی نے
ہین سال عیسوی مقصود ہر ایک مصرع تر مین
۱۸۶۷ء
۱۸۶۷ء

تاریخ تعمیر دولت سرائے حاجی بادشاہ سفیر ترکی بمقام مدراس طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

گرامی منزل و فرخ مکانے
کہ قصر آسمان شد پیش او پست

بیان واقعی شد سال تعمیر
ہمایون قصر حاجی بادشاہ است
۱۲۹۸

تاریخ تعمیر دولت سرای نواب عماد جنگ مرحوم میر مجلس مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

مہ برج امارت میر مجلس
کہ عالی پایہ خیلے ہوشمند است

سخن سنجے کہ طول باع فکرش
فراز بام معنی را کمند است

بنا فرمود نورانی بنائے — کہ چون بانی بعالم سربلند است
ولا تاریخ تعمیرش چہ خوش گفت — تعالے اللہ مکان دلپسند است ۱۲۹۹

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یار جنگ بہادر ناظم وقف ملکی حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

اینک از احسان چو حسن عمارت گرفت — خانۂ ربّ العباد سجدہ گہ مسلمین
۱۹۴۰ عیسوی — ۱۲۹۳ فصلی
کلک سروش ولا سال بنایش نوشت — معبد قدسی مقام مسجد اقصیٰ است این
۱۸۸۳ عیسوی — ۱۳۰۱ ہجری

تاریخ تعمیر الگن محل در ریاست نابہا طبعزاد مؤلف این کتاب

ہمایون راجہ بہگوان سنگھ ذی مراتب نے — بنا کی اک عمارت دلکشا دربار نابہا مین
ہوئی تکمیل اس کی راجہ میر اسنگھ یکتا سے — چو لعل بے بہا ہین معدن کہسار نابہا مین
یہ راجہ راجگان ہند کے ہین اور مہاراجہ — شجیع نامور ہین لشکر جرار نابہا مین
اسیمین نائب قیصر کی مہانیکا سامان تہا — اسی سے نام پایا یہ مکان امصار نابہا مین
بڑہا ئی آبرو فیض قدم سے لارڈ ایلجن نے — اسی سے آبرو ہے گوہر شہوار نابہا مین
انہین کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا — بشکل ماہ تابان گنبد دوّار نابہا مین
ولا لخ عرض کی تاریخ سمّت بر محل اسکی — بنا الگن محل پر فضا سرکار نابہا مین
۱۹۵۵ عیسوی

تاریخ تعمیر مسجد سلطان پورہ حیدرآباد دکن جسکا صرفہ مدّ صرف خاص شاہی ہے طبعزاد مؤلف کتاب

مسجد صرف خاص سلطانے — تن سلطان پورہ را جان است
راست مے گویمش علوّ منار — قامت سرو در گلستان است
سدّ اسکندریست دیوارش — فاصل حدّ کفر و ایمان است

چهره اش را کمان چو قوس قزح | خم طاق ابرو حسنان است
رکن ایمان بود ستون بلند | سقف عالیش ظلّ سبحان است
زینهٔ منبرش تعالی الله | ارتقاعش عروج ایمان است
بارک الله پر فضا صحنش | در فراخی دل کریمان است
نهر او سلسبیل باغ جنان | آبروبخش بحر عمّان است
صفّ آویزهٔ قنادیلش | سلک سیّارهای تابان است
فرش گلرنگ جانمازی او | پردهٔ چشم عندلیبان است
حافظ اوست اوستاد ازل | مکتبش درس گاه قرآن است
سال تعمیر از سروش ولا | مسجد صرف خاص سلطان است

۱۳۱۸

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرموده شیخ میران در قصبهٔ رامارپٹی پیٹه طبعزاد مؤلف کتاب هذا

میران الشیخ بنی المسجد | الصلوٰة العبد الاّواه
فیقول ولا التاریخ له | اعلم هذا بیت الله

۱۳۲۵

(ف) تاریخ سزا

تاریخ حکم میل کشیدن بچشم شاهزاده شهریار طبعزادش

زنرگس گلاب ارچه نتوان کشید | کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من | بگو کور شد دیدهٔ آفتاب

(ص) تاریخ فراغ حج

تاریخ فراغ از حج بیت الله شریف طبعزاد جناب شیرین سخن خان راقم مغفور

چو فارغ گشتم از حج و زیارت | بلطف دستگیر شفقت افزا

دعا یش خواستم در ضمن تاریخ	جزاہ اللہ فی الدارین خیرا ۱۲۷۹

(ق) تاریخ رہائی

تاریخ رہائی میر مہدی علی بلگرامی از قید فرنگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

سید عالی نسب والا حسب مہدی علی	فرش راہ آل احمد خاک پائے بوتراب
پھر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید فرنگ	تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب
قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اوسمین قمر	اُف رے گردش ہے کہین ایسی نحوست کا جواب
قید خانہ اک گہن تھا اوسمین وہ خورشید تھے	اف رے اندھیر اہل عالم سب تھے با چشم پر آب
آنکھ مین آنسو دعا لب پر دلونمین داغ و درد	دفعۃً یون ہوگئین سب کی دعائین مستجاب
قید سے اوس یوسف ثانی کا چھٹکارا ہوا	آیا پھر آیا زلیخائے مسرت پر شباب
پھر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جمگھٹے	پھر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد	چپ رہو ای قدر ہے یہ داستان گونگے کا خواب
کوکب تاریخ چمکا دو سمائے فکر پر	ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب ۱۲۹۰

(ر) تواریخ وفات

تاریخ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ طبعزاد عبد الغفور خان نساخ

بر یدا بن ملجم چو فرق ولی	عیان گشت تاریخ فوت علی ۴۰ ہجری

(نوٹ) اگر فرق ولی (و) کو گرا دین تو سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ یا فرق ولی سے لفظ علی کا عین لین تو عین کے جدا ہونے سے (لی) کے عدد ۴۰ باقی رہ جاتے ہین جو سال شہادت ہے۔

تاریخ شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام طبعزاد مولانا روم علیہ الرحمہ

من چہ گویم کہ بلا را واقعات		آہ بیرون آمدہ از اسم ذات

(نوٹ) اسم ذات سے لفظ اللہ مراد ہے جس کے عدد مورخ نے ۶۷ لئے ہین اور پہر انمین سے اعداد لفظ (آہ) یعنی (۶) کا تخرجہ کیا ہے۔

واضح ہو کہ اللہ مین الف ثانی از روے رسم الخط فرقانی کہڑا زبر ہے نہ الف اور کہڑے زبر کا عدد جمل بقاعدۂ جمل محسوب نہین ہوتا۔

اہل جمل کے پاس اسد کے عدد (۶۶) معین ہین (ع) اللہ بود یک الف و ہا و دو لام پس مولانا سے حساب اعداد مین تسامح ہوا ہے۔

تاریخ وفات شیر شاہ طبعزاد یکے از متاخرین

شیر شاہے کہ از صلابت او		شیر و بز آب را بہم مے خورد
چون بر فت از فنا بدار البقا		سال تاریخ او ز آتش مرد ۹۵۲

تاریخ وفات ہمایون بادشاہ طبعزاد یکے از متاخرین

ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل		کہ فیض خاص او بر عام افتاد
بناے دولتش چون یافت رفعت		اساس عمرش از انجام افتاد
چو خورشید جہانتاب از بلندی		بپایان در نماز شام افتاد
جہان تاریک شد در چشم مردم		خلل در کار خاص و عام افتاد
قضا از بہر تاریخش رقم زد		ہمایون بادشہ از بام افتاد ۹۶۱

تاریخ وفات کلیم ہمدانی طبعزاد غنی کاشمیری

گفت تاریخ وفات او غنی		طور معنی بود روشن از کلیم ۱۰۶۱

تاریخ وفات مولانا سید نوح طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

عمدۃ العصر سیدی نوح
قال آزاد عام رحلتہ
ذاتہ نخبتہ البریات
اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ جَنّٰات
۱۱۶۵ ہجری

تاریخ وفات ناصر جنگ شہید آفتاب تخلص طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

نواب عدل گستر عالی جناب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد
فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت
۱۱۶۴

تاریخ شہادت بزرگے طبعزاد جناب شمس الدین منظہر جانجان رحمۃ اللہ علیہ

آن قبلۂ ارباب تقی عاش حمیدا
مجموعۂ ہر وصف ست سال وفاتش
وان قدوۂ ارباب سخا مات شہیدا
منظہر رضی اللہ لقد کان سعیدا
۱۱۹۵ ۱۱۶۱

تاریخ رحلت عباس پاشا خدیو مصر طبعزاد جناب راقم مدراسی مغفور

فرمود رحلت چون والی مصر
تاریخ فوتش گفتا سروشم
زین دار فانی اے وا دریغا
شد سوے جنت عباس پاشا
۱۲۷۰

تاریخ رحلت حضرت شاہ محی الدین قطب بیلور قدس سرہ طبعزاد جناب افضل مدراسی مغفور

شیخ دوران ز دار فانی شد
گفت تاریخش افضل مہجور
در بقیع مدینہ سوے جنان
رفت ہیہات محی دین ز جہان
۱۲۸۹

تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو طبعزاد جناب ناسخ مرحوم

گشت تاریخ مصرع استاد
ای بسا آرزو کہ خاک شدہ
۱۲۴۳

تاریخ رحلت نواب میر جعفر علیخان طبعزاد جناب غالب دہلوی مغفور

گردید نہان مہر جہانتاب دریغ
این واقعہ را ز روے زاری غالب
شد تیرہ جہان بچشم اجاب دریغ
تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ
۱۲۸۰

تاریخ رحلت قاضی شیخ محمد تلمانی طبعزاد جناب باقر آگاہ نائطی مغفور

مقتدائے شریعت غرّا
گفت آگاہ غم رسیدۂ او

شد بدرگاہ قاضی الحاجات
رضی اللہ عنہ سال وفات
۱۲۰۱

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نور اللہ مرقدہ طبعزاد جناب ذکائے مغفور

اے طبیب جانستان نادر علی
کردۂ با افضل الدولہ چنان

صحّت از رائے تو دائم نارضا
کابن ملجم با علیؑ مرتضیٰ

ماجرا بس عبرت انگیز است لیک
در گزر کردم ازین تاریخ آنست

حاصلے نبود بذکر ماسضیٰ
چون طبیب ابلہ شود آید قضا
۱۲۸۵ = ۶۱ = ۱۳۴۶
۶۱

تاریخ رحلت مولوی سید غلام جیلانی مودودی طبعزاد جناب ذکائے مغفور

اے رونق دودمان مودود
رفتہ زجہان و رفتن او

کز عہد شباب برخوردہ
نور نظر از قبیلہ بردہ

کلفت زدہ خاطرم سنش گفت
ہے ہے سر شام شمع مردہ
۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم مغفور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

وفات کردہ زد نیای دون ہزار افسوس
۱۲۷۸ھ

رئیس نامورے عمدہ نامدار و کریم
۱۲۷۸ھ

زقدر سال چہارم بمرگ او بشنو
۱۲۷۸ھ

سفر نمودہ زہستی محمد ابراہیم
۱۲۷۸ھ

تاریخ وفات مولوی صدر عالم تہانوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

صدر عالم کہ بود بدر عالم

در دہر ہمے فزود قدر عالم

تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر | رحلت بجنان نمود صدر عالم
۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات عم مؤرخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

عم من قبلہ و ملاذ من | جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنقار او بخوان اے قدر | ہائے قدرت علی بمرد افسوس
۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات خواجہ بدرالدین دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت مین دفن | نور آیا یا کہ چشم کور مین
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا | آہ بدر آیا خسوف گور مین
۱۲۹۶ھ

تاریخ رحلت فرزند راجہ گردھاری پرشاد باقی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

راجہ بنسی نغر گو باقی تخلص نیک خو | ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
اے فلک افسوس یون ہو مبتلائے حادثات | اس طرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ
سال بھر مین دونون فرزند اگر پیچھے اٹھہ گئے | آفتاب خاندان وہ تہا تو یہ گھر کا چراغ
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہے نیستی | تنگنائے دہر مین حاصل نہین ہوتا فراغ
ایک دن عشرت کدہ چالیس دن ہر غمکدہ | اس جہان پر الم مین کوئی کیا ہو باغ باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے | جو خدا کے بھید ہین ملتا ہے کب انکا سُراغ
داغ نے یہ عیسوی سنہ مین کہی تاریخ آج | آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ
۱۸۸۸ع

تاریخ رحلت سعادت میرخان طبعزاد جناب مولوی محمد یحیی عالم و فاضل قاصد تخلص نالطی حیدرآبادی

چون فتاد از آسمان مجد آن سعد السعود | گشت تیره از غم اندوه آن تابنده دل
خامۂ قاصد رقم زد سال تاریخش چنین | روح رفته از سعادت میرخان زنده دل
۱۵۳۶ ۲۱۴

(نوٹ) سعادت میرخان زندہ دل کے اعداد ۱۵۳۶ ہین جن مین سے روح کے

۲۱۴ عدد خارج کیے جاوین تو (۱۳۲۲) حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ رحلت مولوی محمود نواز خان عم مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

کریم النفس از دنیا سفر کرد	مقامش منزل مقصود باد
دعاے مغفرت شد سال رحلت	خدایا عاقبت محمود باد
	۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات محمد جہان گیر مہتمم انعامات حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خدایا این چہ نافرجام روزیست	کہ از شام بلا افزون بہ تحذیر
زبان گردیدہ با فریاد ہمدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ ہا تیر
ز تار نالہ و فریاد عالم	مسرت را بپا افتادہ زنجیر
کف افسوس می مالد بے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانہ خوابے فی المثل بود	بجستم از سروش غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوابے	جہان بگزاشت بیچارہ جہان گیر
	۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات مستفتی مولوی نیاز احمد وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

پاک باطن آسمان علم و فضل	از قضا زین دار فانی شد روان
۱۲۹۳ فصلی	۱۸۸۳ عیسوی
گفت رضوانم ولا از بہر سال	شد نیاز احمد بگلگشت جنان
۱۳۰۱ ہجری	۱۳۰۱ سمت

تاریخ رحلت نواب احمد حسین خان بہادر رفعت یار جنگ صوبہ دار حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

جب ہوئے دنیا سے رخصت دولتا یمان کرسات	قصر جنت مین ہوئے ممتاز رفعت یار جنگ

کہد یا فکر ولا نے سال رحلت فی الحید چلد یئے دنیا سے با اعزاز رفعت یا رجنگ
۱۳ ۱۵

مرثیۂ تاریخی رحلت نواب سرسالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک — آنکہ در ملک دکن بینی ز عدلش آب و رنگ
حامی خلق خدا شیرازہ بند مملکت — ماہر ہر کار عالی فہم نقاد و وزرنگ
جوہر کان کرامت گوہر بحر کمال — نیّر برج امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ
خوش زبان شیرین بیان عذب اللسان شکر مقال — آنکہ از حسن بیان آورد دلہا را بہ چنگ
ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد — دادِ او بیدار را برداشت چون آئینہ زنگ
حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر — کآفتابے را نہفت از چشم عالم بے درنگ
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند اندر جہان — آسمان زد شیشۂ عمر عزیزش را بہ سنگ
شد دو تا در ماتمش پشت فلک مانند قوس — زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ
تا قیامت نالہ برخیزد ز دلہا متصل — اندرون سینہ ہا راہ نفس گردیدہ تنگ
سبزہ زار جہان سرخست چون خاک شہید — بسکہ باریدہ است چشم خلق اشک لالہ رنگ
ملک ہند از رحلتش تنہا نباشد نالہ کش — در عزا داریست روم و شام با چین و فرنگ
ای ولا بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان — صبر کن زنہار با تقدیر یزدانی مجنگ
در قضای حضرت باری نباید دخل کرد — کاندرین رہ بنگری نی اندیشہ را با پائے لنگ
ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار — فائز دار البقا گردید سرسالار جنگ
۱۳۲۷ھ

ایضاً ولہ

مختار ملک داد گر کشور دکن — ظلمت سرای کون و مکان از قضا گزاشت
تا زیست کرد ہمسر خود در جہان نداشت — ہر گہ کہ مرد نام نکو در قفا گزاشت

در روزگار ہر کہ جفا بود پیشہ اش | از ہیبتش سجیۂ جور و جفا گزاشت
آیینہ کرد ملک دکن را بنور عدل | خود از جہان گزشت و برویش جلا گزاشت
واحسرتا کہ بر ورق دہر کس نماند | دور زمانہ ہمچو کسے را چو وا گزاشت
واحسرتا کہ فرد فرید از زمانہ رفت | رفت آنچنان کہ عقل و دل خلق جا گزاشت
واحسرتا کہ ہمچو گلے را خزان ببرد | برد آنچنان کہ طاقت صبرش دوا گزاشت
با خود نبرد ہیچ مگر نیکی عمل | بر روے دہر شہرۂ جود و سخا گزاشت
رحمت بروح پاک وزیرے کہ ہمچو لیست | احسان نمود و مزد عمل بر خدا گزاشت
افسردہ خاطرم سنۂ انتقال گفت | سالار جنگ وائے جہان فنا گزاشت

۱۳۰۰ھ

ولہ قطعۂ تاریخ

راہی دار الجنان گردید زین دیر خراب | صاحب ہمت وزیر با خبر سالار جنگ
۱۸۸۳ عیسوی | ۱۲۹۹ فصلی
سال او گوید دلا اے دردمند جان نثار | سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ
۱۳۰۰ ہجری

مرثیہ تاریخی رحلت خیر النساء بیگم محل خاص نواب غلام غوث خان بہادر کرناٹک طبع زاد مؤلف کتاب ہذا

حیف از جہان کہ مالک دیرینۂ وطن | زین خاکدان گذشت و بملک بقا رسید
حیفا ز فلک کہ بیگم خاص امیر ہند | رخت سفر ببست و بدار الجزا رسید
فریاد از ان زمان کہ نشانے نماند ازو | در ساعتیکہ نعرۂ واحسرتا رسید
واحسرتا کہ در چمنستان زندگی | در موسم نسیم چہ باد فنا رسید
گویم مگر کہ ما در گیتی خبر نداشت | زین صدمۂ کہ آہ ز دستش بما رسید

چشم جہانیان بغشش اشک خون گریست — گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرا رسید
دل بیقرار گشت وجہان تیرہ در نظر — چون این خبر بپردۂ گوش ولا رسید
ہے ہے ازین دلم کہ طپیدن نہان نداشت — زان خنجرے کہ بر جگرم برملا رسید
کو مصرعے کہ بلبل شیراز زد نفیر — از گلستان دہر بگوش آشنا رسید
آن پیر لاشہ را چو سپردند زیر خاک — خاک از زمین بدامن پیر سما رسید
سیّارگان دور فلک منتشر شدند — شور غمش ببین ز کجا تا کجا رسید

تاریخ او بتد خلہ گوید سروش غیب — خیر النسا + حضور = ۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱ شہ انبیا رسید
روح الامین بگفت کہ بنگر مراتبش — خیر النسا + بہ = ۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱ درگہ جل وعلا رسید

تاریخ رحلت نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ مرحوم طبعزاد مولف کتاب ہذا

وہ محی الدین خان تیغ جنگ — صاحب اقبال عالی پائگاہ
آصفی دربار کے میر کبیر — مطلع پاگاہ کے تابندہ ماہ
تھے دکن مین وہ بزرگی کے نشان — اور ریاست کے نہایت خیرخواہ
رہگرائے جنّت الماوے ہوئے — قصر فردوس برین ہے خواب گاہ
شمس دیہیم امارت چھپ گیا — ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ
تیر اندوہش بدلہا جا گرفت — تیرہ و تار است در چشمان نگاہ
سال رحلت ہے بیان واقعی — ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۲۰ھ

تاریخ رحلت مولوی سید محمود بیرسٹراٹ لاجہائی کورٹ الہ آباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چون حامی قوم وافتخار ملّت — فرمود ازین جہان فانی رحلت
گفتہ سنۂ وفات او فکر ولا — سیّد محمود شد بقصر جنّت ۱۳۲۱ھ

تاریخ رحلت مولوی سید علی لکھنوی کامل تخلص استاد مؤلف این کتاب بلؤلفہ

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی — اقلیم سخن کی ہے یہ بد اقبالی
افسوس جہان مین فرد کامل نرہا — استاد سے ہوگیا زمانہ خالی
۱۳۲۲ھ

تاریخ رحلت استادی نواب افصح الملک مرزا خان داغ دہلوی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میرے استاد داغ نام آور — جو مرجع تھے ہر مقابل پر
اس زمانے مین انکی فکر بلند — آسمان تھی زمین مشکل پر
بلبل ہند تھی زبان ان کی — مستند تھی لب عنادل پر
آج دنیا سے کر گئے وہ سفر — واصل حق ہین پہلی منزل پر
ہوگیا آج انکا بیڑا پار — رہ گئے ہم تڑپ کے ساحل پر
مصرع سال ہے فغان وآہ — ہاے وہ داغ دے گئے دل پر
۱۳۲۲ھ

تاریخ رحلت استادی مولوی نجم الدین حسن افضل تخلص طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کرد تیر آہ ہجران کار یک دیگر تمام — زانکہ از بار غمش پشت جہانی قوس شد
چشم گریان را دلاسا می شود سال وفات — جاے نجم الدین حسن بر مطلع فردوس شد
۱۳۲۵ھ

مرثیۂ تاریخی رحلت نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

محسن قوم کزین ملک فنا ہجرت کرد — تا دم زیست بغم خواری ما دعوت کرد
بود در پیش روی ہمقدم سر سید — اے چہ سجادہ نشینے کہ بر و سبقت کرد
داشت با خلق خدا خلق پیمبر قائم — با تبختر منشان حوصلہ اش نفرت کرد
رہبر مسلک احکام شریعت میبود — تا توانست مگر پیروی سنّت کرد
فطرت او با لوالعزمی خود داشت صفت — رو نقے داد بہر کار کہ او ہمّت کرد

دست از شیوهٔ راحت طلبی باز کشید
تا بزحمت کشی بار سفر عادت کرد

حیدرآباد هم از نخل وجودش برخورد
سعی موفور ربّانی این دولت کرد

والی ملکِ دکن آصفِ سادس بکرم
محسن الملک خطابش عوض خدمت کرد

با خطابیکه سزاوار همین خدمت بود
نام نامیش باطراف جهان شهرت کرد

نائب سلطنت هند گورنر جنرل
تمغهٔ قیصریش داد و بسے عزت کرد

گرچه بودند و گزشتند حکیمانه بسے
شرط انصاف که با او نتوان نسبت کرد

منهمک بود شب و روز بغم خواری قوم
خدمت قوم بهر لحظه و هر ساعت کرد

نظر خوش گزرش داشت دل خلق بدست
سخن او همه را شیفتهٔ الفت کرد

مرتبت داشت ولیکن بره خدمت قوم
بندهٔ بود که ترک تزک و حشمت کرد

تلخ گفتاری عالم بشکر خنده ببرد
زهر بد گوئی ما را عوض شربت کرد

حرمت هر کس و ناکس بنظر داشت مدام
با حریفان جفاجو کرم و شفقت کرد

مزد محنت بخدا داد خلوص عملش
بارک الله که بے مزد عمل محنت کرد

گر دگارے زپے قوم که بے کار نرفت
انچه پیغمبر برحق به حق امّت کرد

وای در چشم زدن ملک بقا را بگزید
دیر نگذشت که زین دار فنا رحلت کرد

هر که بشنید صفاتش بدعا کردش یاد
وانکه نامش نبربان برد برو رحمت کرد

وا دریغا فلک کجرو شش ناهنجار
برهم این دفتر و شیرازهٔ جمعیّت کرد

قوم اسلام چه نقصان عظیمے برداشت
کالبدش مایهٔ نقد دل و جان غارت کرد

روے گل سیر ندیدیم بهار آخر شد
که به بربادی این باغ خزان عجلت کرد

لاله داغے بجگر دارد و ما هم داغے
داغ هجران که فلک در حق ما قسمت کرد

دیدۂ عالمیان در ماتش خون بگریست
تا دل از سوزِ غمِ رحلتِ او رقّت کرد

دولتے بود گرانمایہ کہ از دست برفت
وائے چرخ کہن از مایۂ خود غفلت کرد

حیف از مادر گیتی کہ کشد فرزندے
ہاتف برویش کہ ستمگار چنین حرکت کرد

اے ولاتن زن و این مرثیہ را طول مدہ
کہ بتقدیر الٰہی نتوان حجّت کرد

دستگاہیکہ بفن جملت داد خدائے
صرف این کار بباید بعبودیت کرد

فکرت من بسر لوح دل از سال وفات
نقشہا یافت کہ گوئی قلم قدرت کرد

رحلت محسن ملک آہ چہ کلفت زدہ است
مایۂ صبر و دوائے دل ما رخصت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۹۶۴ بکرماجیت

ما فرو ماندہ بماندیم درین غم کدۂ
ہادی صادق ازین ملک فنا ہجرت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۳۳۶ محمدی

ما بر بخوری و تاریکی خود جان بلبیم
سیّد القوم مسیحا دم ما رحلت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۳۱۷ فصلے

حیف ہنگام خبر گیری ما نیست کسے
ہاتف قوم بگلزار جنان راحت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۸۲۹ شالیواہن

داشت کارے مگر آنجا پئے قوم ممتاز
محسن الملک بزودی سفر جنّت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۳۲۵ ہجری

تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

الٰہی یہ ہے قوم پر کیا مصیبت
ہوا محسن قوم دنیا سے رخصت

ارے ہائے مہدے علیخان بہادر
ترے دم سے کالج کی تھی خیر و برکت

نہ اس طرح مرنے کا وہم وگمان تہا — زمانہ سے اچھی نہ تہی گرچہ صحت
گئے جب وہ شملہ پہ اچھے بھلے تھے — گزشتہ مرض کی تہی تھوڑی نقاہت
مسافر بنے خاطر قوم لیکن — طبیبون نے اونکو ندی تہی اجازت
یکایک ہوا سرخ بادہ کا دورہ — بدلنے لگی دمبدم اُن کی حالت
مقامی حکیمون نے کی فکر ساری — مگر کچھہ نہ کام آئی اون کی حذاقت
خبر پاکے پہنچے طبیب اپنے جلدی — ولیکن گئی رائگان ساری محنت
شب چارشنبہ مین محسن سدہارے — جہان فنا سے ہوئی اون کی ہجرت
اماوے کو لے کر چلے نعش اون کی — علی گڈہ کی مٹی مین تہا جذب الفت
وہ قسمت سے غافل تہی دنیا کے بندے — رہی دیر تک دفن محسن مین حجت
عزیزون نے چاہا کہ لے جائین گہر پر — رفیقون نے کی خرچ اپنی رفاقت
اُدہر حسن تدبیر پر تہا بہروسہ — اِدہر حکم تقدیر نے کی حمایت
ٹرسٹی ہوئے جس گہڑی جمع سارے — وصیت کی ظاہر ہوئی سب حقیقت
مگر روح سیّد کا مقصد یہی تہا — بنے اپنے پہلو مین محسن کی تربت
ہوا فیصلہ قوم کے حق مین جس دم — چلے لے کے تابوت تب اہل ملّت
نماز جنازہ پڑہی جمعہ کے دن — غرض دفن سے اسکے پائی فراغت

چھپے۔ محسن الملک مہدی علی خان ۱۳۱۵ — کہلی گور مین تعمیہ کی حقیقت
۱۰۹۹ ۳۲۶
عجب بندۂ پاک باطن تہا محسن — کرے تجھپہ نازل خدا اپنی رحمت
دم مرگ یہی قوم کا تعلقہ تہا — نہ کی اپنے گہر کے لئے کچھہ وصیت
رہا عمر بھر قوم کا تو فدائی — نچھوڑی کسی وقت کالج کی خدمت

تجھی سے بڑھی اپنے کالج کی رونق
تجھی سے گھٹی بدگمانی کی شہرت

تنزل کو روکا ترے دم قدم نے
ترقی رہی ساری تیری بدولت

اولوالعزمیان تیری مخفی نہ تھین کچھہ
زمانہ مین ممتاز تھی تیری فطرت

وہ خلق مجسم تھا محسن ہمارا
مثل تھی زمانہ مین اوس کی مروّت

زمانہ مین اوس کا نتھا کوئی شاکی
عجب اوس کی فطرت مین تھی آدمیت

امارت تھی اوس کی خداداد لیکن
پسند اوسکو ہرگز نہ تھی شان وشوکت

غریبون کا مونس فقیرون کا والی
مصیبت زدون پر رہی اُسکی شفقت

امیرون کے دل مین جگہ اوسنے پائی
رئیسون کی آنکھون مین تھی اُسکی عزت

کیا کام جو اپنی طاقت سے بڑھ کر
غرض اس زمانہ مین تھا دم غنیمت

کرین جس قدر اوس کی تعریف کم ہے
زبان قلم کو نہین اسکی طاقت

رہے گا زمانہ مین نام اوس کا قائم
کرے گی اوسے یاد تا حشر خلقت

لکھواے ولا مصرع سال ایسا
کہ ذکر اوس کا باقی رہے تا قیامت

پڑے تہلکہ کیون نہ دنیا مین اس سے
کہ اپنی جگہ سے ہٹا رکن ملّت

پھنکا آج صور سرافیل گویا
ہوا ہُو کا میدان برستی ہے وحشت

عجب کیا جو قبرون سے اُٹھہ آئین مُردے
کہ مردون سے بدتر ہے زندونکی صورت

عجب کیا جو سورج ہو نیزے پہ قائم
کہ نقع غم سے غرق عرق ہے جو خلقت

اڑے خال وخط مصحف رخ سے ایسے
کہ جس طرح نوٹ مٹے بعد مدّت

یہ کہکر اُتر آئے عیسیٰ فلک سے
قیامت ہوئی ہاے مہدی کی رحلت

۱۳۲۵ھ

اب ہم اس کتاب کو دعاے دولت وعمر واقبال ولی نعمت دام اللہ اقبالہم پر ختم کرتے ہین جس نے مؤلف حقیر کو وظیفہ حسن خدمت عطا فرما کر مالا مال اور فکر معاش سے فارغ البال کر رکھا ہے۔ اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت ہم مشاغل علمی مین منہمک اور اس ریاست ابد قرار اور والی ریاست کے لئے دعا کرتے ہین۔ ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۳ ہجری

اعلان

جس کتاب کے آخر پر اسی عبارت کے ذیل مین مؤلف کے دستخط نہ ہون وہ کتاب مسروقہ سمجھی جاے گی فقط

فرہنگ الفاظ اصطلاحی متذکرہ کتاب غرائب الجمل بپابندی ردیف

سلسلہ نشان	الفاظ اصطلاحی	صفحہ نشان
۱	۲	۳
	الف ممدودہ	
۱	آبی حرف	۵۱
۲	آبی لفظ	۵۳
۳	آتشی حرف	۵۱
۴	آتشی لفظ	۵۳
۵	آحاد	۲۸
	الف مقصورہ	
۶	ابجاد	۳۶
۷	ابجد	۳۹
۸	ابجد آدم	۳۷
۹	ابجد ابدان	۵۵
۱۰	ابجد ترفّع	۴۲
۱۱	ابجد تنزّل	〃
۱۲	ابجد سبعہ	۴۶
۱۳	ابجد طبعی	۵۲
۱۴	ابجد عناصر	۵۱
۱۵	ابجد نوحی	۳۹
۱۶	ابو جاد	۳۶
۱۷	ابو د جاد	〃
۱۸	احسن الصنائع	۱۸۳
۱۹	اساس	۳۰
۲۰	استنطاق	۲۳۰
۲۱	اسم	۶۹
۲۲	الفاظ جمل	۳۵
۲۳	الفاظ جسم انسانی	۵۶
۲۴	الوف	۲۸
	بائے عربی	
۲۵	باطن	۲۷۹
۲۶	بسط	۲۲۹
۲۷	بسط الحروف	۲۳۵
۲۸	بسط المربّی	۲۳۸
۲۹	بسط المقوّی	〃

۳۰	بسط تجمع	۲۶۶
۳۱	بسط ترفع ازواج	۲۵۱
۳۲	بسط ترفع اوتار	۲۴۹
۳۳	بسط ترفع بالطبع	۲۴۸
۳۴	بسط ترفع حرفی	۲۴۵
۳۵	بسط 〃 طبعی	۲۴۶
۳۶	بسط 〃 عددی	۲۴۳
۳۷	بسط تضارب	۲۷۴
۳۸	بسط تضاعف	۲۶۹
۳۹	بسط تقوی	۲۷۹
۴۰	بسط تکسر	۲۷۶
۴۱	بسط تمازج	۲۸۶
۴۲	بسط تناصف	۲۷۰
۴۳	بسط تنزل ازواج	۲۶۱
۴۴	بسط تنزل اوتار	〃
۴۵	بسط تنزل بالطبع	۲۵۹
۴۶	بسط تنزل حرفی	۲۵۷
۴۷	بسط تنزل طبعی	۲۵۸
۴۸	بسط تنصیف	۲۷۱
۴۹	بسط تواخی	۲۶۴
۵۰	بسط ضرب باطن در باطن	۲۷۹
۵۱	بسط ضرب باطن در ظاهر	۲۸۴
۵۲	بسط ضرب ظاهر در ظاهر	۲۸۱
۵۳	بسط عددی ترکیبی	۲۳۳
۵۴	بسط عددی حرفی	۲۳۰
۵۵	بسط غریزی	۲۴۱
۵۶	بسط مداخل اربعه	۲۸۸
۵۷	بیّنات	۷۰

تاے عربی

۵۸	تاریخ	۱۴۳
۵۹	تاریخ مرکب	۱۵۸
۶۰	تاریخ مستقل	۱۵۹
۶۱	تاریخ مفرد	۱۵۷
۶۲	تخرجه	۱۵۹
۶۳	تدخله	۱۶۰
۶۴	ترقیم	۲۹۴
۶۵	تعبیه	۱۵۹
۶۶	تعمیه	〃

۶۷	تعمیۂ خارجی	۱۶۰
۶۸	تعمیۂ داخلی	〃
	تاے مثلثہ	
۶۹	ثخذ	۴۰
	جیم عربی	
۷۰	جامع صغیر و وسیط	۷۴
۷۱	جمل	۱۶
۷۲	جمل اصغر	۶۲
۷۳	جمل اکبر	۷۷
۷۴	جمل اکبر مع الترفع	۷۹
۷۵	جمل اوسط	۷۰
۷۶	جمل رومیان	۳۴
۷۷	جمل سنسکرت	۳۲
۷۸	جمل صغیر	۶۶
۷۹	جمل فارسیان و ہندیان	۳۱
۸۰	جمل کبیر	۷۳
۸۱	جمل وسیط	۷۰
	حاے مہملہ	
۸۲	حروف آبی	۵۱
۸۳	حروف آتشی	۵۱
۸۴	حروف بارده	۵۳
۸۵	حروف تہجی	۲۵
۸۶	حروف جمل	۲۹
۸۷	حروف حارّه	۵۳
۸۸	حروف خاکی	۵۱
۸۹	حروف رطبه	۵۳
۹۰	حروف زحل	۴۷
۹۱	حروف زہره	〃
۹۲	حروف سراپاے انسانی	۵۵
۹۳	حروف شمسی	۴۷
۹۴	حروف عطارد	〃
۹۵	حروف قمر	〃
۹۶	حروف مبانی	۲۵
۹۷	حروف مریخ	۴۷
۹۸	حروف مسروری	۱۹۹
۹۹	حروف مشتری	۴۷
۱۰۰	حروف معجم	۲۵
۱۰۱	حروف مکتوبی	۱۹۹

۱۰۲	حروف ملفوظی	۱۹۹
۱۰۳	حروف منفردہ	۲۵
۱۰۴	حروف منفصلہ	۲۵
۱۰۵	حروف ہجا	۲۵
۱۰۶	حروف ہوائی	۵۱
۱۰۷	حروف یابسہ	۵۳
۱۰۸	حطی	۴۰
	خاے معجمہ	
۱۰۹	خاصۃ الوجود	۱۸۶
۱۱۰	خاکی لفظ	۵۳
	دال مہملہ	
۱۱۱	دائرۂ تاریخی	۲۱۰
۱۱۲	دائرۂ مثمّنہ	۲۱۵
	ذال معجمہ	
۱۱۳	ذو تاریخین	۲۰۸
	زاے معجمہ	
۱۱۴	زُبُر	۶۶
۱۱۵	زبر و بیّنات	۷۳
	سین مہملہ	
۱۱۶	سریانی	۲۶
۱۱۷	سعفص	۴۰
۱۱۸	سنکیت و دیّا	۲۱
۱۱۹	سنہ آدمی	۳۰۰
۱۲۰	سنہ الٰہی	۳۱۳
۱۲۱	سنہ براہیمی	۳۰۱
۱۲۲	سنہ بکرمی	۳۱۶
۱۲۳	سنہ بنگلہ	۳۱۳
۱۲۴	سنہ ترکی	۳۰۹
۱۲۵	سنہ جلالی	۳۱۳
۱۲۶	سنہ داؤدی	۳۰۱
۱۲۷	سنہ رومی	۳۱۶
۱۲۸	سنہ ساکا	۳۱۵
۱۲۹	سنہ سنبت	〃
۱۳۰	سنہ شاکہی	۳۱۶
۱۳۱	سنہ عیسوی	۳۰۲
۱۳۲	سنہ فارسی	۳۱۵
۱۳۳	سنہ فصلی	۳۱۰
۱۳۴	سنہ محمدی	۳۰۳

۱۳۵	سنه مهدوی	۳۰۷
۱۳۶	سنه موسوی	۳۰۲
۱۳۷	سنه نوروز	۳۱۶
۱۳۸	سنه هجری	۳۰۵
۱۳۹	سنه یزدجردی	۳۱۵
۱۴۰	سهل الممتنع	۱۸۳
	شین معجمه	
۱۴۱	شعبدهٔ تاریخ	۱۸۳
	صاد مهمله	
۱۴۲	صنعت ازدواج	۲۰۳
۱۴۳	صنعت اعجام	۱۹۶
۱۴۴	صنعت اهمال	۱۹۷
۱۴۵	صنعت بسط	۲۲۹
۱۴۶	صنعت تجمّع	۱۹۲
۱۴۷	صنعت تحریک	۱۹۹
۱۴۸	صنعت ترصیع	۲۰۷
۱۴۹	صنعت تسکین	۲۰۰
۱۵۰	صنعت تضارب	۱۹۵
۱۵۱	صنعت تضاعف	۱۹۳
۱۵۲	صنعت تعریب	۲۰۲
۱۵۳	صنعت تکثیر	۲۲۰
۱۵۴	صنعت تناصف	۱۹۴
۱۵۵	صنعت تنقیط	۲۳۱
۱۵۶	صنعت خاصة الوجود	۱۸۶
۱۵۷	صنعت دائره	۲۱۰
۱۵۸	صنعت ذو تاریخین	۲۰۸
۱۵۹	صنعت سلب نقط	۲۲۳
۱۶۰	صنعت طلسمی	۲۲۴
۱۶۱	صنعت عائة الورود	۱۸۳
۱۶۲	صنعت مجمع الاقسام	۲۲۶
۱۶۳	صنعت مراتب	۲۱۰
۱۶۴	صنعت مرکّبه	۲۰۱
۱۶۵	صنعت مسجّع	۲۰۶
۱۶۶	صنعت مسروری	۱۹۹
۱۶۷	صنعت معکوس	۲۰۶
۱۶۸	صنعت معمّی	۲۱۹
۱۶۹	صنعت مفرده	۲۰۱
۱۷۰	صنعت مقطّعه ترتیبی	۱۹۱

۱۷۱	صنعت مکتوبی	۱۹۹
۱۷۲	صنعت ملفوظی	〃
۱۷۳	صوری	۱۵۱
۱۷۴	صوری ومعنوی	۱۵۲

ضاد معجمہ

۱۷۵	ضنظغ	۴۰

طاے مہملہ

۱۷۶	طالب	۲۸۷

ظاے معجمہ

۱۷۷	ظاہر	۲۷۹

عین مہملہ

۱۷۸	عامۃ الورود	۱۸۳
۱۷۹	عدد بنیادی	۱۸۴
۱۸۰	عشرات	۲۸

غین معجمہ

۱۸۱	غیر مستقل تاریخ	۱۵۹

قاف

۱۸۲	قرشت	۴۰

کاف عربی

۱۸۳	کلمن	۴۰

لام

۱۸۴	لوح طلسمی	۲۲۵

میم

۱۸۵	مآت	۲۸
۱۸۶	مجمع الصنائع	۲۲۸
۱۸۷	مدارج	۱۸۲
۱۸۸	مراتب	〃
۱۸۹	مستقل تاریخ	۱۵۹
۱۹۰	مسمّی	۶۹
۱۹۱	مطلوب	۲۸۷
۱۹۲	معنوی تاریخ	۱۵۲
۱۹۳	مفردات	۲۵
۱۹۴	مقطّعات	۲۵
۱۹۵	ملفوظ	۷۰
۱۹۶	مقطّعہ ترتیبی	۱۹۱

نون

۱۹۷	نظیرہ	۳۰

ہاے ہوز

۱۹۸	ہوائی حروف	۵۱	۲۰۰	ہوّز	۴۰
۱۹۹	ہوائی لفظ	۵۳			

تواریخ کتاب ہذا

(۱) تاریخ تالیف کتاب طبعزاد جناب مولوی سعید الدین سعید تخلص

الّف المکتوب فی فنّ الجمل	مالہ بدل ولیس لہ البدیل
ابتغی الاحباب تاریخا لہ	قلت عاما ذاک تالیف جمیل

۱۳ ۲۵

ایضاً از مؤلف کتاب

مانرے واللہ فی فن الجمل	مثل ذا وہو دلیل قاطع
قلت تاریخا لتالیف الکتاب	انہ ہذا کتاب ساطع

۱۳ ۲۵

ولہ

حقا کہ غرائب الجمل رنگین ست	ہر صفحۂ او در خور صد تحسین ست
گفتم سنۂ عیسوی تالیفش	در علم جمل سنجۂ نادر اینست

۱۹۰۸

ولہ

مثل ہذا غرائب الجمل	مانرے فی الغرائب العرب
قال فکری لعام تالیفہ	انّ ہذا الکتاب بوالعجب

۱۳ ۲۵

ایضاً طبعزاد جناب مولوی جلیل حسن مینائے جلیل تخلص

مرحبا نواب والاشان نے لکھی وہ کتاب	وصف میں جس کے زبان اہل بیان کی لال ہے
سال جو تالیف کا پوچھے کہو اوس سے جلیل	بے بہا آئینۂ تاریخگوئی سال ہے

۱۳ ۲۵

(نوٹ) لائق مورخ نے لفظ بہا کے (۸) عدد کا تخرجہ نہایت لطافت سے فرمایا ہے

ایضاً طبعزاد جناب ابوطیب محمد یحییٰ قاصد تخلص۔ منشی۔ فاضل۔ مولوی۔ عالم

قد اوضح هذا التالیف للناس سبیل التاریخ
ارّخت لعام التّاریخ الفصلیّ دلیل التاریخ ۱۳۱۶ فضلی

(۲) تاریخ طبع کتاب طبعزاد فاضل اجل جناب ابوبکر بن شہاب پروفیسر عربی مدرسۂ عالیہ

للعلم عرش معتلی فوق السماک الاعزل
العلم خیر مقتنیً زین لکلّ محفل
یسمو به المرء الی کلّ مقام اکمل
بنور انواع العلو م کلّ غیم ینجلی
فانهل الفواد من فراتها وعلّل
واستخرج المحبّا ت من غریب الجمّل
وان اردت النجح فی تحقیق ای مشکل
فداوم الامعان فی کتاب ذی الفضل الجلی
مولای شمس العلما ء الباذخ المتکمل
عزیز جنگ السّید السامی الذری المبجّل
فقد اتی فیه بما اعجز کلّ اوّل
مفسّر لما مضیٰ والحال والمستقبل
الذّ عند اهله من الرحیق السلسل
ارخته اذ تم فی بیت من الشعر الجلی
بمن مولانا استهی ۱۳۲۶ جمع کتاب الجملّ

ایضاً طبعزاد مؤلف کتاب

لقد شاعت النسخة فی الزمان — بفن الجبل ذاک فن نبیل
فارّخت تاریخ طبع الکتاب — الا انّ ہذا الکتاب جمیل

ایضاً ولہ

قد اُلّف ذلک الکتاب — مطبوع الخلق مستطاب
ارّخت بداہتہ لعامہ — ما احسن ذا ہو الکتاب

ایضاً ولہ

صد شکر خدائے خالق عزوجل — شائع شدہ این کتاب در علم و عمل
از فکر ولا است سال طبعش پیدا — مطبوع شد این نسخہ احوال جبل ۱۳۲۶

ایضاً ولہ

فضل الٰہی سے یہ نسخہ چھپ چکا — اہل جبل کہتے ہین جسکو لاجواب
تاریخ طبع اسکی کہو تم اے ولا — علم جبل کی مستقل ہے یہ کتاب

ایضاً طبعزاد جناب ابوطیب محمد یحییٰ قاصد تخلص منشی - فاضل - مولوی عالم

ولا کی مین نے یہ تالیف دیکھی — گلستان جبل کی خوب کی سیر
مؤلف سے کہی مین نے یہ تاریخ — جزاک اللہ فی الدارین بالخیر ۱۳۲۶ھ

ایضاً ولہ

در علم جبل دیدم این طرفہ کتابے را — جمع ست درین دفتر صدہا سنۂ تاریخ
بسیار صعوبت ہا برداشت بتالیفش — آوردہ مؤلف از ہر جا سنۂ تاریخ
از بسط بیان کردہ است اقسام و قواعد را — اینہم کہ شد ستازکے پیدا سنۂ تاریخ

نایاب صنائع ہم آوردہ درین نسخہ — بنوشتہ مشائش راہم باسنہ تاریخ
باید کہ عمل پیرا باشد بہ قوانینش — خواہد چو کسے کردن انشا سنہ تاریخ
تا پیش کنم نذر نایاب مؤلف را — از فکر برآوردم یکتا سنہ تاریخ
گفتار سروش ہاتف قاصد چہ دلاویز است — گفتم سنہ تاریخ گفتا سنہ تاریخ ۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید غلام علی جوش تخلص

چون علما شمس ما جنگ عزیز ولا — نسخہ غرائب نما کرد رقم بے بدل
عون ولی احد جوش رقم سال زد — نادر عالم بود نسخہ فن جمل ۱۳۲۶ھ

ایضاً طبعزاد جناب نواب عبدالباریخان بہادر موجد تخلص

در فن جمل نسخہ راز فکر ولا — باطرز نکو دیدیم و پے نظیر گو دیدلربا
کم یاب ضرور ہست وسال طبعش — از الیف طبع تالیف عزیز جنگ شمس العلما ۱۳۲۶ — نایاب بگو

(نوٹ) قلب طبع سے بائے موحدہ کا تعمیہ ہوا ہے

ولہ

عزیز جنگ بہادر ولا بملک دکن — نوشت نسخہ جامع چو در فن تاریخ
کشود قفل دہان من از کلید ولاش — برای سال مسیحی بہ مخزن تاریخ ۱۹۰۸ء

ولہ

در بلدہ غرائب الجمل طبع چو شد — از سعی ولا شاعر پاکیزہ سخن
گفتم سن فضلیش نگرائے موجد — مجموعۂ دلپذیر و مطبوع دکن ۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد جناب مولوی عبدالواسع۔ صفا۔ تخلص

فن تاریخ میں شمس العلما کی یہ کتاب — جس کے مشتاق تھے بیحد شعرا طبع ہوی

طبع موزون نے صفا مصرع تاریخ کہا	واہ کیا خوب یہ تالیف ولا طبع ہوئی ۱۳۲۶

(نوٹ) فن تاریخ سے فن جمل یا فن تاریخ گوئی مراد ہے۔
(ہوئی) کے عدد حسب مذہب دوم ۲۱ محسوب ہوئے ہین۔
لائق مورخ حضرت امیر مینائی کے پیرو ہین۔

ترجمۂ ریویو انگریزی ریختۂ کلک جناب مولوی میرزا مہدیخان کوکب تخلص
اِ۔ آر۔ اِس۔ آم۔ و اِم۔ آر۔ آ۔ اس۔

شمس العلماء مولوی احمد عبد العزیز نائطی خان بہادر نواب عزیز جنگ نے اردو لٹریچر پر بہت بڑا احسان کیا کہ عربی کے فن جمل کے متعلق ایک ایسی مبسوط کتاب تالیف کی جو (غرائب الجمل) کے نام سے موسوم ہے۔
لاٹن مین جس طرح آئی ڈی یکس ایل سی ڈی ایم کے لئے اعداد مقرر ہین اسی طرح عربی کے اٹھائیسون حروف کے لئے عدد مین ۹ حروف اکائی کے لئے مخصوص ہین اور ۹ حروف دہائی کے لئے اور ۹ حروف سیکڑے کے لئے اور ایک حرف ہزار کے لئے۔ یہی کیفیت سنسکرت کے حروف کی ہے۔ بدین وجہ کہ سنسکرت کے حروف ۳۶ ہین اونہون نے الوف کے لئے بھی ۹ حروف کو خاص کیا ہے۔

عربون نے اس فن سے دو طرح پر کام لیا ہے۔
(۱) اعداد کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام اعداد سے۔
نمبر (۱) سے بہت بڑا کام لیا گیا ہے یعنی مبسوط عبارتین اور اشعار ایسے

+ از گورنمنٹ آف انڈیا ۴ از سرکار نظام

لکھے گئے ہین جن کے مضمون سے خاص خاص واقعات کی ہسٹری معلوم ہوتی ہے
اور اونہین عبارتون کے فقرات یا اشعار کے مصرعون کے حروف کے اعداد سے
اوس واقعہ کا سنہ نکلتا ہے یہ کچھہ آسان کام نہین ہے بلکہ نہایت دقیق
کام ہے۔ اور نمبر (۲) سے صیغہ راز کی کتابت کا تعلق ہے یعنی خاص قواعد کے
ساتھہ صرف ہندسون مین مراسلت اور مکاتبت ہوتی ہے۔ لیکن غایت نمبر ۲
کے مقابلہ مین نمبر (۱) بہت مشکل کام ہے جس مین عربون سے زیادہ اہل عجم نے
کام کیا ہے اور عجمیون سے ہندیون نے اس فن کو لیا ہے اور اس وقت یہ فن
ہندوستان مین ہر طرف جاری ہے۔ مشرقی بادشاہون کے دربارون مین
تہنیت یا تعزیت کا کوئی واقعہ ہوتا تہا تو شعرائے وقت اس فن مین اشعار کہتے
تہے اور اون اشعار کے اعداد حروف سے اس واقعہ کا سنہ نکالتے تہے
اور وہ اشعار اس واقعہ کی عمدہ ہسٹری اور یادگار سمجھے جاتے تہے وہی عمل
اب تک ہندوستان مین جاری ہے۔ جب کوئی قوم کا لیڈر یا رئیس مرتا ہے
یا کوئی عالیشان دربار ہوتا ہے یا کوئی والی ریاست کی تخت نشینی کی تقریب
یا شادی ہوتی ہے یا اور کوئی واقعہ تو اسی فن مین اشعار لکھے جاتے ہین
اور اون اشعار کے حروف کا مجموعہ از روے اعداد اس کا یادگاری سنہ
قرار پاتا ہے۔ غرض یہ ایک مرغوب اور لطیف فن ہے جس کو اہل ہند نے ابتک
اپنی روزمرّہ ضرورتون مین زیر استعمال رکہا ہے۔

بڑی حیرت اور تاسّف اس پر ہے کہ فن کا نفاذ تو موجود ہے لیکن
اس کے متعلق نہ عربی زبان کی کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ فارسی زبان کی

صرف ہندوستان مین بعض استادون نے اسی صدی مین مختصر مختصر دو تین رسائل سو پچاس صفحات کے لکھے ہین جن مین سے ایک دو چھپے بھی ہین لیکن وہ ایسے ناکامل ہین کہ اون سے جیسے چاہئے شائقین فن کو مدد نہین ملتی عربی بہت سی کتابون مین اس فن کا ذکر ہے اور چیدہ چیدہ مضامین ضمناً بیان ہوے ہین اور بعض قدیم کتابون کے نام بھی جو اس فن کی مخصوص کتابین ہین معلوم ہوتے ہین لیکن افسوس اس کا ہے کہ آج اون کتابون کا پتہ کسی لائبریری مین نہین ملتا اور نہ اون کے چھاپے کی نوبت آئی۔ اور مختلف کتابون کے متفرق تذکرے سے پبلک کو یک جائی کے ساتھ کوئی کامل فائدہ حاصل نہین ہوسکتا ہے۔

ایسے وقت مین ہمارے دوست شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر کا اس اہم اور دقیق سبجکٹ مین ایک مستقل کتاب کا لکھنا جو ہمارے زیر ریویو ہے بہت بڑی شکرگزاری کے قابل ہے۔ اگرچہ آپ کی تالیفات سے دو درجن سے زیادہ کتابین فنون قانون۔ تاریخ۔ سیاق۔ لغت۔ حیوانات اگریکلچر وغیرہ مین ہین۔ لیکن یہ نایاب کتاب ہماری راے مین اون تمام کتابون پر فائق ہے۔

اس مین کچھ شک نہین کہ اگر اسی صدی مین یہ ضروری کام ہمارے دوست کی توجہ سے پورا نہ ہوتا تو آخر صدی تک بتدریج فن جمل مٹ جاتا اور اردو لٹریچر مین بھی مثل عربی اور فارسی لٹریچر کے اس فن کے خانہ مین صفر آجاتا اور اس کا نام برائے نام صرف کتب لغت مین رہ جاتا۔ اگر یہ زمانہ مشرقی بادشاہون کا ہوتا تو وہ لائق مؤلف کو موتیون مین تولتے۔ تاریخ سے اس کا پتا

ملتا ہے کہ سنہ ۱۰۴۳ ہجری مین مرزا طہماسپ قلی ترک نے ۱۹ شعرون مین ایک قصیدہ لکھا تہا جس کے ہر ایک مصرعے کے اعداد حروف سے جلوس کا سنہ نکلتا تہا تو اوس کے صلہ مین شاہ جہان نے اوس کو ایک لاکھ روپیہ کا انعام دیا اور سواری کے لیئے ایک ہاتہی اور گہوڑا ساز و سامان طلائی کے ساتہ عطا کیا اور جواہر کا خاص خلعت عطا فرمایا۔

ہمارے دوست نے خود اس فن کے مسلّم الثبوت شاعر ہونے کے علاوہ جب ایسی عمدہ کتاب ایسی ضرورت کے وقت مین لکہی تو اون کی بے شک بہت بڑی قدر ہوتی اگر اون کا یہ کام اوس زمانہ مین واقع ہوتا۔

سچ یہ ہے کہ جس زمانہ مین مشرقی بادشاہون کے بے بہا صلون کا ذکر صرف بطور یادگار تاریخی رہ گیا ہے۔ ہمارے دوست کا ایسا مہتم بالشان کام کرنا اور یہ جان کر کہ اون کو کسی اولوالعزم صلہ کی امید نہین ہے محض پبلک کو فائدہ رسانی اور ایک قدیم علم کی حفاظت کے لیئے ایسی ضخیم اور جامع کتاب کا تالیف کرنا بہت بڑی تعریف کے قابل بات ہے۔

جس زمانہ مین ہر طرف سطحی فنون کی دہوم ہے ناولون کی جانب عام طبائع مائل ہین ایسے دقیق سبجکٹون مین قلم اوٹہانا اور کامیاب ہونا صرف ہمارے دوست کا حق ہے۔ جن کی نسبت ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اون کی صحت اور دلچسپی کو دیرگاہ باقی رکہے۔

اس کتاب مین صرف اصول فن ہی کا بیان نہین ہے بلکہ فروعات کی بہی مکمّل بحث ہے اور اختلاف مذاہب جمل کا کافی بیان ہے قواعد کے ساتہ متاخرین

اور متقدمین کے کلام سے قابل اطمینان مثالین بھی پیش ہوئی ہین ۔ صنائع و بدائع جمل کا مفصل ذکر ہے جن مین سے بعض کے موجد عرب ہین اور بعض کے عجم اور اکثر کے لئے اہل ہند ۔ ہماری راے مین صرف ایک نقص البتہ رہ گیا ہے جس کا اعتراف خود مصنف نے کیا ہے کہ صنعتون کے موجد اصلی کے نام کا پتہ کسی تاریخ سے انکو نہ مل سکا اور کیونکر ملتا جب کہ گزشتہ اہل تصانیف نے اس کی جانب توجہ ہی نہین کی اور ضمناً بھی کسی موقعہ پر اس کا ذکر نہین کیا ۔

غرض جو کچھہ اس کتاب مین ہے وہ بہت کچھہ ہے اور یہی ایک کتاب ہے جس کے ذریعہ سے اردو لٹریچر مین اس فن کے متعلق جان آگئی ہے ۔ اور بلا مبالغہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اس فن کی مردہ لاش مین اس کتاب نے جان ڈال کر اسکو زندہ کیا ہے ۔

ہمارے اس بیان واقعی کی سچائی کا اندازہ وہ لوگ کرین گے جن کو فی الجملہ اس فن کا مذاق ہے اور جو اس فن کے طالب ہین اس کتاب کا ترجمہ جس زبان مین ہوگا اوس زبان مین یہ فن رائج ہو جائے گا ۔

آخر پر ہم لائق مؤلف کو اون کی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہین خاص کر اس لئے کہ اونہون نے اس کتاب کو ہز ہائنس نظام کے نام سے شائع کیا ہے ہز ہائنس مین مشرقی بادشاہون کے صفات موجود ہین خود بھی اس فن سے دلچسپی رکھتے ہین ۔ ہمکو کامل امید ہے کہ وہ اس کو مقبولیت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماوینگے اور اگر گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو اس کی حقیقت اچھی طرح پر ظاہر ہو جائے تو وہ بھی ضرور اس پر توجہ کرے گی اس لئے کہ ہم خوب جانتے

ہین کہ تدوین علوم وفنون کی جانب اسکی توجہ بخوبی مائل ہے لیکن افسوس اس کا ہے کہ غیر انگریزی زبانون کی تالیفات کا فوٹو گورنمنٹ کے روبرو پیش ہونے کے ذرائع کافی طور پر مہیا نہین ہین۔

مرزا مہدیخان
کوکب

ریختۂ کلک فصاحت رقم جناب مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین الضاری امپوری

لله الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست
آمد آخر پس پردۂ تقدیر پدید

نسخۂ غرائب الجمل مؤلفہ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر را من اوّلہ الی آخرہ بامعان نظر دیدم۔ ماشاء اللہ کتابیست اجمل و اکمل و جامع و مانع در فن جمل۔ مؤلف محترم خوب کارے کردہ است کہ این فن لطیف را بکیفیۂ تدوین در آوردہ۔ شک نیست کہ اہل ہند را ضرورت ہمچو کتابے بود و چرا نباشد کہ طریقہ تاریخگوئی بتقارب تہنیت و تعزیت الی الآن در ہندوستان جنّت نشان مروّج و موجود است۔

لغز گویان لطافت پسند و سخن سنجان ہوشمند نیک دریابند کہ در کتب موجودہ چہ در زبان عربی و چہ فارسی دارد و نسخۂ مستقل درین فن لطیف بدین جامعیت و تحقیق و تدقیق کہ مولف محترمش بکار بردہ است الی الآن ہمدست نشدہ است۔ پس وجہے نباشد کہ این نعمت عظمیٰ و ہدیۂ کبریٰ را من حیث المجموع مغتنم نشماریم و فرزانہ مولفش را در خور ہزار تحسین و صد ہزار آفرین نپنداریم چہ بحسن التفاتش اینچنین تالیفے بے بہا و ہمچنین گوہرے یکتا بدست ما رسیدہ است کہ چشم ما تا حال عدیلش ندیدہ و گوش ما الی الآن بدیلش نشنیدہ ؎

سوادش سرمۂ چشم حسینان بیاضش نور بخش مہ جبینان

ہمانا فکرت مؤلفش خیلے بلند است۔ و طرز بیانش بسیار دلپسند کہ حقائق این فن لطیف را بآئینے ہدیۂ ناظرین کردہ کہ ہم مبتدیان کم سواد را

بسلاست بیانی بے بہرہ نمیگزارد۔ وہم منتہیان کامل استعداد را بلطافت معانی بہرۂ کافی وحظے وافی می بخشد فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

شک نیست کہ این ذخیرۂ نایاب از رسائل موجودہ فائق ترست کہ قواعد و اقسام جمل را باصنایع و بدایع آن سیّما باستناد اقوال محققین و نظائر و آراے مدققین کسوت تدوین بطرز بہین در برکشیدہ است و بعض نوادر این فن را کہ درین نسخۂ بے بہا یافتہ میشود ہنوز گوش ہوش ما نشنیدہ۔ الحق کہ این کتاب لاجواب خیلی خوب ہست و بندۂ بے بضاعت را بسیار مرغوب۔

بخیالم میرسد کہ اگر مؤلف محترم ہمدرین نسخۂ نایاب بطور ضمیمۂ کتاب حصۂ از الفاظ متساویۃ الاعداد ہم درج میفرمود نا ریگلویان را خیلے مفید میبود۔ حالا ہم کار از دست نرفتہ است و تیر از شست برنجستہ۔ مؤلف محترم را اگر فرصت دست دہد تلافی مافات بحیّز امکان اوست کہ طرح تالیف جلد ثانی این کتاب بنہد۔

بالجملہ از شائقین فن و قدردانان شعر و سخن توقع کلی ست کہ محنت مؤلفش را بچشم انصاف بنگرند و بمیزان عدل بسنجند و از جادۂ اعتدال پا بیرون ننہند کہ اِعدِلوا ہو اقرب للتّقوٰی وارد است۔

خاکسار

ابو المظفّر محمّد سعید الدّین انصاری

ریویو منظوم حامل تاریخ تالیف کتاب ہذا طبع فراہ جناب مولوی سید سجاد علی تخلص سوز تخلص راقم

نواب عزیز جنگ ذی شان — شمس العلماش ہم خطا بیست
احمد عبد العزیز نامش — روشن مانند آفتا بیست
والا منش و ولا تخلص — لطف آئین ـ مکرمت مآبیست
با بندہ مثیل و خواجہ تاشے — ہم بندۂ مالک الرقا بیست
با شاہ غلام سر فروشے — در اہل وفا و فا جنا بیست
او بندۂ بندگان عالی — در درگہ شاہ بار یا بیست
ہر نکتہ ز جز و کل نصیبش — او صاحب فن بہر نصا بیست
گوئی کہ دقیقہ سنجی او — آتش بر کن ز سطح آبیست
تاریخ و فلاحت از وجودش — مانند سیاق بہرہ یا بیست
تالیفے دارد او بھر علم — در ہر فن مال او کتا بیست
اکنون بجمل گرا یش او — تعبیر ز یاد رفتہ خوا بیست
این نسخہ ز بست و شش کتابش — شک نیست کہ فرد انتخا بیست
گویند غرائب الجمل را — کین مظہر اعجب العجا بیست

گویم اسمی است با مسمّٰی — نام ایزد که لاجواب بیست
آرے ز فضولیِ مطالب — در حسن بیانش اجتناب بیست
موضوع جمل دروست فضلے — از علم و عمل خجستہ بابیست
شد کہنہ صحائف از نویش — نقشے کہ وجود او برآب بیست
یکجاست اصول و ہم فروعش — مجموعۂ فنّ مستطاب بیست
از ہا ر ائمۂ جمل را — این نسخۂ منتخب گلاب بیست
ہر صفحہ بنقشہ ہاے اعداد — دیباچہ دفتر حساب بیست
در حق مشارقہ بیاضش — بر عارض مہر آب و تاب بیست
قانون معارہ بہ برویش — رخشندہ ستارہ در سحاب بیست
پیچیدہ مطالبش بمعنے — از بہر حسود پیچ و تاب بیست
الحق کہ زبانِ معترض را — پیرایۂ رسم سدّ باب بیست
بخ بخ کہ روانی عبارت — در وادی علم جوے آب بیست
گر دید قبول درگہ شاہ — گوئی کہ دعاے مستجاب بیست
شد نسخہ بنام او معنون — تالیف بشکل کامیاب بیست
سال تالیف او اثر گفت — در علم جمل چہ بہ کتاب بیست
۱۳۲۵ھ

فہرست کتب مؤلفہ شمس العلما نواب عزیز جنگ دبہا موجودہ مطبع

نشان سلسلہ	نوعیت	نام کتاب	قیمت	خرچ ڈاک	جملہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	قانون	صد مجموعہ قوانین مالگزاری مطبوعہ ۱۳۱۷ف فصلی لغایتہ آخر ۱۳۱۶ف فصلی	۵ر	۱۲ر	۵ر ۱۲ر
۲	〃	خزینۂ فینانس وحساب جلد اوّل لغایتہ آخر ۱۳۱۴ف فصلی	۵ر	۱۰ر	۵ر ۱۰ر
۳	〃	ایضاً جلد دوم بابتہ ۱۳۱۵ و ۱۶ف فصلی	۵ر	۴ر	۵ر ۴ر
۴	〃	شیرازہ دفاتر	عاں	۴ر	عاں ۴ر
۵	تاریخ و سیر	تاریخ النوائط یعنی قوم نویطہ کی تاریخ	۵ر	۸ر	۵ر ۸ر
۶	〃	محبوب السیر بانگارستان آصفی	۵ر	۶ر	۵ر ۶ر
۷	〃	عطیات سلطانی یعنی تاریخ معاش ہائے معطیہ	۵ر	۶ر	۵ر ۶ر
۸	فلاحت	فلاحۃ النخل۔ یعنی طریقہ کاشت کھجور	عاں ۸ر	۵ر	عاں ۱۳ر
۹	〃	کاشت انگور	۵ر	۶ر	۵ر ۶ر
۱۰	〃	کاشت ترکاری	عاں	۴ر	عاں ۴ر
۱۱	سیاق	سیاق دکن	۵ر	۴ر	۵ر ۴ر
۱۲	طیور	حیوٰۃ الحمام یعنی رسالہ کبوتر بازی	عاں	۴ر	عاں ۴ر
۱۳	لغت	آصف اللغات۔ جلد اوّل متعلق بہ الف ممدودہ تقریباً ۹۰۰ صفحے۔	صہ	۸ر	صہ ۸ر
۱۴	جُمل	غرائب الجُمل۔ یعنی تاریخ گوئی	۵ر	۶ر	۵ر ۶ر

دونوں جلدوں کے خریدار کو ۵ر اور خرچ ڈاک ۱۲ر

افراد قوم کے لئے نصف قیمت

زیر طبع ہے

المشتہر محمد حبیب اللہ منیجر عزیز المطابع۔ عزیز باغ۔ سلطان پورہ حیدرآباد دکن